سب رس

(یعنی قصہ حسن و دل)

ملا وجہی

مرتبہ

شمیم انہونوی (ایم۔ اے)

جملہ حقوق بحق نسیم بکڈپو لکھنؤ
محفوظ ہیں

قیمت

دس روپیہ

ناشر

نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

باہتمام عزیز الرحمٰن نظامی پریس لکھنؤ میں چھپی
سنہ ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کسی زمانہ میں اردو کا پہلا شاعر ولی کو اور پہلا نثار فضلی کو سمجھا جاتا تھا لیکن جدید انکشافات کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ولی سے قبل بھی اردو کے کئی صاحبِ دیوان شاعر ایسے گذرے ہیں جن کا شمار آج ہم اردو کے عظیم شاعروں میں کرتے ہیں۔ سب رس کا مصنف وجہی گولکنڈہ کے قطب شاہی دور میں عبداللہ قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا۔ قطب شاہی بادشاہ خود بھی بلند پایہ شاعر تھے۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کا کلیات اس کی شاعرانہ عظمت پہ دلالت کرتا ہے۔ اس کلیات میں تقریباً ایک لاکھ اشعار موجود ہیں اور یہ تقریباً ایک ہزار آٹھ سو صفحات پہ مشتمل ہے۔ یہ کلیات اس کی وفات کے پانچ سال بعد اس کے جانشین بھتیجے اور داماد نے ترتیب دیا تھا اور یہ آج بھی موجود ہے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اردو کا پہلا عظیم اور صاحبِ دیوان شاعر ہونے کا فخر ایک بادشاہ کو حاصل ہوا۔ اس سے قبل جہاں لوگوں نے جو بھی علمی یا

ادبی کام کیا وہ کسی ہدایت کے تحت کیا تھا لیکن اس بادشاہ کا کلام سو فیصدی ادبی و علمی ہے۔ اس نے مختلف اصناف سخن (غزل۔ نظم۔ قصیدہ اور مرثیہ) پہ طبع آزمائی کی ہے۔ اور مرثیوں کا تو بانی تصور کیا جاتا ہے۔ یہ اردو کا سب سے پہلا شاعر ہے جس کے کلام میں ہندو مسلم مشترکہ تہذیب کی جھلک نظر آتی ہے۔ اُس نے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے تہواروں پہ نظمیں لکھی ہیں۔ ہم بے تکلف اس کا مقابلہ سوداؔ اور نظیرؔ سے کر سکتے ہیں اور اس مقابلہ میں جہاں تک بیان فطرت کا تعلق ہے اس کو ان دونوں پر فوقیت حاصل ہے۔

محمد قلی قطب شاہ کا بھتیجا داماد اور جانشین محمد قطب شاہ بھی اردو کا ایک اچھا اور صاحب دیوان شاعر تھا۔ اسی نے محمد قلی قطب شاہ کا کلیات مرتب کیا اور اس پہ ایک مقدمہ بھی لکھا اور اس کلیات کے حواشی پہ دیگر شاعروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ اپنے چچا سے زیادہ قابل اور ذہین تھا مگر اس کا کلام چچا کے کلام کا ہم پلّہ نہیں ہے۔

عبداللہ قلی قطب شاہ محمد قطب شاہ کا جانشین تھا۔ وہ بھی اردو کا صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس کے دوران حکومت حیدرآباد میں اردو ادب شاعری کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔ وہ ایک اچھا اور صاحب دیوان شاعر ہونے کے ساتھ ہی ساتھ بیحد علم دوست اور ادب پرست بھی تھا۔ اس کے زمانہ میں کئی بلند پایہ ادیب اور شاعر گذرے ہیں اور ان میں سے بیشتر اس کے دربار سے وابستہ تھے۔

قطب شاہی دور میں قطب شاہی حکمرانوں کے علاوہ فیروز، سید محمود، احمد دکنی، غواصی، وجہی، قطبی، مقیمی، جنیدی، ابن نشاطی، تابعی، میران یعقوب، محمد امین، نوری اور فائز وغیرہ مشہور شاعر گذرے ہیں۔ متذکرہ بالا شاعروں

میں غواصی، ابن نشاطی اور وجہی کو خاص شہرت و اہمیت حاصل ہے۔

غواصی اپنی عمر کے آخری زمانہ میں دربار سے وابستہ ہو گیا۔ اس کی مشہور مثنوی "قصۂ سیف الملوک اور بدیع الجمال" ہے۔ یہ مثنوی چودہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں مصر کے شہزادے سیف الملوک کے ایک چینی دوشیزہ سے معاشقہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ دراصل یہ مثنوی الف لیلیٰ کے قصہ سے ماخوذ ہے۔ غواصی کا دوسرا کارنامہ "طوطی نامہ" ہے یہ ایک طوطے کی کہانی ہے جو ضیاء الدین کے فارسی قصہ "طوطی نامہ" کا ترجمہ ہے۔

ابن نشاطی بھی قطب شاہی دور کا اہم اور مشہور ترین شاعر سمجھا جاتا ہے۔ اس نے ۱۶۵۵ء میں "پھول بن" نامی مثنوی لکھی جس میں تین ہزار پانچ سو اشعار ہیں۔ یہ مثنوی تاریخی اور ادبی دونوں لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ درحقیقت یہ فارسی کی "بساطین" کا ترجمہ ہے جو تغلق دور میں احمد زبیری نے لکھی تھی۔ یہ مثنوی سترھویں صدی کے ابتدائی معاشرتی حالات کی بہترین تصویر ہے دیگر مثنویوں کی طرح یہ بھی خدا کی حمد اور بزرگان دین کی ستائش سے شروع ہوتی ہے اور پھر بادشاہ وقت کی تعریف کے بعد اس وقت کے معاشرتی حالات کا بیان ملتا ہے اور کہانی کے خاتمہ پر ابن نشاطی نے کچھ ان شاعروں کی موت پر مرثیے بھی لکھے ہیں جو اس کے پیشرو تھے۔ ابن نشاطی کو اس مثنوی نے شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا اور اس مثنوی کو بہت زیادہ مقبولیت نصیب ہوئی۔

ابن نشاطی کی "پھول بن" نصرتی کی مثنوی "گلشن عشق" سے زبان کی سادگی اور روانی کے لحاظ سے زیادہ بلند ہے لیکن جہاں تک منظر کشی کا تعلق ہے نصرتی کی "گلشن عشق" اس سے بہتر ہے۔ مختصر یہ کہ ابن نشاطی کی یہ مثنوی قطب شاہی دور کی بہترین مثنویوں میں سے ایک ہے۔

اب تک ہم نے قطب شاہی دور میں اُردو زبان و ادب کو جو ترقی نصیب ہوئی اس کا مختصر ذکر کیا ہے تاکہ وجہی اور اُس کے عہد کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ اب ہم اپنے اصل موضوع (سب رس کے مصنف ملا وجہی) پر آتے ہیں۔ وجہی قطب شاہی دور کا صرف ایک اچھا شاعر ہی نہ تھا بلکہ نثار کی حیثیت سے بھی بہت بلند مرتبت تھا۔ اردو کی ادبی نثر کی اہم اور پہلی کتاب وجہی کی "سب رس" ہے مگر اس کے باوجود یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو وجہی کی زندگی کے حالات کسی کتاب میں تفصیل سے نہیں ملتے ہیں۔ قطب شاہی دور پر لکھی جانے والی تاریخی کتب بھی وجہی کی زندگی کے تفصیلی حالات بتانے سے قاصر ہیں۔ وجہی کی زندگی کے سلسلے میں جو بھی معلومات ہم کو فراہم ہوئی ہیں وہ صرف اس کی اپنی ہی کتابوں سے ملتی ہیں لیکن ان کتابوں سے بھی ہم کو اس کی تاریخ و جائے پیدائش وغیرہ معلوم نہیں ہوتی۔ صرف اتنا ہی پتہ چل پاتا ہے کہ کون سی کتاب اس نے گولکنڈہ کے کس بادشاہ کے عہد میں لکھی۔

اس وقت ہم کو وجہی کی صرف تین کتابیں "قطب مشتری"، "تاج الحقائق" اور "سب رس" ہی ملتی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس نے اور کتب بھی لکھی ہوں جو امتداد زمانہ کا شکار ہو جانے کی وجہ سے ہمارے ہاتھ نہ لگی ہوں۔

"تاج الحقائق" وجہی کا لکھا ہوا ایک مختصر رسالہ ہے جو نثر میں ہے اور تصوف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں صوفیائے کرام کی مذہبی تعلیمات کا ذکر ہے اور بس۔ البتہ ادبی نقطۂ نظر سے اگر اسے کچھ بلندی اور اہمیت حاصل ہے تو صرف اس قدر کہ اس سے ہم کو اردو نثر کے ارتقاء کا پتہ چلتا ہے، اور سب رس کی طرح اس کا بھی مطالعہ اردو نثر کی رفتار ترقی کا اندازہ کرنے

کے سلسلے میں کیا جا سکتا ہے۔

"قطب مشتری" وجہی کی مشہور مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں گولکنڈہ کے قطب شاہی شاہزادے محمد قلی قطب شاہ کا معاشقہ بیان کیا گیا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ خواب میں مشتری نامی ایک شہزادی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے اور بعد زحمت بسیار اس خواب خیال کی اجنبی شہزادی کو بنگال میں پا جاتا ہے۔ شہزادی بھی شہزادے سے دلچسپی لینے لگتی ہے اور بالآخر دونوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو جاتی ہے۔

کچھ حضرات نے اس مثنوی کے سلسلہ میں اس شک کا اظہار کیا ہے کہ اس میں در پردہ سلطان محمد قلی قطب شاہ اور ان کی محبوب ملکہ بھاگ متی کے مشہور عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ یہ واقعہ بھی شہزادے کی نوجوانی کے زمانہ کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو لیکن گمان غالب یہی ہے کہ یہ شک غلط ہے اس لئے کہ اول تو مثنوی میں جو واقعات عشق بیان کئے گئے ہیں بھاگ متی کے عشق سے ان کا کوئی تعلق نہیں پایا جاتا۔ دوسرے خود محمد قلی قطب شاہ نے مشتری اور بھاگ متی (حیدر محل) دونوں پر الگ الگ نظمیں لکھی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مشتری اور بھاگ متی دو جدا شخصیتیں تھیں اور اس لحاظ سے اس خیال میں زیادہ جان نہیں کہ مشتری اور بھاگ متی (حیدر محل) ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔ وجہی نے یہ مثنوی ۱۰۱۸ھ میں بارہ دن میں مکمل کر لی تھی وہ خود کہتا ہے:

تمام اس کیا دس بارہ منے
سنہ ایک ہزار اور اٹھارہ منے

(اس کتاب کو میں نے ۱۰۱۸ھ میں بارہ دن میں مکمل کر لیا تھا)
وجہی کو اپنی اس مثنوی پر بڑا فخر و ناز تھا جس کا اندازہ اس کے اس پُر از تعلّی شعر سے بخوبی ہو سکتا ہے ؎

قطب مشتری میں جو بولیا کتاب
سو ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب

(قطب مشتری نام کی جو کتاب میں نے لکھی ہے وہ دنیا میں سورج کی طرح روشن ہے)

اس مثنوی کا اردو ادب میں کیا درجہ ہے اس سلسلے میں اہل علم حضرات میں اختلاف ہے۔ اُردو میں اس کو مرتب کر کے شائع کرنے والے اُردو کے مشہور پرستار اور بلند پایہ ادیب و نقاد بابائے اردو مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم قطب مشتری کے مقدمہ میں فرماتے ہیں :-

"اگرچہ وجہی نے بہت کچھ دعویٰ کیا ہے اور تعلّی کی ہے لیکن یہ مثنوی کوئی اعلیٰ پایہ کی نہیں ہے۔ ہاں اس اعتبار سے کہ قدیم ہے اور اس زمانے کا ایسا مرتب کلام کم ملتا ہے، قابل قدر ہے۔"

مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم کے برعکس اُردو کے ایک یورپین پرستار اور اسکالر ڈاکٹر ٹی۔ گراہم بیلی (Dr. T. GRAHAME BAILEY, D. LITT) اپنی کتاب "اے ہسٹری آف اردو لٹریچر" (A HISTORY OF URDU LITERATURE) میں اس مثنوی یعنی "قطب مشتری" کے بارے میں حسب ذیل سطور تحریر فرماتے ہیں :-

THIS REMARKABLE POEM IS THOROUGHLY INDIAN. THE URDU IS GOOD

THE DESCRIPTION BRIGHT, VARIED AND NATURAL. HIS THOUGHTS AND LANGUAGE ARE ORIGINAL, AND HE MUST RANK AS ONE OF THE TRUEST AND GREATEST POETS IN URDU.
IT CONTAINS A NUMBER OF SIMPLE LYRICS.

ہم اس مثنوی کے سلسلے میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مثنوی اردو کی اہم ترین مثنویوں میں سے ایک ہے جیسا کہ خود مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم فرماتے ہیں:۔

"گو یہ مثنوی اعلےٰ پایہ کی نہ ہو، تاہم اس میں بعض باتیں بڑی خوبی کی ہیں۔"

پھر آگے چل کر مولوی صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔

"اس کتاب میں وجہی نے ایک باب "در شرح شعر" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس میں وہ بتاتا ہے کہ شعر کی اصل خوبی کیا ہے اور اس میں کیا کیا جوہر ہونے چاہئیں۔ سب سے پہلی بات وہ یہ کہتا ہے کہ شعر سلیس ہونا چاہیئے۔ زیادہ کہنے کی ہوس نہ کر، ایک شعر کہہ پر اچھا کہہ، مگر اس میں کچھ نزاکت ہونی چاہیئے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ شعر کہنے میں سب سے بڑی مشکل یہ آ پڑتی ہے کہ لفظ اور معنی میں ایسا ربط ہو کہ دونوں مل کر ایک جان ہو جائیں۔ لفظ موزوں اور منتخب اور معنی بلند ہوں معنی میں اگر

زور ہے تو بات کا مزہ ہی اور ہو جاتا ہے البتہ اس کا سنوارنا ضروری ہے، مثلاً اگر کوئی محبوب حسین ہے تو سنوارنے سے نور علیٰ نور ہو جائے گا۔ ایک بات بڑی اچھی یہ کہی ہے کہ شاعر وہی ہے جو اپنے دل سے نئی بات پیدا کرتا ہے۔ کہتا ہو میں تو اس رنگین بات کا قائل ہوں جو دل میں جا کر بیٹھ جائے جس سے دل میں ولولہ پیدا ہو اور آدمی سُن کر اُچھل پڑے۔"

دلچسپی کا سب سے بڑا کارنامہ سب دس ہے۔ سب دس ایک تمثیل ہے۔ تمثیل کسے کہتے ہیں؟ یہ لفظ ہماری لغات میں تو مثال دینے کے معنی میں استعمال ہوتا تھا لیکن اب یہ لفظ 'تمثیل' انگریزی لفظ (ALLEGORY) کے ترجمہ کے طور پر استعمال ہونے لگا ہے۔ یعنی تمثیل افشا پردازی کی اس طرز کو کہتے ہیں جس میں کسی تشبیہ یا استعارہ کو یا انسان کے کسی جذبہ مثلاً غصہ۔ نفرت۔ محبت وغیرہ کو مجسم مان کر یا دیوی دیوتاؤں کے پردے میں کوئی قصہ گڑھ لیا جاتا ہے۔ ایسے قصوں کا مقصد دراصل کسی اخلاقی یا اصلاحی سبق کا دینا ہوتا ہے اور قصہ کو یہ ڈھنگ عموماً اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ عام لوگ اُس اخلاقی یا اصلاحی نکتہ کو قصہ کے پردے میں آسانی سے قبول کر لیں۔ تمثیل کا یہ طریقہ کبھی اس وقت بھی برتا جاتا ہے جب سماجی روایتوں کی پابندیاں یا حکومت کے احکام کسی بات کو علانیہ طور پر ظاہر کرنے کو منع کرتے ہوں۔

تمثیل کو ایک ادبی صنعت قرار دے سکتے ہیں جیسے مجاز مرسل و استعارہ وغیرہ ہیں لیکن تمثیل اور ان میں یہ فرق ہے کہ تمثیل بہت طولانی استعارہ ہوتا ہے اور مجاز مرسل یا استعارہ بہت مختصر۔ اسی طرح مثالی اور تمثیل میں یوں فرق کیا جا سکتا ہے کہ مثال میں کسی عقلی دلیل کو ثابت کرنے کے لیے یا کسی بات کی وضاحت کرنے کی

خاطر کوئی چھوٹا سا قصہ یا واقعہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ سامع وہ دلیل یا بات پوری طرح سمجھ جائے اور اس کی عقل تسکین پا جائے۔ تمثیل اس کے برخلاف سامع کے تصور اور تخیل کو تحریک میں لاتی ہے اس طرح کہ بتائے بغیر سامع خود بخود پس پردہ اخلاقی یا اصلاحی مقصد سمجھ لیتا ہے۔ رمزیہ بھی کچھ تمثیل ہی کی قسم کی چیز ہے لیکن رمزیہ میں دقت نظر کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس میں اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جاتا ہے اس لیے رمزیہ صرف بہت پڑھے لکھے لوگ یا بہت ذہین آدمی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عام لوگ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمزیہ خواص کے لیے مخصوص ہے اور تمثیل عام لوگوں کے لیے۔

ہر ملک اور ہر زبان میں تمثیلی قصے ملتے ہیں۔ سنسکرت میں بہت اُپدیش، فارسی میں انوار سہیلی اور منطق الطیر، عربی میں اخوان الصفا وغیرہ اس طرح مشہور کتابیں ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ جن ملکوں میں دیومالا (علم الاصنام) کا رواج رہا ہے وہاں کے مصنفین کو اس طرز کے قصے لکھنے میں اُس دیومالا سے بڑی مدد ملی ہے۔ یعنی جہاں دیوی دیوتا مانے جاتے رہے ہیں وہاں کے تمثیلی ادب میں ان سے خوب کام لیا گیا ہے۔ مثلاً ہندی یا سنسکرت ادب میں جہاں دولت یا علم کو مجسم کرنے کی ضرورت پڑی وہاں لکشمی اور سرسوتی کے کردار پیش کر دیے۔ فرانسیسی اور انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں کے ادب میں یونانی دیومالا سے کام لیا گیا ہے مثلاً حسن کو مجسم اور جاندار پیش کرنا ہے تو زہرہ (وینس) کو پیش کر دیا۔ عشق کو زندگی بخشنی ہے تو کیوپڈ کی شکل سامنے لے آئے۔ لیکن اسلامی ممالک میں چونکہ اصنام پرستی ممنوع ہے اس لیے وہاں کے مصنفین کو ان غیر مجسم کیفیات کو مجسم اور جاندار بنانے کے لیے وقت پیش آئی سوائے اس کے کہ وہ انھیں کو مجسم جاندار بنا دیں جنھیں عشق کو عشق ہی کہیں اور حسن کو حسن اور کوئی صورت ان میں جان ڈالنے کی نہ تھی۔

لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح قصہ میں وہ سیمی جاندار ی نہیں پیدا ہو سکتی جیسی کہ دیومالا اختیار کرنے والوں کو ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں جو تصنیفات اس انداز میں لکھی گئیں ان کے کردار بے جان پتلے معلوم ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ گفتگو کرتے اور عمل کرتے دکھائے جاتے ہیں۔

سب رس بھی ایک تمثیل ہے[1] اس میں بھی فنی طور پر وہی خامی ہے جو اوپر بیان ہوئی، یعنی یہ کہ اس کے کردار غیر مجسم کیفیات انسانی ہیں جنھیں مجسم بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ اس میں عشق و حسن کی آویزش اور آمیزش کی وہی داستان ہے جو انسانی زندگی کے ازل و ابد سے وابستہ ہے۔ اسے صرف ایک قصہ کا روپ دے دیا گیا ہے۔ ہر شخص خوب جانتا اور سمجھتا ہے کہ عشق بغیر حسن کے فراق میں بے قرار ہوئے نہیں رہ سکتا۔ عقل لاکھ سمجھائے لیکن عشق کے آگے ایک پیش نہیں جاتی۔ عقل ہر چند صبر، توبہ وغیرہ کی تلقین کرے لیکن دل کب مانتا ہے۔ تو ہمات اور خوف لاکھ طرح کے دماغ پیدا کرے لیکن دل ان سب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے، اس کی نظر اور اس کا خیال آزاد ہے اور یہ دونوں اس کے شوق کو مسلسل بڑھاتے رہتے ہیں۔ وہ حسن اور حسن کے لوازمات ناز، غمزہ، ادا، دلربائی، خوش نمائی، لطافت کو دیکھتا ہے۔ محبوب کے زلف و رخسار، خد و خال اور ناز و تبسم پر نظر رکھتا ہے،

---

[1] عزیز احمد صاحب نے ترقی پسند ادب میں تحریر کیا ہے کہ سب رس میں ناول کے خد و خال نظر آتے ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اس طرح تو ہر داستان اور ہر قصہ کہانی میں ناول کے خد و خال نظر آ سکتے ہیں کیونکہ اُن میں بھی پلاٹ ہوتا ہے اور کردار بھی۔ ناول کی خصوصیت تو یہ ہے کہ اس میں زندگی کی سی اصلیت نظر آئے کوئی بات مافوق الفطری نہ معلوم ہو۔ یہی اصلیت ناول کو داستانوں، حکایتوں وغیرہ سے ممتاز کرتی ہے۔ (شمیم)

عقل کے کہنے میں کیسے آئے؟ اس پہ ہجر و مفارقت کی مصیبت کیوں نہ پڑے۔ رقیب و اغیار اس کی راہ میں لاکھوں کانٹے کیوں نہ بوئیں لیکن دل اپنی دُھن کا پکا ہے۔ مصیبتوں پہ مصیبتیں سہنے کے باوجود بھی وہ اپنی راہ عشق میں ثابت قدم رہتا ہے۔ اُدھر حسن کو بھی عاشق صادق کی تلاش ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود رکاوٹوں اور مزاحمتوں کے دونوں کامیاب وصال ہوتے ہیں۔ یہ افسانی زندگی کا روزمرہ کا تماشا ہے اور اسی تماشے کو وجہی نے تمثیل کے روپ میں پیش کر دیا ہے اور عقل و دل عشق و حسن اور ان کے لوازمات کو جان دار بنا کر پیش کر دیا ہے۔ یہی چیز یں انفعالی طور پہ ہم میں جو کیفیات پیدا کرتی ہیں اُنھیں کیفیات کو میدان عمل میں بروئے کار لایا گیا ہے یعنی حسن و عشق، عقل و دل نیز ناز و غمزہ، زلف و رخسار کو کردار بنا کر پیش کیا گیا ہے کسی دیو مالا کا سہارا لیے بغیر انھیں کیفیات کو کردار بنا کر پیش کرنے میں یہ خامی ضرور ہوتی ہے کہ کردار کے نام ہی سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ کس سیرت کا مالک ہوگا اور کیا کام دکھائے گا پھر بھی وجہی نے اپنے قصہ کو جاندار بنانے کی حتی الامکان اچھی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ قصہ کا متن پڑھنے سے (جسے خط نسخ میں دیدیا گیا ہے) اندازہ ہوگا لیکن اس کا سہرا دراصل فتاحی کے سر ہے کیونکہ اسی کی کتاب دستور العشاق (نظم) اور قصہ حسن و دل (نثر) سے وجہی نے اُسے اخذ کیا ہے پھر بھی جہاں کہیں وجہی نے اپنے کسی کردار کا رنگ روپ بیان کیا ہے یا جہاں کہیں مکالمہ نگاری کی ہے وہ اس کا اپنا کارنامہ ہے مثلاً حسن کا روپ اس طرح پیش کیا ہے:

"حسن نار، اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار، پھول ڈالی تے خوب لٹکتی، چلنے میں ہنس کوں ہٹ کتی۔ براویں تے میٹھی بولے بات، آواز تے قمری کو کرے مات۔ کھوبل

پھول کے پھنکڑیاں جیسے ہات۔ چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑے چاند سورُ۔ مست ہتھی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ۔ یو موہن دھن عجائب موہنی ہے سورج اس کے درس کا درسنی ہے..... جو بن الماس تے گھٹ، اُدھر یاقوت تے اعلے انپٹ۔ اُس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں دیکھ موتی کے دانے، گھرے گھر پھرتے دیوانے ....."

غرضکہ یہ بہ آسانی کہا جا سکتا ہے کہ وجہی نے اپنے انداز بیان سے اس تمثیل کو بڑی حد تک جاندار بنانے کی کوشش کی ہے اور اگر اسے پوری طرح کامیاب نہ بھی کہا جائے تو یہ اس کے بیان کی خامی نہ کہی جائے گی بلکہ اسلامی ممالک میں تمثیل نگاری میں جو خامیاں لازماً پیدا ہو جاتی ہیں اور جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے وہی اس ناکامیابی کی ذمہ دار ٹھہرائی جا سکتی ہیں۔

سب رس کی زبان سب رس کی زبان تین سو برس پہلے کی ہے اور وہ بھی دکن کی اور اس میں بہت سے لفظ اور محاورات ایسے بھی آئے ہیں جو اب بالکل متروک ہیں اور خود اہل دکن بھی نہیں بولتے۔ اور گو اس پرانی اور قدیم زبان کے بعض پرانے الفاظ و محاورات آج کل سمجھ میں نہیں آتے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وجہی نے اپنے زمانہ کی بامحاورہ اور فصیح ترین زبان لکھی ہے اور اس کا اس کو احساس تھا وہ خود لکھتا ہے:-

"آج لگن کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اور اس پھندان سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر نہیں بولیا۔"

وجہی اپنی زبان کو دکھنی نہ کہہ کر ہندی کہتا ہے۔ قصہ کی ابتدا پر بھی وہ نعلی سرخی آغاز داستان

زبان ہندوستان لکھتا ہے اور اپنی اس مایۂ ناز تصنیف میں جگہ جگہ نہایت بے تکلفی سے ہندی، دکنی، فارسی و عربی نیز مرہٹی ضرب الامثال، دوہرے اقوال و اشعار وغیرہ نہایت روانی سے لکھتا چلا جاتا ہے مگر کتاب کے بغور مطالعہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ مصنف شمالی ہند و دکن کی زبان میں فرق کرتا ہے۔

کتاب کے بغور مطالعہ سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وجہی نے عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ بھی کثرت سے استعمال کیے ہیں اور لطف کی بات یہ کہ بعض محاورات تین سو سال قبل بھی بالکل اسی طرح استعمال ہوتے تھے جس طرح آج کل ہو رہے ہیں۔ جیسے "شان نہ گمان" "خالہ کا گھر" "کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج" "شرم حضوری" "دیکھا دیکھی" وغیرہ۔

اس قدیم دکنی یا اردو زبان میں حسب ذیل تغیر و تبدل پائے جاتے ہیں۔

(۱) مذکر اور مؤنث دونوں کی جمع "اں" سے آتی ہے جیسے ہاتھ سے ہاتاں، بات سے باتاں، کتاب سے کتاباں، بھائی سے بھائیاں، جھاڑ سے جھاڑاں وغیرہ جمع؟

(۲) فاعل اگر مؤنث جمع ہے تو فعل بھی جمع ہوگا جیسے "اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں اور اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین و ایمان کر پچھانتیاں ہیں۔"

(۳) ایسی، جیسی اور جتنی کی جمع ایسیاں، جیسیاں اور جتنیاں آئی ہے۔

(۴) ہائے ٹکن اکثر درمیان سے غائب ہو جاتا ہے جیسے نہیں کے بجائے نین اور کہتا کے بجائے کتا ہے کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

(۵) مؤنث کی صورت میں حرفِ اضافت کی جمع بھی جمع آتی ہے جیسے

دل کے فائدے کیاں بہت باتاں ہیں۔

(۶) دکنی میں مذکر کے لیے مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث فعل ہوتا ہے جیسے لڑکے نے پانی پیا اور لڑکی نے پانی پی، اس مرد نے کھانا کھایا اس عورت نے کھانا کھائی۔

(۷) ایسے مصادر کے ماضی مطلق جن میں علامت مصدر سے قبل الف یا و نہیں ہوتا اس طرح بنتی ہے کہ امر کے آگے الف بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دیکھنا سے دیکھا، ملنا سے ملا، لیکن دکنی میں بجائے الف کے یا لگاتے ہیں جیسے دیکھنا سے دیکھیا، ملنا سے ملیا، پھرنا سے پھریا، اڑنا سے اڑیا۔

(۸) کسی بھی لفظ کے آخر میں چ کا استعمال تاکید کے لیے ہوتا ہے جن کے معنی عموماً ہی کے ہوتے ہیں جیسے آخر دودھ چ جمے تو دھیں ہوتا ہے، عشق آپ ہی لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا۔

(۹) اکثر عربی الفاظ کے املے کو سادہ کر دیا ہے یعنی جس طرح بولتے ہیں ویسے ہی لکھ دیتے ہیں جیسے نفع کو نفا، طمع کو طما، منع کو منا وغیرہ۔

(۱۰) اردو میں الفاظ کی تکرار خاص معنی پیدا کرتی ہے جیسے گھر گھر، در در وغیرہ قدیم دکنی اردو میں ان دو کے درمیان "ے" کا اضافہ کر دیتے تھے جیسے گھرے گھر، درے در، ٹھارے ٹھار وغیرہ۔

(۱۱) الفاظ کی تذکیر و تانیث کا بھی کچھ زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے جیسے شراب، خبر، صورت و دنیا وغیرہ کو مذکر لکھا ہے۔

شمیم انھونوی ایم۔اے
ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی، اردو لکھنؤ یونیورسٹی
یکم جنوری ۱۹۶۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ کہانی سب رس

ایک شہر تھا سیستان جس کے بادشاہ کا نام عقل تھا اسی کی روشنی سے سارا عالم منور تھا کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس کا تابع فرمان تھا۔ بادشاہ کے ایک فرزند بھی تھا جس کا نام دل تھا جو لیاقت۔ عقلمندی۔ بہادری اور حسن میں آپ اپنی مثال تھا۔ بادشاہ (عقل) نے اپنے بیٹے (دل) کو تن کی مملکت بخش دی تھی۔

ایک رات بادشاہ (دل) بھری محفل میں جس میں تمام ارکان و اعیان سلطنت بھی موجود تھے جام و شراب سے کھیل رہا تھا محفل میں طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔ پرانے قصے بیان ہو رہے تھے اور اثنائے بیان آب حیات کا بھی ذکر بایں توصیف آگیا کہ جو شخص آب حیات پی لے وہ حضرت خضر کی طرح تا ابد زندہ و قائم رہے۔

دل بادشاہ آب حیات کی خصوصیات سن کر اسے حاصل کرنے کے لیے بے چین ہو گیا۔ اسے اپنے راج پاٹ کی بھی فکر نہ رہی۔

دل بادشاہ کے پاس نظر نام کا ایک جاسوس تھا۔ جو ہر جگہ جاتا تھا اور ایک ایک لمحہ کی خبر دل بادشاہ کو پہنچاتا تھا۔ اس جاسوس نے دل بادشاہ سے

وعدہ کیا کہ وہ آبحیات کا پتہ لگانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔

جب دل بادشاہ نے نظر سے امید افزا باتیں سنیں تو اس کے دل کو سکون ملا۔ اس نے نظر کو اس کے عزم و حوصلے کی داد دی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ (نظر) آبحیات کا پتہ لگا کر جلد واپس آجائے۔

نظر آبحیات کی تلاش میں پروانہ وار جان کی بازی لگا کر روانہ ہو گیا اور چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچا۔ جو بہت ہی خوبصورت تھا۔ ارد گرد باغات کی بدولت سارا شہر خوشبو سے بسا ہوا تھا۔ اس شہر کے رہنے والے پردیسیوں کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آتے تھے۔ اس شہر کا نام عافیت تھا اور یہاں کا بادشاہ ناموس تھا۔

نظر نے ناموس بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ بغیر آبحیات حاصل کیے ہوئے اپنے ملک تن کو واپس نہ جاؤں گا۔ جب ناموس بادشاہ کو نظر کی اس لگن کا حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ آبحیات انسان کی آبرو ہے۔ جسے حاصل کرنے کی حسرت لیے بہت سے لوگ راہی ملک عدم ہو چکے ہیں۔ سکندر جیسے عظیم الشان اور بہادر بادشاہ کو بھی اس پانی کا ایک گھونٹ نصیب نہ ہو سکا۔ دولت اور قوت سے آبحیات نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ جس کو آبحیات حاصل ہو جائے اس کی زندگی واقعی قابل رشک ہے۔ اس پانی کی اہمیت وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اس کو پیا ہو۔ ناموس بادشاہ بھی صرف آبحیات کی تعریف و توصیف کرتا رہا مگر حصول آبحیات کا کوئی طریقہ نہ بتا سکا۔ اور نظر اس سے رخصت ہو کر اپنے سفر پر چل دیا۔

نظر آبحیات کی تلاش میں برابر سرگرداں رہا مگر آبحیات کا کوئی سراغ نہ ملنے سے حد درجہ رنجیدہ و غمگین تھا۔ چلتے چلتے راستے میں اسے ایک پہاڑ نظر آیا جو تا حد نظر

بلند تھا۔ آس پاس کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کا نام زہد ہے اور اس پر "زرق" نام کا ایک بڈھا شخص رہتا ہے۔ نظر نے زرق کے پاس پہنچ کر اس سے آبحیات کا پتہ پوچھا۔ زرق نے بتایا کہ آبحیات کا چشمہ جنت میں ہے اور تم اسے زمین پر تلاش کر رہے ہو۔ اگر تم اس آبحیات کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو اس کی نشانیاں عاشقوں کے آنسوؤں میں دیکھو۔ یہ سن کر نظر نے صرف اتنا کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں اسے تلاش کر کے ہی دم لوں گا۔

نظر جب اس جگہ سے چلا تو مختلف مقامات کی خاک چھانتا ہوا ایک جنگل میں پہنچا جہاں اسے ایک فلک بوس قلعہ نظر آیا۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ اس قلعہ کا نام ہدآیت ہے اور اس کے بادشاہ کا نام ہمت ہے۔ نظر نے کافی دنوں تک اپنا وقت ہمت کی خدمت میں گذارا اور پھر ایک دن موقعہ دیکھ کر اس نے آبحیات کا ذکر چھیڑا ہمت نے آبحیات کا ذکر سن کر ایک زہر خند کے ساتھ کہا۔ آبحیات کا پتہ بتانے کی قوت مجھ میں نہیں ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص بھی آبحیات کی خواہش رکھتا ہو تو سمجھا بجھا کر اسے منع کر دو۔ مجنوں، زلیخا اور یوسف وغیرہ نے بھی اس آبحیات کے پیچھے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ مگر کامیابی کا منہ نہ دیکھا۔ آبحیات کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ میں ہمت ہوں لیکن میں بھی اس کا پتہ نہ لگا سکا تو کوئی دوسرا شخص کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن نظر ہمت کی ان مایوس کن باتوں سے کبھی مایوس نہ ہوا۔ اس نے کہا کہ آپ میری ہمت بڑھائیے میں اس آبحیات کا پتہ لگا کر ہی رہوں گا۔ آپ شاید میرا امتحان لینا چاہتے ہیں ورنہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جو آپ نہ کر سکتے ہوں۔ آپ مجھے آبحیات کا پتہ ہی بتا دیں۔ نظر کے اس عزم و ارادے سے ہمت بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے بتایا کہ مشرق میں ایک ملک ہے۔

اس ملک کا بادشاہ عشق ہے۔ جو ہر ایک کے دل میں رہتا ہے۔ وہ انسان کو خدا سے بھی ملوا سکتا ہے۔ اس عشق بادشاہ کے ایک بیٹی ہے جس کا نام حسن ہے۔ وہ نہایت حسین و جمیل اور سلیقہ مند ہے۔ اس کے حسن کا خسرو خاور بھی کلمہ گو ہے۔ وہ پھول و آبریشم سے زیادہ نازک ہے۔ اس کا چہرہ اس قدر تابناک و روشن ہے کہ کسی آنکھ کو تاب نظارہ نہیں اور ناز، غمزہ، عشوہ، ادا، دلربائی، خوش نمائی اور لطافت جیسی حسین سہیلیاں ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ حسن شہر دیدار میں رہتی ہے۔ جہاں رخسار نام کا ایک باغ ہے اور اس باغ میں دہن نام کا ایک چشمہ ہے۔ اسی چشمہ میں آبحیات ہے۔ اس چشمہ پر آکر حسن روزانہ آبحیات پیتی ہے۔ لیکن دیدار شہر تک جانے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب تم یہاں سے چلو گے تو تم کو سبکسار نام کا شہر ملے گا۔ اس شہر کا محافظ رقیب نام کا ایک شخص ہے۔ رقیب عشق بادشاہ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ عشق کے ملک کا محافظ ہے۔ وہ اس ملک کے قریب کسی کو جانے نہیں دیتا لیکن اگر تم کسی طرح سے سبکسار نامی شہر کو پار کر لو تو تم کو قامت نام کا میرا ماں جایا بھائی ملے گا۔ وہ بہت ہی مستقل مزاج اور سنجیدہ آدمی ہے۔ میں اس سے تمھاری سفارش کیے دیتا ہوں تم میرا خط اسے دیدینا وہ وہاں کے رنگ ڈھنگ سب تم کو سمجھا دے گا۔

ہمت سے آبحیات کے چشمہ کا پتہ پاکر نظر مشرق کی طرف چل دیا۔ جب وہ سبکسار شہر کی سرحد میں داخل ہوا تو نو وارد سمجھ کر کچھ لوگ اسے پکڑ کر محافظ شہر رقیب کے پاس لے گئے۔ رقیب نے جب اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو نظر نے عقل سے کام لیا۔ (عقل سے پتھر کو بھی موم بنایا جا سکتا ہے) اس نے کہا کہ وہ حکیم ہے اور سرتاپا علم سے بھرا ہوا ہے۔ وہ تن مردہ میں جان ڈال سکتا

ہے اور مٹی کو ہاتھ لگا کر سونا بنا سکتا ہے۔ رقیب سونے کے چکّر میں پہلے سے پڑا ہوا تھا۔ وہ بہت خوش ہوا اس نے کہا کہ نظر اس کے لیے بہت سا سونا بنا دے۔ نظر نے سونا بنانے کے لیے کچھ دواؤں کی ضرورت بتائی اور کہا کہ وہ دوائیں دیدار نامی شہر کے رخسار باغ میں مل سکتی ہیں۔ رقیب نے کہا کہ دیدار اور رخسار باغ بہت ہی قریب ہیں میں وہ دوائیں اکٹھا کر دوں گا۔ تم میرے ساتھ چلے چلو اور ضرورت والی دوائیں حاصل کر لو۔

بدقسمت رقیب نظر کو ساتھ لے کر دیدار شہر کی طرف چل پڑا۔ جب دونوں شہر میں داخل ہوئے تو ہمت کے بھائی قامت نے نظر کو رقیب کے ساتھ دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ سبب دریافت کرنے پر نظر نے سارا قصہ بتا دیا اور قامت کو وہ خط بھی چپکے سے دے دیا جو ہمت نے اُسے لکھا تھا۔ قامت نے جب وہ خط پڑھا تو اُسے نظر کی باتوں پر یقین آ گیا۔ اس نے اپنے نوکر سیم ساق کو بلا کر حکم دیا کہ وہ رقیب کے علم میں لائے بغیر نظر کو چھپا دے۔ سیم ساق نے نظر کو فرش فرح بخش کے پیچھے چھپا دیا۔

نظر کے غائب ہو جانے سے رقیب سخت حیران ہوا اس نے چاروں طرف اس کو تلاش کیا مگر نظر کا پتہ نہ چلا۔ آخر وہ مایوس ہو کر نظر کے بغیر ہی واپس ہو گیا۔ جب رقیب واپس ہو گیا تو نظر دیدار شہر دیکھنے نکلا اور شہر کے حسن کو دیکھ کر محو حیرت رہ گیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ دنیا کے بجائے جنت میں ہے۔ شہر طرح طرح کے درختوں سے گلزار بنا ہوا تھا اور سب ہی درخت پھولوں اور پھلوں سے لدے تھے۔ نظر قامت کے ساتھ دیدار شہر کی سیر کر رہا تھا کہ اُسی درمیان دونوں کو شہزادی حسن دکھائی دی۔ حسن کے ساتھ اس کی ایک سہیلی لٹ بھی تھی جس کا رنگ کالا تھا۔ لٹ نے جب نظر کو دیکھا تو بڑے

تیاک سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس طرح گھبرایا گھبرایا کیوں پھر رہا ہے لیکن جب نظر نے اپنی آمد کا سبب اس کو بتایا تو اس نے پُر مسرت لہجہ میں کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ خدا نے چاہا تو مراد بر آئے گی اس نے اپنے چار بال بھی اُسے دیے اور کہا کہ اگر کبھی تم کو میری مدد کی ضرورت پڑے تو ان کو جلانا میں حاضر ہو جاؤں گی۔

نظر نے شہزادی حسن پر نظر ڈالی۔ اس کے ساتھ بہت سی سہیلیاں اور خادم تھے، خادموں میں غمزہ نام کا بھی ایک خادم تھا۔ غمزہ نظر کا بھائی تھا۔ بچپن میں دونوں بھائی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ نظر اسے نہ پہچان سکا۔ جس وقت نظر حسن اور اس کی سکھیوں کو دیکھ رہا تھا غمزہ نرگس کے پھولوں کی کیاری میں گھوم رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی غیر آدمی کو دیکھا وہ زد سے جھپٹا۔ نظر کے پاس جا کر غمزہ نے تلوار کھینچ لی اور عنقریب کہ نظر کا کام تمام ہو جاتا۔ غمزہ کی نظر نظر کے بازوؤں پر بندھے ہوئے لعل پر جا پڑی جس وقت دونوں بھائی کم سن تھے ان کی ماں نے دونوں کے بازوؤں پر ایک ہی رنگ کے لعل باندھ دیے تھے۔ غمزہ نے لعل پہچان لیا۔ پھر کیا تھا وہ اپنے بھائی سے روروکر گلے ملا۔ اسے اپنے گھر لایا۔ شہزادی حسن کو بھی علم ہو گیا کہ غمزہ کا بچھڑا ہوا بھائی بہت دنوں بعد آیا ہے۔ اس نے غمزہ کو اپنے حضور طلب کر کے نظر کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہی۔ غمزہ نے بتایا کہ میرا بھائی جوہری ہے اور ہیرے جواہرات پرکھنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے اس جیسا جوہری دنیا میں شاید کوئی نہ ہوگا۔

حسن کے پاس ایک انمول ہیرا تھا۔ اس نے غمزہ سے کہا۔ تم اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ۔ میں اپنا ہیرا پرکھوانا چاہتی ہوں۔ جب دوسرے دن

غمزہ اپنے بھائی کے ساتھ پہنچا تو نظر نے ہیرے کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں کہ شہزادی حسن محو حیرت رہ گئی اس ہیرے میں ایک تصویر تھی جسے اب تک کوئی نہ بتا سکا تھا کہ کس کی ہے لیکن نظر نے یہ انکشاف کیا کہ یہ دل بادشاہ کی تصویر ہے۔ دل کا نام سنتے ہی حسن اس پہ فدا ہو گئی اور دل ہی دل میں دل سے محبت کرنے لگی۔ اس نے نظر کو تنہائی میں بلا کر اپنی محبت کا راز بتاتے ہوئے کہا کہ "جس طرح بھی ہو تم مجھے دل سے ملا دو۔"

نظر نے کہا۔ "دل کو یہاں تک بلا کر لانا آسان نہیں ہے۔ دل کے والد عقل بادشاہ نے دل کو تن کے قلعہ میں قید کر دیا ہے۔ وہ اسے تن کے باہر نہیں جانے دیتا۔ اس کو حاصل کرنے کی صورت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دل بادشاہ آج کل آبحیات کی تلاش میں ہے۔ اگر آپ آبحیات کا پتہ بتا دیں تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے ضرور آئے گا۔"

شہزادی حسن کے پاس خیال نام کا ایک غلام تھا۔ خیال بہت تیز گام اور حسن کا فرمانبردار خادم تھا۔ حسن نے اپنے اس خادم کو نظر کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت نظر کو اپنی انگوٹھی بھی دی اور اس کو یقین دلایا کہ اگر دل یہاں آجائے گا تو وہ اسے آبحیات کے چشمہ تک ضرور پہنچا دے گی۔

خیال اور نظر تن شہر کی طرف چل دیے اور ایک عرصہ کے بعد وہ دونوں دل کے پاس پہنچے۔ نظر نے اپنے سفر کا کل حال بیان کیا جسے سن کر دل بہت خوش ہوا۔ دل نے نظر و خیال دونوں کی خوب خاطر تواضع کی اور جب دل کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مصور بھی ہے تو اس نے حسن کی تصویر بنانے کا حکم دیا۔ جب تصویر پوری ہو گئی تو حسن کی خوبصورتی دیکھ کر دل اس پہ ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا اور نظر سے مشورہ کر کے شہر تن سے باہر چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

دل سفر کی تیاری کر رہا تھا کہ اس کے والد عقل کے وزیر وہم نے سوچا کہ اگر شہزادہ دل نظر اور خیال کے کہنے پر چلے گا تو اس کی عظمت ختم ہو جائے گی۔ اس لیے وہم نے عقل بادشاہ سے کہا۔ شہزادہ دل نظر جاسوس کے ساتھ کہیں جا رہا ہے۔ نظر کے ساتھ ایک اجنبی شخص بھی ہے جو مجھے جادوگر معلوم ہوتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شہزادہ دل کو کسی مصیبت میں پھنسا دے۔ عشق بادشاہ بہت قوی اور طاقتور ہے اگر وہ بگڑ جائے تو اسے منانے والا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ شہزادہ کو روک دیا جائے۔ چونکہ میں آپ کا نمک خوار ہوں اس لیے خطرات سے آگاہ کر دینا میرا فرض تھا۔

اپنے وزیر وہم سے یہ باتیں سن کر عقل بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے وہم کو گلے لگایا اور وہم کی تعریف کرتے ہوئے بولا۔

"تمھاری وفاداری سے میں بہت مسرور ہوں۔ دل تمھاری قدر نہیں کر سکتا۔ تمھاری خوبیوں سے وہ ناواقف ہے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو مجھے آگاہ کر دیا۔ تم فوج بھیج کر دل اور نظر وغیرہ کو فوری طور پر قید کر لو۔"

نظر کو شہزادی حسن نے رخصت ہوتے وقت ایک انگوٹھی دی تھی جس میں ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ اسے منہ میں رکھ لینے والا شخص ہر کسی کو نظر نہیں آ سکتا تھا۔ اور دوسری خوبی اس انگوٹھی میں یہ تھی کہ وہ جس کے پاس رہتی تھی اسے آبحیات کا چشمہ نظر آنے لگتا تھا۔ نظر اس انگوٹھی کو منہ میں رکھ کر ہنستا کھیلتا عقل کی قید سے باہر نکل آیا اور شہر دیدار کی طرف چل دیا۔ شہر دیدار پہنچ کر اس نے ایک باغ میں آبحیات کا چشمہ دیکھا۔ نظر کے دل میں آبحیات پینے کی خواہش پیدا ہوئی جو بے محل تھی جس کی اس کو سزا بھی ملی کیونکہ اس نے جیسے ہی آبحیات پینے کے لیے منہ کھولا انگوٹھی اس چشمہ میں گر گئی اور آبحیات کا چشمہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب بجز

کف افسوس ملنے کے نظر کے لیے اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

انگوٹھی کا گرنا تھا کہ نظر سب کو نظر آنے لگا۔ رقیب اس کو تلاش کر ہی رہا تھا۔ اس نے جب نظر کو دیکھا تو وہ اسے پکڑ کر اپنے شہر سبکسار میں لے آیا جہاں نظر کو زدوکوب کرنے کے بعد مقید کر دیا گیا۔ جب قید خانہ کے دروازے بند ہو گئے تو نظر کو بالوں کی یاد آئی۔ اس نے ان کو جلایا۔ بال جلاتے ہی لٹ حاضر ہو گئی۔ لٹ نے نظر کو جیل سے باہر کر دیا۔ جب رقیب نے قید خانہ میں نظر کو نہیں دیکھا تو وہ بہت فکرمند اور پریشان و غمزدہ ہوا۔ لٹ نے نظر کو شہر دیدار کا راستہ بتایا۔ اس نے دیدار شہر پہنچ کر شہزادی حسن کو اپنی سرگذشت سنادی۔

نظر کی سرگذشت سن کر شہزادی حسن کو بہت غم ہوا۔ اس نے کہا "میں یہاں دل بادشاہ سے ملنے کے لیے دن گن رہی تھی اور دل جیل میں قید کر دیا گیا میں نے یہ بات خواب میں بھی نہ سوچی تھی کہ دل سے ملنے میں اس قسم کی کوئی دشواری حائل ہو گی۔ میرا دل کیا چاہتا تھا اور ہو کیا گیا۔"

شہزادی حسن نے غمزہ کو بلایا اور اس کو اپنے عشق کے راز سے آگاہ کیا اور پھر نظر سے کہا۔ "تم غمزہ کے ساتھ جاؤ اور جس طرح بھی ممکن ہو جلد سے جلد دل بادشاہ کو میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میری بے چینی و بیقراری مبدل بہ سکون و قرار ہو۔"

نظر کے جیل سے فرار ہو جانے پر عقل بادشاہ نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ضرور کوئی شرارت کرے گا لہذا اس کی شرارت سے بچنے کے لیے اس نے اسی دن اس قلعہ پر پہرہ سخت کر دیا تھا اور اپنی سپاہ کو حکم دے دیا تھا کہ نظر جیب اور جہاں کہیں بھی نظر آئے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

عقل کے ساتھ ہی ساتھ اس کے دست راست مجہد نے اپنے بیٹے توبہ کو بھی نظر پر نظر رکھنے کا حکم دے دیا۔ سب فوجی اپنی اپنی جگہ ہوشیار تھے۔ غمزہ اور

نظر چلتے چلتے تھک گئے تھے۔ وہ توبہ کی قیام گاہ پر پہنچے وہاں ایک پھلواری تھی۔ دونوں اس میں ٹھہر گئے۔ دونوں نیند سے پریشان تھے اس لیے آنکھ لگ گئی اور سورج نکل آنے کے باوجود وہ دونوں بیدار نہ ہوئے۔ دن کی روشنی میں محافظ نے دونوں کو دیکھ لیا۔ اس نے فوراً توبہ کو خبر کی۔ توبہ کے جوش و غصہ کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اس نے اپنی فوج جمع کی اور غمزہ و نظر کا محاصرہ کر لیا۔ جب چاروں طرف سے دونوں گھر گئے تو گھبرا کر اٹھے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے چونکہ دونوں بہت بہادر تھے اس لیے ان دونوں نے ساری فوج کو بھگا کر قلعہ لوٹ لیا۔

نظر اور غمزہ دونوں نے طے کیا کہ اب یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سوچ کر دونوں وہاں سے قلندروں کا بھیس بدل کر چل دیے اور شہر عافیت کے بادشاہ ناموس کے پاس پہنچے۔ ناموس غمزہ کے آگے سپر انداختہ ہو گیا۔ وہاں سے یہ دونوں فاتح شہر تن کی طرف بڑھے اور پھر اپنا بھیس بدلا۔ غمزہ نے شراب پی کر دعائے سیفی اپنے لشکر پر پھونک دی جس سے سارا لشکر ہرنوں میں تبدیل ہو گیا۔

توبہ ہار چکا تھا لیکن اپنے آقا کی خدمت سے باز نہ رہا۔ وہ سیدھا عقل بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے قلعہ کی ساری واردات بیان کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "غمزہ بہت بہادر ہے۔ اس سے مقابلہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ غمزہ کی بہادری سن کر عقل کی عقل ٹھکانے نہ رہی۔ وہ بہت گھبرایا۔ اس نے اپنے بیٹے دل کو بلا کر قید سے رہائی بخشتے ہوئے سمجھایا کہ "شہزادی حسن کی فوج بہت زبردست ہے۔ اس سے جیتنا تمھارے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر تم اس کے شہر کی طرف رُخ کرو گے تو پریشان ہو گے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کا خیال اپنے دل سے نکال دو غمزہ اور دوسرے سردار بڑے چلتے پرزے اور دغاباز ہیں وہ تمھیں کہیں لے جا کر

پریشانی میں مبتلا نہ کردیں۔ پھر بھی اگر میرا یہ مشورہ تم کو پسند نہیں ہے تو تم شوق سے جا سکتے ہو لیکن اکیلے مت جانا۔ میں اپنی فوج تمھارے ساتھ کردوں گا اگر تم حسن شہزادی کو حاصل کرنا ہی چاہتے ہو تو اس کے شہر کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلو۔

باپ کی آخر الذکر بات دل کو پسند آئی۔ اس نے فوج کی مدد سے شہزادی حسن کے باپ عشق کی فوج پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ عقل کی فوج کا کمانڈر صبر نام کا ایک شخص تھا۔ صبر بہت بہادر تھا۔ صبر کی نگرانی میں عقل کی فوج عشق کے دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوئی۔

تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ساتھ والے خبر لائے کہ اس جنگل میں جگہ جگہ ہرنیاں چوکڑیاں بھرتی نظر آرہی ہیں۔ دل یہ سن کر بیتاب ہوگیا اور اس نے ان ہرنیوں کا شکار کرنا چاہا۔ باپ کی اجازت لے کر دل نے ہرنیوں کے پیچھے اپنا گھوڑا دوڑا دیا۔ ہرنیاں درحقیقت ہرنیاں نہیں تھیں بلکہ غمزہ کے سپاہیوں نے سیفی کے زور سے اپنا روپ بدل رکھا تھا۔ ان ہرنیوں نے شہزادے اور سپاہیوں کو فریب دے کر جنگل میں پہنچا دیا۔ جب عقل نے دیکھا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کسی نے دھوکا کیا ہے تو وہ اپنی فوج لے کر ہرنیوں کے پیچھے چلا۔ اس وقت باپ بیٹے دونوں جنگل میں تھے۔ نظر اور غمزہ دل کو لانے کے لیے جارہے تھے۔ انھوں نے دیکھا دل انھیں کی طرف آرہا ہے۔ وہ حسن کی جدائی میں بیتاب و بے قرار تھا۔ غمزہ و نظر نے صلاح کی اور کہا ہم لوگوں نے تو بہ کو شکست دی۔ ناموس کو لوٹا۔ پتہ نہیں عقل بادشاہ اسکے لیے ہم کو کیا سزا دے اس لیے، ہم لوگوں کو عقل و دل کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ وہ دونوں ہمیں نہ دیکھیں

اور دیدار شہر کو چلے جائیں پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔

غمزہ اور نظر کی کوشش کامیاب رہی ہرنوں کا پیچھا کرتے کرتے عقل، دل اور ان کی فوج دیدار شہر کے قریب پہنچ گئی۔ غمزہ اور نظر دونوں حسن کے پاس پہنچے اور اسے پوری کیفیت سے آگاہ کیا۔ حسن نے دونوں کو گلے لگایا۔ تینوں نے مل کر یہ طے کیا کہ عقل کی قوت بھی کم نہیں ہے۔ وہ فوج لے کر یہاں آیا ہے نہ جانے کون سی آفت کھڑی کرے۔ یہ بہتر ہوگا کہ حسن اپنے والد عشق کو پہلے ہی باخبر کر دے۔ شہزادی حسن نے اپنے والد کو خط لکھا کہ "میرے تابعدار غلام خیال کو عقل بادشاہ نے قید کر لیا ہے۔ جیل میں اس سے برا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ نہ کھانے کو روٹی دی جاتی ہے نہ پینے کو پانی۔ اپنے غلام کو چھڑانے کے لیے میں نے عقل بادشاہ کو خط لکھا اور خط کے جواب میں بجائے اس کے کہ وہ میرے غلام کو آزاد کر دیتا الٹے فوج لے کر میرے ملک پر چڑھ آیا ہے۔"

عشق بادشاہ نے جب بیٹی کا خط پڑھا تو اس کے غم و غصہ کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا۔ اس نے دانت پیس کر کہا۔ "اُف عقل کی اتنی ہمت و جرات کہ میری بیٹی کے ملک پر حملہ آور ہوا ہے خیر میں بھی اس سے کسی بات میں کم نہیں ہوں، میں اس سے سمجھ لوں گا۔"

عشق نے اپنی فوج کے سپہ سالار مہر کو بلایا۔ جو بہت میٹھی زبان والا ایک بہادر شخص تھا۔ عشق بادشاہ نے سپہ سالار مہر کو حکم دیا کہ "وہ جفا، مشقت، درد وغیرہ وزیروں کو ساتھ لے کر عقل سے جنگ کرے اور ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا جائے کہ عقل کے ہوش اڑ جائیں۔"

جب سپہ سالار اپنی فوج کے ساتھ عقل کے سامنے پہنچا تو عقل پریشان

ہو گیا۔ مہر کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ وہ اتنی زبردست اور لاتعداد فوج کو دیکھ کر دل ہی دل میں سخت پچھتایا۔ عشق بادشاہ کی طرف سے پہلے دن غمزہ لڑا، دوسرے دن قامت اور تیسرے دن زلف۔

اس جنگ کی وجہ سے دل بہت زیادہ پریشان تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ اب وہ حسن کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوگا لیکن اس کے پاس خوشبوئی نام کی ایک عورت پہنچی اس نے دل کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔ "بھاگنے سے کام نہیں بنے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ میں تمھاری مدد کروں گی۔"

چوتھے دن بھی جنگ جاری رہی۔ دونوں میں کوئی بھی شکست قبول نہیں کرتا تھا۔ حسن دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے۔ اس نے اپنے خادم خال کو بلا کر مشورہ کیا۔ خال نے کہا۔ "کوہ قاف میں تمھاری ایک بہن رہتی ہے۔ وہ بہت بہادر ہے اور عقلمندی میں تو مرد بھی اس کے آگے مات ہیں۔ وہ اگر کسی طرح یہاں آجائے تو بات بن جائے گی۔ اس کا نام بھی حسن ہے۔ وہ بھی عاشقوں پر ظلم کرتی ہے۔ تم دونوں بہنیں بے مثل ہو۔ اگر تم دونوں مل جاؤ تو عقل کو شکست دے سکتی ہو۔ دل تم سے محبت کرتا ہے لیکن باپ کے آگے اس کا بس نہیں چلتا ہے۔"

حسن نے کہا۔ "یہاں تو جان کے لالے پڑے ہیں پتہ نہیں میری بہن کب آئے گی۔"

خال نے کہا۔ "گھبراؤ مت میرے پاس
جیسے ہی آگ پر رکھوں گا تمھاری بہن آموجود ہوگی۔"

خال کے اس مشورہ پر عمل کیا گیا۔ عنبر کو آگ دکھاتے ہی حسن کی بہن آ موجود ہوئی اور جب وہ اس جگہ آگئی تو دونوں بہنوں میں پیار سے باتیں ہونے

لگیں۔ حسن نے اپنی روئداد عشق بیان کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ دل اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور وہ اسے دل و جان سے چاہتی ہے مگر دل کا باپ عقل اس کے درمیان رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ بہن نے یہ سن کر بہن کو ڈھارس بندھائی اور کہا۔ "فکر مت کرو بہن میرے پاس ایک بہادر حاجب ہے جو تیر چلانے میں بے حد ماہر ہے۔ وہ ہماری مدد کرے گا۔ اس کا نام ہلاک ہے۔"

جب ہلاک کو بلا کر حکم دیا گیا تو اس نے سپہ سالار قہر سے مل کر جنگ کا نقشہ مرتب کیا اب عشق کی فوج اور بھی زیادہ طاقتور ہو گئی۔ ہلاک اپنے سپاہیوں کے ساتھ عقل کی فوج میں جا گھسا۔ اسے بہت سے زخم لگے لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا۔ ہلاک سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے دل پر بھی تیر چلا دیا اور جب دل تیر لگنے سے زمین پر گر پڑا تو اسے کھینچ کر میدان سے باہر لے آیا۔ عقل نے جب اپنے بیٹے کو تیر کھا کر گھوڑے سے نیچے گرتے دیکھا تو وہ بہت گھبرایا۔ عقل کی فوج تتر بتر ہو گئی ایک بھی آدمی میدان میں نہ رک سکا۔ بیچارہ عقل ہار کر جنگل میں بھاگ گیا۔ ہلاک اور اس کے ساتھیوں نے بہت تلاش کیا لیکن عقل کا پتہ نہ چلا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ اپنے شہر تن کو چلا گیا۔ کسی کا خیال تھا کہ شرم کے مارے پانی میں ڈوب مرا۔ مختصر یہ کہ دل حسن کے ہاتھ آیا اور حسن کی فتح ہوئی۔

جب دل کو ہوش آیا تو اسے سر کے زخم کی تکلیف محسوس ہوئی اور ساتھ ہی باپ کی فکر الگ پریشان کن تھی۔ دل کی یہ حالت دیکھ کر حسن بہت برافروختہ ہوئی اور اپنے خادموں سے سخت باز پرس کرنے لگی۔

حسن کی ایک دائی ناز نام کی تھی جو بہت تیز و طرار تھی۔ حسن نے دل کے

سلسلے میں اُس دائی کو اپنا رازدار بنالیا۔ اس نے دائی سے کہا۔ "میں دل کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدا کے لیے کوئی ترکیب بتاؤ۔"

دائی نے کہا۔ "سپہ سالار مہر کو عشق بادشاہ کے پاس بھیجا جائے وہ عقل کی شکست کی بات عشق سے بتائے اور دل کے متعلق بھی بات چیت کرکے ہم کو اس کے خیالات سے آگاہ کرے۔ تب کوئی رائے قائم کی جائے۔" تم بالکل اطمینان رکھو۔ میں تمھارے لیے اچھا بُرا سب سہوں گی اور تمھاری مدد کے لیے ہر طرح سے تیار ہوں۔"

ناز اور حسن نے مہر کو عشق کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ کی تعریف کرنے کے بعد یہ مژدہ سنایا کہ "عقل شکست کھا کر بھاگ گیا ہے اور اس کا بیٹا دل گرفتار کر لیا گیا ہے۔" عشق عقل پر بہت ہنسا اور کہنے لگا۔ "بے وقوف عقل جو کام نہیں ہو سکتا تھا اس کو کرنے چلا تھا۔ اپنے کیے کی سزا پا گیا۔ دل کے گلے میں طوق ڈالو اور زنجیروں سے جکڑ کر اسے جیل میں ڈال دو۔ عقل جہاں کہیں ہو اُسے گرفتار کرکے لاؤ۔ ناز، غمزہ، عشوہ وغیرہ سے کہو کہ وہ دل کی نگرانی کریں۔ اور عقل کی گرفتاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔"

مہر نے حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر عشق کا فرمان حرف بحرف بیان کر دیا۔ حسن نے ناز کو بلا کر عشق کا فرمان سنایا اور اس سے کہا صبر کرو سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ پہلے دل کو کہیں چھپا دو اس کے بعد عشق کے فرمان پر غور کیا جائے گا۔ چنانچہ ناز کے مشورہ سے دل کو چاہ ذقن میں قید کر دیا گیا اُسی کنوئیں میں آبِ حیات کا چشمہ بھی تھا۔

سپہ سالار مہر کی ایک بیٹی سے حسن کی گہری دوستی تھی۔ وہ ساحرہ تھی حسن نے اس سے کہا۔ "شہر دیدار کے باغ میں آبِ حیات کے چشمہ سے کچھ فاصلہ

پر ایک چھجا ہے تم کسی صورت سے دل کو اس چھجے پر لے آؤ۔" یہ سن کر مہر کی بیٹی نے وعدہ کیا کہ وہ دل کو جائے مطلوبہ پر ضرور لے آئے گی۔

حسن نے اپنی سہیلی زلف کو بلا کر کہا "تم دل کو کنوئیں سے نکال کر دلکش باغ میں چھوڑ دینا۔ آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ زلف نے دل کو کنوئیں سے نکالا تو وفا بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس نے دل کو سمجھایا کہ حسن نے مجبور ہو کر تم کو کنوئیں میں چھپایا تھا۔ اگر وہ تم کو نہ چھپاتی تو عشق تم کو زندہ نہ چھوڑتا۔ حسن تم کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے۔ وفا کی ان باتوں نے دل کی غلط فہمیوں کو دور کر دیا۔ وفا اور زلف نے دل کو دلکش باغ میں لا کر چھوڑ دیا۔

کنوئیں سے نکل کر جب دل نے ایسا حسین باغ دیکھا تو وہاں کے پھولوں پر فدا ہو گیا۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ ایک عرصہ کی قید کے بعد جب اس نے ایسا حسین نظارہ دیکھا تو وہ اونگھنے لگا اور اُسے نیند آگئی۔ وفا نے حسن کو خوشخبری دی۔ یہ خبر سن کر حسن فرط مسرت سے باؤلی ہوئی جا رہی تھی۔ پاؤں رکھتی کہیں تھی پڑتا کہیں تھا۔

دل گہری نیند سو رہا تھا۔ حسن کی آنکھوں سے جب اشک مسرت دل کے رخسار پر گرے تو دل گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے دل نے کہا۔ "رونا تو مجھے چاہیئے کیونکہ میں تمہارا عاشق ہوں۔ تمہارے لیے تو رونا بالکل مناسب نہیں ہے۔"

حسن نے دل کے پاس خیال، نظر، اور تبسم کو چھوڑا اور وفا کو بلا کر کہنے لگی۔ "خیال اور تبسم سے کہو کہ دل کا دل بہلانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور اُسے بیہوش کرنے کی دوا پلائیں۔"

حسن نے زلف سے کہا۔ "تم اس خاموشی سے دل کو اس چھجے پر لے آؤ۔

کہ دل کو خبر بھی نہ ہو۔" دل کو دوا پلا کر بیہوش کر دیا گیا تھا جب وہ چھجے پر لایا گیا تو سمجھ رہا تھا کہ وہ ابھی جنگل ہی میں بھٹک رہا ہے۔ حسن نے اس کے سامنے اپنی پریشانیوں کا ذکر کرکے کہا کہ اس کی وجہ سے اسے بھی دکھ اٹھانے پڑے۔

حسن اور دل میں روزانہ اختلاط کی باتیں ہوتی رہیں اور اس طرح کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہو سکی۔

حسن کے ساتھ بدنصیب رقیب کی غیر نامی بیٹی بھی رہتی تھی۔ وہ ہمیشہ سے حسن کے ساتھ رہتی تھی۔ غیر جہاں جاتی فساد کی باتیں کیا کرتی اور دو ملنے والوں میں جدائی کا باعث بنتی۔ وہ بہت بے ایمان اور بد ذات تھی اسی وجہ سے حسن جب چھجے پر آتی تھی تو غیر کو ساتھ نہیں لاتی تھی۔ دو چار دن بعد غیر نے اس بات کا اندازہ کیا کہ حسن ایک مقررہ وقت پر کہیں چلی جاتی ہے اور یقیناً وہاں میں کچھ کالا ہے اس شک کے تحت ایک دن غیر چھپ کر حسن کے پیچھے پیچھے گئی۔ اس نے حسن اور دل کا اختلاط دیکھا ان کی محبت بھری باتیں سنیں اب اس کی سمجھ میں آیا کہ حسن اس سے کیوں کترا تی تھی اور اس سے چھپ کر کہاں جاتی تھی۔ دل کی خوبصورتی پر وہ فریفتہ ہو گئی۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ وہ حسن سے کسی بات میں کم نہیں ہے بلکہ خوبصورتی میں وہ حسن سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایک رات حسن شہر چلی گئی اور بروقت واپسی نہ ہو سکی۔ غیر آہستہ آہستہ وصال کے پیچھے پڑ گئی۔ وہ سحر جانتی تھی اس نے سحر کے زور سے اپنا رنگ و روپ بالکل حسن جیسا بنا لیا اور حسن کے لہجہ میں ہی خیال، وفا، تبسم وغیرہ خادموں کو حکم دیا کہ دل کو بیہوش کرنے کی دوا پلائیں۔ پھر وہ حسن کی طرح دل کو وصال کے چھجے پر لائی اور جب دل کی آغوش میں غیر بے سدھ سی پڑی تھی

خیال نے دیکھا کہ دل اپنی جگہ پر نہیں ہے وہ اسے تلاش کرنے لگا۔ جب وہ وصال کے چھجے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ دل کی آغوش میں غیر مستی کے عالم میں بے سدھ پڑی ہے۔ خیال نے فوراً دیدار شہر میں یہ خبر حسن کو پہنچائی اور حسن کی پریشانی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

حسن اپنے سارے زیورات پھینک کر بال نوچتے ہوئے ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ فوراً وصال کے چھجے پر گئی جہاں اپنی آنکھوں سے دل کو غیر سے ہم آغوش دیکھا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ اس بدنصیب کو شرارت کے لیے میرا ہی گھر ملا تھا۔ اگر اس کا بس چلتا تو غیر کی تکا بوٹی کر ڈالتی۔ اس نے غیر کو بلا کر بہت سخت سست کہا۔ غیر اس کی ساری باتیں چپ چاپ سنتی رہی۔ غیر نے سوچا اب یہاں رہنا ٹھیک نہیں اور اپنے سحر کے زور سے روپ بدل کر حسن کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

جب غیر چلی گئی تو حسن کو دل پر بھی بہت غصہ آیا۔ اس نے خیال اور دوسرے خدمتگاروں کو حکم دیا کہ "دل کو میرے باغ سے باہر نکال دو اور اس کے منھ میں سیاہی لگا دو۔ میرا خیال تھا کہ اس کی محبت پائدار ہو گی۔" حسن کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر بولی۔ "اسے باغ سے باہر نکالنے میں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اسے غضب کے قید خانہ میں قید کر دو اور تم لوگ سخت نگرانی کرو۔" پھر اس نے دل میں سوچنا شروع کیا کہ غیر عورت تھی وہ کم ظرفی کا مظاہرہ کر سکتی تھی، لیکن دل تو مرد تھا اس نے ایسی رکیک حرکت کیوں کی۔ کچھ تو اس کا خیال کرتا کہ میں نے اس کے لیے کتنی بدنامی اٹھائی ہے۔

غیر نے گھر جا کر سارے حالات اپنے والد رقیب سے بیان کیے۔ رقیب غصہ سے لال ہو گیا۔ وہ پتہ لگا کے غضب کے قید خانہ میں آیا۔ اس نے خیال تبسم

اور نظر پر سحر پڑھ کر دانے ڈالے۔ وہ سب بیہوش ہو گئے۔ رقیب ان کی بیہوشی سے فائدہ اٹھا کر دل کو لے اڑا۔ شہر سبکسار میں ہجراں نام کا ایک قلعہ تھا اس نے اس قلعہ میں دل کو قید کر دیا۔

اب دل پچھتانے لگا۔ اور اب خیال ہوا کہ اپنے باپ کا کہنا نہ مان کر کتنی بڑی غلطی کی ہے وہ یہ بھی سوچتا تھا کہ آخر حسن ایک دم مجھ سے ناراض کیوں ہو گئی کم از کم میری خطا سے مجھے آگاہ کر کے صفائی کا موقع دیتی۔ اسی غور و فکر اور رنج و غم میں دل بے خور و خواب شب و روز تڑپتا تھا۔ غیر دل کی یہ حالت دیکھ کر اپنے فعل پر سخت نادم ہوئی۔ اس نے فوراً ہی حسن کے پاس خط بھیج کر یہ بات ظاہر کر دی کہ سارا قصور اس کا ہے۔ دل معصوم، پاک اور بے گناہ ہے۔ وہ حسن سے اپنی غلطی پر معذرت خواہ ہوئی۔

حسن بھی غیر کا خط پڑھ کر اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوئی اور احساس ندامت سے رونے لگی۔ اس نے دل کو ایک خط لکھا جس میں اپنی غلطی پر معذرت خواہ ہوئی۔ دل نے بھی حسن کا خط پڑھ کر معاملات کی صفائی کے لیے فوراً جواب بھیجا۔

عقل بادشاہ شکست خوردہ ہو کر شہر تن کو واپس آ گیا تھا۔ عقل کی فوج کا سپہ سالار صبر تھا اور ہر ہمت اٹھا کر شہر ہدایت میں آیا لیکن ہمت نام کا ایک سپاہی یہ سوچ کر کہ نہ جانے دل و عقل کا کیا حشر ہوا ہو فوج لے کر جنگ کے لیے پھر شہر دیدار کی طرف چل دیا اور کچھ دنوں بعد قامت کے باغ میں پہنچا۔ بھائی قامت سے عقل و دل کا حال دریافت کیا قامت نے بتایا کہ دل چاہ ہجراں میں سال بھر سے قید ہے اور عقل شہر تن کو لوٹ گیا ہے۔ عشق بادشاہ بہت طاقتور ہے۔ اس سے تم جیت نہیں سکتے ہو البتہ صلح سے کام لینے کی کوشش کرو گے تو بات بن سکتی ہے۔ قامت کی بات ہمت کو پسند آئی وہ اپنی ساری

فوج قامت کے پاس چھوڑ کر عشق بادشاہ سے ملا۔ عشق نے بھی اس کی بہت عزت اور خاطر تواضع کی۔

ایک دن رات کے وقت عشق نے ہمت کو تنہائی میں اپنے پاس بلایا۔ ہمت نے اسے بہت سی کہانیاں سنائیں۔ کئی مسئلوں پر بات چیت کی۔ اور موقع دیکھ کر عقل و دل کا تذکرہ بھی کیا۔ عشق اس کی باتوں سے بہت خوش ہوا۔ اس نے طے کیا کہ وہ عقل کو وزیر بنائے گا۔ عشق جیسے بادشاہ کے پاس عقل ہی جیسا وزیر ہونا چاہیے۔ ہمت نے کہا وہم نے عقل کو گمراہ کیا ورنہ یہ حادثہ کبھی نہ ہوتا۔

عشق نے مہر سے کہا۔ "تم فوراً شہر تن کو جاؤ اور عقل کو میری طرف سے یقین دلاؤ کہ میں اس کے ساتھ برائی سے پیش نہ آؤں گا۔ اور یہ کہہ کر کہ ہم دونوں بھائی بھائی ہیں یہاں لے آؤ۔"

جب مہر نے عقل کو عشق کا پیغام سنایا تو عقل نے سوچا کہ میں بری طرح سے ہار اہوں۔ عشق کے آگے میری ایک نہیں چل سکتی۔ عشق سے ملنے میں ہی فائدہ ہے اور یہ سوچ کر وہ مہر کے ساتھ عشق کے پاس چلا آیا۔ عشق نے اس کی بہت قدر و منزلت کی۔

حسن اور دل کی جلد ہی شادی ہو گئی۔ دل نے جتنا صدمہ اٹھایا تھا اتنا ہی اب وہ شاد تھا۔ حسن کے ساتھ اس کے دن ہنسی خوشی گذرنے لگے۔ اسے کسی طرح کی کمی نہ تھی۔ ایک دن نظر، ہمت اور دل نے شراب پی۔ تینوں شراب کے نشے میں مست باغ میں آ گئے۔ وہاں انھیں آبِ حیات کا چشمہ دکھائی دیا۔ چشمہ کے پاس ایک بزرگ نظر آئے۔ ہمت نے دل سے کہا ان بزرگ کے قدم چھو۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

دل نے دوڑ کر حضرت خضر علیہ السلام کی قدم بوسی کی۔ حضرت خضر نے دعائیں دیں۔ دل اور ان بزرگ میں آنکھوں ہی آنکھوں میں بات ہوئی۔ دل کو اطمینان ہو گیا۔

دل حسن کے ساتھ ہنسی خوشی ازدواجی زندگی گذارنے لگا اور کچھ عرصہ کے بعد صاحب اولاد بھی ہو گیا۔

قصہ کا ماخذ

قصہ کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب قصہ کے ماخذ کے بارے میں مولوی ڈاکٹر عبدالحق مرحوم کی رائے کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں وہ اپنی مرتب کردہ سب رس میں تحریر فرماتے ہیں

وجہی نے کہیں اس کا ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ قصہ اسے کہاں سے ملا۔ دیباچہ پڑھنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی کی ایجاد ہے اور اسی کے دماغ کی اپج ہے، حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ یہ پُر لطف داستان سب سے پہلے محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری نے لکھی ہے۔ ابن سیبک فتاحی کی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں سے ایک دستور عشاق یعنی حسن و دل کا قصہ ہے۔

دستور عشاق مثنوی ہے جس میں پانچ ہزار مشعر ہیں۔ اس قصہ کو مصنف نے "شبستان خیال" اور "حسن و دل" کے نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے لیکن یہ دونوں تصانیف دستور عشاق کے بعد لکھی گئیں۔

حسن و دل جو بہت مشہور ہوئی نثر میں دستور عشاق کا خلاصہ ہے۔ اس کی نثر مسجع اور مقفیٰ ہے اور صنائع و بدائع کی اس میں خوب داد دی ہے۔

یہ کتاب یورپ میں تین بار چھپی اور ترجمہ ہوئی۔ سب سے پہلے آرتھر برون (ڈبلن) نے ۱۸۰۱ء میں اس کا ترجمہ کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے ۱۸۲۸ء میں شائع کیا اور سب سے آخر میں جرمن ڈاکٹر رو ڈالف دوارک نے دی اینا

(VIENNA) اکاڈیمی کی روئیداد (سنہ ۱۸۸۹ء جلد ۱۱۸) میں مع ترجمہ
کے شائع کیا۔ انگریزی کے دو ترجمے تو یونہیں ہیں۔ لیکن اس جرمن ڈاکٹر نے مختلف
نسخوں کا مقابلہ کرکے کتاب پر عالمانہ اور تنقیدی مقالہ لکھا ہے اور قصے کا خلاصہ
بھی لکھ دیا ہے۔ اور ترکی شاعر لامعی (سنہ وفات سنہ ۹۳۸ھ یا سنہ ۱۵۳۱ء کی
داستان سے بھی جس نے اسے اپنی زبان میں لکھا ہے اس قصے کا مقابلہ کیا ہے
تین اور ترکی شاعروں نے بھی اس پر طبع آزمائی کی ہے ایک تو آہی (سن وفات
سنہ ۱۵۴۷ء) اور دوسرا وآلی ہے جو سولھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا ہے
اور تیسرا صدقی۔ لامعی اور آہی کی کتابیں نثر میں ہیں اور وآلی اور صدقی کی
نظم میں۔ آہی کی کتاب ناتمام ہے اور اس کی نثر نہایت مسجع و مقفیٰ اور دقیق
ہے۔ سوائے صدقی کے باقی سب نے قصہ میں بہت کچھ تصرف کیا ہے ہندوستان
بھی اس سے خالی نہیں۔ عہد عالمگیر سنہ ۱۰۹۵ھ میں خواجہ محمد بیدل نے اس
قصے کو پُر تکلف نثر میں لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ جدت کی ہے کہ قصے
کے اشخاص کو خطابات بھی عطا فرمائے ہیں جس سے تمثیل کا لطف جاتا رہا ہے
لیکن ہندوستان میں "حسن و دل" کے نام سے اسی قصہ کو ایک شاعر نے
بھی نظم کیا ہے۔ اسکے مصنف داؤد ایلچی ہیں جنھوں نے اپنی مثنوی حسن و دل
سنہ ۱۰۵۴ھ میں نظم کی۔

ان تمام مصنفوں نے اس قصے کے بیان کرنے میں خواہ نثر میں ہو یا نظم میں
مولانا فتاحی سے خوشہ چینی کی ہے گو ملا وجہی نے قصہ کی اصل کی طرف کہیں
اشارہ نہیں کیا ہے مگر دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وجہی نے قصہ کی واردات حرف بحرف فتاحی سے لی ہے۔ اپنی طرف
سے کوئی اضافہ کیا ہے تو جا بجا موقع بے موقع پند و موعظت کا دفتر

کھول دیا ہے۔ جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں۔"

شمیم انھونوی ایم۔ اے

ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی اردو لکھنؤ یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام مصحف کا معنی الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ سمج دیکھ خاطر لیا اتال، حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃ وکثرھا الجہال یعنی علم یک نقطہ ہے جاہلاں اسے بڈھائے، جہالت کوں اس حد لگن لیا ہے۔ ہور فارسی کے دانشمنداں، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں، انوں کوں یوں بھایا ہے، انوں میں بھی یوں آیا ہے کہ "اگر در خانہ کس است، یک حرف بس است۔" ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں، یوں بولے ہیں۔ فرد:

پوتی تھی سو کھوئی بھئی پنڈت بھیا نہ کوے ایکھی اچھر پریم کا پھیرے سو پنڈت ہوے

قدرت کا دھنی سہی، جو کرتا سو سب وہی۔ خدا بڑا خدا کی صفت کرے کوئی کتیک، وحدہ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ۔ پروردگار، سنسار کا سرجنہار۔ جیتی جیکوئی قدرت دھرتا ہے صفت اس کی اپنے پرتے کرتا ہے۔ وو بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے حد۔ احد، صمد، لم یلد ولم یولد بہت:

کیسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آوے

جس کی ناؤں خدا ہے، وو سب سوں نیارا ہور سب سوں جدا ہے۔ کوئی کیوں اسے کہے

ہے کہ یوں ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمج سکتا خدا کی گت؛ ایک اپنے لاک صفت۔ ہزار اور ایک اس کا نانوں، اس کی معرفت ٹھادیں ٹھاؤں۔

بیت :

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب ہے ظہور اس کا ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر، خدا اسکتا، جسے جیوں منگتا اسے ووں رکھتا۔ سات زمین سات آسمان میں اس کا کھیں۔ جو کچھ وہ کرے سو ہوئے، اس کے حکم کوں کون سکے ٹھیل۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت :

اس ٹھار پہ کسے ہے نظر جو نظر سٹے مگر جبرئیل ہوئے تو یاں بال دپہ سٹے

عجب عجیب[1] اس کے کام، انسان کیا کر سکے قام۔ پیدا کیا زمین، پیدا کیا آسمان سب دانایاں سب دانشمنداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی دسجدہ کیے اس ٹھار[2] سبھی قادر قدرت کا دھنی، غنی، مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا۔ یاں چرا نہ چوں، جیوں عربی میں کتا ہے کن فیکون۔ شعر :

دھنی جو دھرتی دھریا ہور بھی ہوے سو ہوئے کسی کے کرنے تے کیا ہوے خدا کرے سو ہوئے

عاشق کوں عشق، معشوق کوں حسن دیا، اُن دونوں میں اپنا بھید پرگٹ کیا۔ ایکیں کوں کیا پُرس، ایکیں کوں کیا ناری، ایکیں کوں کیا پیارا، ایکیں کوں کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھیا نہ وو اسے جانے ایکیں کوں دیکھ ایک ہوتے دیوانے۔ دو دل ایک دل ہوتیں جھٹ تے، سراں تے گزرتے جیواں پر اُٹھ تے۔ شرجیا یوں کچھ شرجنہار، کریم، رحیم، مہروان، کرتار۔ بیت :

یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے بیگانے کوں یو عشق بُلا آشنا کرے

---

[1] عجائب عجائب [2] یاں۔

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق میں رکھیا اپنے خاصے گن چُن چُن۔ شان نہ گمان جان نہ پہچان، انکیں کوں دیکھ انکیں پہ ایک حیران، پریشان، سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے، انکیں کوں ایک بھائے۔ دل سو دل، پر ان سو پران، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ انکیں کی خاطر ایک تلملتے جیتے، انکیں کی خاطر ایک ترستے تپتے۔ بیت:

دوڑیا ہے عشق جس پر طوا کھینچ باندکر　　انکیں کے ہاں انکیں کوں دیا ہات باندکر

لگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے۔ جیو لگیا اُدھر، بچارے ماں باپ آتال کدھر۔ ماں باپ کوں سمجھے جیوں خیال ہور خواب، بھائی تو بچارا کس میں حساب۔ اُتو نے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹھار یں ٹھار، اس کھیل کو ناد کے نادیں[1]، نہ ہانک نہ پکار، ہر انکیں کون ہر انکیں سوں قول قرار، سب آپس میں اپنے یار۔ پیار دل بھیتر، موں پہ لوگاں کا ڈر۔ ایسے پیار کوں کون سنبھال رکھتا، دل بھیتر کون کیسے نا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر انکیں کوں ہے پادشاہی وہاں دوسرے کی نیں پھر سکتی دورائی۔ بیت:

پادے بقا جو عشق میں اپنے فنا کرے　　یو ٹھار نیں ہے دوجو کسے کوئی نا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر۔ عشق نڈر، عشق پادشاہ عشق کوں کسی کا ڈر۔ عشق ہم مست ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم باخبر۔ عشق سلطان، عشق اس کا رسوائی، عشق کا تخت استغنائی، عشق کا حشم بے پروائی۔ عشق لاوبالی، عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیں نیں خالی۔

---

[1] دیا

ہے کہ یوں ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمج سکتا خدا کی گت؛ ایک اپنے لاک صفت۔ ہزار اور ایک اس کا نانوں، اس کی معرفت ٹھادیں ٹھاؤں۔

بیت:

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب ہے ظہور اس کا ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر، خدا اسکتا، جسے جیوں منگتا اسے دوں رکھتا۔ سات زمین سات آسمان میں اس کا کھیں۔ جو کچھ وہ کرے سو ہوئے، اس کے حکم کوں کون سکے ٹھیں۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت:

اس ٹھار پہ کسے ہے نظر جو نظر سٹے مگر جبرئیل ہوئے تو یاں بال و پر سٹے

عجب عجیب[1] اس کے کام، انسان کیا کر سکے قام۔ پیدا کیا زمین، پیدا کیا آسمان، سب دانایاں سب دانشمنداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی دسجدہ کیے اس ٹھار[2] سبھی قادر قدرت کا دھنی، غنی، مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا۔ یاں چوانہ چوں، جیوں عربی میں کتا ہے کن فیکون۔ شعر:

دھنی جو دھرتی دھریا ہور بھی دھرے سو ہوئے کسی کے کرنے تے کیا ہوے خدا کرے سو ہوئے

عاشق کوں عشق، معشوق کوں حسن دیا، اُن دونوں میں اپنا بھید پرگٹ کیا۔ ایکیں کوں کیا پرس، ایکیں کوں کیا ناری، ایکیں کوں کیا پیارا، ایکیں کوں کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھیا نہ وہ اسے جانے ایکیں کوں دیکھ ایک ہوتے دیوانے۔ دو دل ایک دل ہوتیں جھٹ تے، سراں تے گزرتے جیواں پہ اُٹھ تے۔ شرجیا یوں کچھ شرجنار، کریم، رحیم، مہروان، کرتار۔ بیت:

• یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے بیگانے کوں یو عشق بلا آشنا کرے

---

[1] عجائب عجائب [2] یاں۔

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق میں رکھیا اپنے خاصے گن چُن چُن۔ شان نہ گمان جان نہ پہچان، انکیں کوں دیکھ انکیں پہ ایک حیران، پریشان، سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے، انکیں کوں ایک بھائے۔ دل سو دل، پر ان سو پر ان، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ انکیں کی خاطر ایک تلملتے جیتے، انکیں کی خاطر ایک ترستے تپتے۔ بیت:

دوڑیا ہے عشق جس پر طوا کھینچ باندھ کر　　انکیں کے ہاں انکیں کوں دیا ہات باندھ کر

لگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے۔ جیو لگیا اُدھر، بچارے ماں باپ آتال کدھر۔ ماں باپ کوں سمجھے جیوں خیال ہور خواب، بھائی تو بچارا کس میں حساب۔ اُنو نے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹھار یں ٹھار، اس کھیل کو نادک نادیس[1]، نہ ہانک نہ پکار، ہر انکیں کون ہر انکیں سوں قول قرار، سب آپس میں اپنے یار۔ پیار دل بھیتر، موں پہ لوگاں کا ڈر۔ ایسے پیار کوں کون سنبھال رکھتا، دل بھیتر کون کیسے منا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر انکیں کوں ہے پادشاہی وہاں دوسرے کی نیں پھر سکتی دورائی۔ بیت:

پادے بقا جو عشق میں اپسے فنا کرے　　یو ٹھار نیں ہے وو جو کسے کوئی منا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر۔ عشق نڈر، عشق پادشاہ عشق کوں کسی کا ڈر۔ عشق ہم مست ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم باخبر۔ عشق سلطان، عشق اس کا رسوائی، عشق کا تخت استغنائی، عشق کا حشم بے پروائی۔ عشق لاابالی، عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیں نیں خالی۔

---

[1] دیسا

عشق ہرگز کبھ جدا نہ دھرے عشق دو کوں ملا کے ایک کرے
عشق سرمست لا اُبالی ہے عشق آپ بھاوتا خیالی ہے

ایک عشق اس کے ایتے رنگاں، ایتیاں صورتاں، ایک اپے اپنیاں ایتیاں مورتیاں۔ عشق دو کے دلاں میں سٹیا غلبلا 'دونو کے دلاں میں عشق کی بلا۔ عشق ہے تو حسن دستا خوب، عشق ہے تو نظر تلے محبوب۔ عشق ہے تو ہر یک کام کا لگتا دھندا، عشق ہے تو کوئی صاحب ہوتا کوئی بندا۔ عشق کدھیں عاقل کدھیں دیوانہ ہوتا، کدھیں ہنستا کدھیں ہنس ہنس روتا۔ فرد:

عشق ساندی ہے عشق سری، ہیچ کدھیں کچھ ہے کدھیں سو کچھ کا کچھ

اپس سوں اپے لگا لیا، کسے کیا کے کنے کیا کیا۔ آپی کیا اُسے کیا علاج، جیسا پڑے ویسا سوسے باج۔ ادھر بھی اپے ادھر بھی اپے۔ اپے ترستے، اپے تپتے۔ اپے اپس کوں دیکھے دکھلاوے اپے اپس تے اپس کوں چھپاوے۔ اپس کتے اپنی کرے فریاد، اپے دیوے اپنی داد۔ دین و دنیا کوں دیا عشق نے آرائش پیدا کر تمارے فے یوں پیدا کیا پیدائش۔ فرد:

سب میں وو ہے تو دل ہے سب کا شاد سب میں وو ہے تو سب میں ہے یو سواد

عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں ایتے چالے عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں یو مستی یو خوشی یو اولالے۔ عشق میں اپے ہے تو اسے سب ٹھار گزر، عشق میں اپے ہے تو اُسے سب جاگا کی خبر۔ بے نہایت ریل چھیل، ایک کھیلتا ایتے کھیل۔ باٹاں بہوت دلے ٹھار ایک، کھیلاں بہوت دلے کھیلتا نہ ایک۔ عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہیا جاتا، معنی بیچونی بے چگونی پر آتا۔ عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا، جو کوئی بو باٹ پایا وو آخر یو سچہ کہتا۔ یہاں جسم کوں

دیکھنا مشکل ہے جان کوں کیوں دیکھیا جاتا، تخت کوں دیکھنے نہ یا دے
سلطان کیوں دیکھیا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک مانا۔ دلے اتنا ہے جو
یو باٹ ٹکہ سمجے جانا۔ عشق ہور خدا کچھ جدا نہیچ، بات جدا پن بھید
دہیچ۔ عشق ہوتا ہے جہاں تمام، وہانچہ خدا ہے بلکہ دوچہ خدا ہے والسلام۔
واصلان نے بولے ہیں واللہ، اِذا تَمّ العشق فھو اللہ۔ رباعی:

دیتا ہے نفایہ رہتا ہے جس لے لگ — دو میں تے اسے جان نہ دے قسر سے لگ
گر پیو سو مل پیو چہ ہونے منگتا ہے — تو یاد کر اُس پیو کوں اپس بسر سے لگ

مسب رسس

در نعت محمد مصطفیٰ و چہار یار
و منقبت علی مرتضیٰ

ابابکر صدیق صادق ہیں خاص — کئے خارجیاں کوں شریعت میں راس
عمر حب نبی کے اُمت میں ہوے — یہودی عرب نے جو تھے سرنوے
جمع کر جو عثمان قرآن کوں — شرم کا دیے زور ایمان کوں
توڑیا کفر علی ہیت لے ذوالفقار — خدا بعد محمد بھی چار و ہیں یار[1]

عشق خدا کوں بھید یا تو اپنا حبیب کر محمدؐ کوں پیدا کیا، عشق خدا کوں بھید یا تو اُس کی خاطر آسمان زمین ہویدا کیا۔ اگر محمدؐ نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا اگر محمدؐ نا ہوتا تو ماہ و پردین نا ہوتا، اگر محمدؐ نا ہوتا تو دنیا ہور دین نا ہوتا۔ صاحب طٰہٰ و یٰسین، صاحب الا رحمۃ العالمین۔ جس کے نور تے عالم نے پایا روشنی۔ لولاک لما خلقت الافلاک کا دھنی۔ اول خدا ہے نبی دویم سویم ہے ولی، یو تین نانوں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔ محمد کوں جس رات ہوئی معراج، وہاں دوسرا نہ تھا کوئی علیؓ باج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمدؐ نے لیایا، جو کچھ پانا تھا سو محمدؐ نے پایا۔ جو کچھ محمد نے پایا سوں علیؓ کوں سمجھایا یو سمجھ علیؓ کے تقسیم آیا، علی خدا کوں بھایا رسول کوں بھایا محمد نبی، علی ولی، نبوت خدا کی پیشوائی ولایت محبوبی ہور استغنائی نبوت کارسازی ولایت بے نیازی۔ ولایت ہار گلے یار کا، نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت آگر نبوت آئی، نبوت آئے تو کیا ولایت جاتی۔ فرق دھندے کا تک یا تے آتا، کسے کچھ سنپڑتا کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں خدا شاہد، انا دعلی من نور واحد۔ تن سوں تن، جیو سوں جیو، دم سوں دم، نبوت محمد پر ولایت علیؓ پر ختم۔ ابابکرؓ عمرؓ ہور عثمانؓ،

---

[1] یہ اشعار دوسرے نسخے میں نہیں۔

جنوں کی نیکی جانتا سب جہان، حضرت کے پیاراں ہیں، بزرگواراں ہیں۔ انکیں تے ایک سب بھلے جیوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے۔ لاف بنس کیے خلاف نیں کیے، حق پر چلنہارے ایسیچ اچھتے ہیں خدا کے پیارے۔ حضرت کے یار، جنوسوں حضرت کرتے تھے پچار۔ آخر بعد از حضرت کے بیٹھے حضرت کی ٹھار۔

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں جپنا ولایت ہور نبوت یو قُرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا پر نبوت کے جا صدر، انکیں تے یک خوب انکیں تے ایک خوب تر۔ خدا بہوت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار کھڑا، سب میں اپنا نور بھریا کھے کچھ کسے کچھ کسے سب کچھ کریا:

سبب تالیف کتاب ومدح بادشاہ

سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر، عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تے باخبر۔ صورت میں یوسف تے اگلے، آدم بے ہوش ہوے پھتر پگلے۔ حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھولے برد، شجاعت میں رستم گرد، عالی ہمت غازی مرد، شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم اور سنت کے صاحب، دارا ور، فریدوں فر، کلیم بیاں، مسیحا دم، مریخ صولت زہرا عشرت، خورشید علم۔ صباح کے وقت، بیٹھے تخت، تھا یک غیب تے کچھ رمز پاکر، دل میں اپنے کچھ لیا کر، وجہی نادر من کوں، دریا دل گوہر سخن کوں، حضور بلائے، پان دیے، بہوت مان دیے، ہور فرمائے کہ انسان کے وجود یچہ میں کچھ عشق کا بیان کرنا اپنا نادں عیاں کرنا، کچھ نشاں دھرنا۔ وجہی بہو گنی گن بھریا، تسلیم کر کر سر یہ ہات دھریا۔ بہوت بڑا کام اندیشیا، بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل تے دانش کے میدان میں گھتاراں برسایا، قدرت کے اسراراں برسایا۔ پادشاہ کے فرمائے پر چیتیا، نوی تقطیع بیتیا۔ کہ انگے کے آن ہارے، ہمیں بھی کچھ تے کر سمجھیں یارے۔

ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے، گنگا دیکھے سو جنا دیکھے۔ ہمنا تے بھی آنگے تھے سو اُنو کا کچھ بی تمیز کریں، ریاضت ہماری مشقت ہماری چیز کریں۔ عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پچھانتا۔ بیت :

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

مورکں آسودے دیوانے، نیں جلے سو جلے کی بات کیا جانے۔ جیوں تیوں اس دنیا میں کچھ یادگار اچھے تو خوب ہے۔ یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے۔ اس دنیا میں رہے گی سو بات ہے، باقی دو دیس کا سو رات ہے۔ جنے کچھ سمجیا عاقبت لگن، اُنے اپنی جاگا رکھیا اپنا گن۔ اس تے نیں رہا گیا کچھ کہا گیا، کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پھرے ٹک تلملے، ٹک چہ پھرے، ٹک مستی چھرے، ٹک تڑپھرے ہور سمجھے کہ اِن عاشق کامل نے کیا بولیا ہے، کہیں کس جاگا پر کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے۔ ہم گلاب میں آبلوج گھولیا ہے، ہم مانک موتی رولیا ہے، داد دیوے، امداد دیوے مراد دیوے۔ کسے کچھ سنپڑے، کسے کچھ فیض انپڑے۔ فرد :

وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پائے وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پائے

ایتا جد جو دھرتے ہیں، لوگاں باغ جو کرتے ہیں، سو اُسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب چتر بھوگی ہوس نایک عاشق پیکے اس باغ میں آوے، محظوظ ہوے آرام پاوے۔ باغ کے صاحب کوں دعا کرے، پھلاں سوں گود بھرے۔ رنگ میں ڈباوے آس، اسی تے کچھ لگے باس۔ اُسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب، خدا خوش رسول خوش عالم خوش اس باب۔ فرد :

جنے جو دل کوں لیا ہات کچھ کسی کوں دیا
ہزار کچھ بندھایا ہزار حج بی کیا

درزینت سخن وصنایع قدرت اللہ ہے، یہ اسرار اللہ ہے، یہ ہاتف اللہ
درنام کتاب گویدا | ہے، لا الہ الا اللہ، یہ عجب کتاب ہے سبحان اللہ۔
اس کتاب کا ناؤں 'سب رس' سب کو پڑھنے آدے ہوس۔ بول بول کوں چڑھے
اُمس، یادگار رہوا چھیگا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ بہو تیچ لذیذ، عاشقاں کے گلے
کا تعویذ، یہ کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا مواج، ہر بات میں
سو سو معراج، اس کا سواد سمجے نا کوئی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پانے
عالم سب محتاج۔ کیا عورت کیا مرد، جس میں کچھ عشق کا درد، اس کتاب کوں
سینے پر تے ہلاسی نا، اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا۔ جو کوئی پڑھے گا
جنس جنس کا اثر چڑھے گا۔ جو کوئی اس کتاب کا سمجھے گا مانا، کیا حاجت ہے اسے کیف
کھانا۔ یہ کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب۔ یو رنگ رنگ
کے پھول سُرنگ مقبول، سب کسے بھاتے یو پھول۔ دایم تازے، ہرگز نیں کملاتے۔
ایسے خوش باس کے پھولاں اجھوں کسی باغ میں نیں کھلے، ایسے پھولاں اجھوں
کسے نیں ملے۔ سنگتے دل میں بھرے اساس، کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں
ایسی باس۔ جو کوئی یہ کلام سنے گا پڑھے گا، ہور فاتحہ نا پڑھے گا، تو وہ بے خبر
خام ہے، اس کی دانش پہ اس بات کا لذت حرام ہے، کیا واسطہ کہ یہ بات
نیں یہ تمام وحی ہے الہام ہے۔ جسے خدا کی محبت سوں غرض ہے، اس پہ
فاتحہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ممات ہے تو اُدھر کی سعادتی کا، وگر حیات ہے تو اُدھر کی
سلامتی کا۔

اگر کسی میں سخن شناسی ہور اسرار دانی ہے، تو یہ کتاب گنج العرش بحر المعانی ہے۔
جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا، اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا۔ جو کچھ آسمانی
ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ دنیا ہور دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے

ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات کوں سلاست نیں دیا۔ ہر یک مفسر کا کام نیں، ہر یک بے خبر کا کام نیں۔ اس کتاب کوں وو سمجھیگا جو کوئی صاحب راز ہے، یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ، اگر بڑا ہو کر عالم کوں سمجھنے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ۔ کہ سدھیں مرشد ہیں مسلمانان میں پیر و مرشد ہوے گا، ہندواں میں جنگم سدھ ہوے گا۔ ہم ہندو تجھ تے باٹ پاتجے مائیں گے، ہم مسلمان تجے بڑا ہے کر جانیں گے۔ ایک کلمے کا فرق ہے، باقی خدا کی وحدانیت میں ہندو ہور مسلمان غرق ہے۔ اگر خدا کوں سمجھے ہور اسے ایمان ہووے، عجب کیا جو ہندو بھی مسلمان ہووے۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجھا۔ نے ہارے کے بات ہے۔ اگر سمجھا نہارا واصل اور کامل ہے، وو ہندو بی اگر دانا ہے تو اسے بی بے جیوتی دل ہے۔ خدا حق ہے اور حق سب ٹھار ہے۔ آدمی کے جنس کوں حق پر آتے کیا بار ہے۔

جیتے چوساراں، جیتے فہم داراں جیتے گن کاراں ہوے سن آج لگن، کوئی اس جہان میں، ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھند ان سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا۔ اس بات کوں اس نبات کوں یوں کوئی آب حیات میں نیں گھولیا، یوں غیب کا علم نیں کھولیا۔ خضر کے مقام کو انپڑنا تو اس باٹ میں پڑنا۔ میں تو یو بات نیں کیا ہوں، عیسیٰ ہو کر بات کوں جیو دیا ہوں۔ خانش کے باغ میں آیا، بہار ہو کر پھولاں کھلایا، اگر کوئی کوڑ ہوڑ جہالت سوں، رزالت سوں، بات کہے نا سمجھ یو مایا۔ تو خدا بی اس جاگا حسرت جیسے کوں کہیا ہے کہ کوڑاں ہیں مجہول، نامعقول، مردود ناقبول سن یا رسول۔ اول کے پیغمبراں کوں بی یے آیتہ اتری تھی اس وصول۔ کہ و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلامًا۔ یعنی اگر کوڑاں کا یو کام ہے تو کوڑاں کو ہمارا سلام ہے۔ اتو پر خدا کی نیں رحمت

اُنو پر خدا کی لعنت۔ خدا اس بات کا مانا کھو لیا ہے، خدا یو بات بولیا ہے۔ دایم
اُنو کی ہاری بازی، خدا اُنو تے کدھیں نیں راضی۔ جاہلاں جہالت پر جاتے
جیتا سمجاے بی حق پر نیں آتے۔ کافر تاریک دل، توبہ استغفراللہ بہوت مشکل۔
اور گوالیار کے فہیم، انو بی یوں کہتے ہیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
کہ کوڑ بہشت، کوڑ سوں مشت۔ بات یوں بی آئی کہ جاننے کا کہ، انجاننے کا
بھائی۔ فارسی میں یو بولتے ہیں کہ کوڑ پہ پردا سٹے ہیں فراموشی، جواب ایہاں
خاموشی۔ کوڑ کی ذات، نہنا فہم بڑی بات، نہ آپیں کوں جانے، نہ دسرے کو
پچھانے، یو کوڑ پاپی خدا کے رانے۔ یو جہنمی، کچ فامی کی انو کوں کیا کمی۔
جاں فہم کی بات آئے، وہاں کوڑ کی چھاؤں نہ پڑیا جائے۔ چراغ میں چوچ
رنگ میں کرکر۔ کافراں کوڑ رہتے تو محمد تے معجزا دیکھے بی ایمان نیں لیاے۔
لاعلاج تہ تیغ آے۔ انو کے دلاں، انو کیاں انکھیاں انو کے کاناں قدرت
سوں باند کر غفلت کی دی گرہ، جو مصحف میں خدا کہتا ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم
وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔ جنوں کوں خدا باٹ دکھلایا تھا،
جنوں کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا، جنوں کے دل میں دانش نے کیا
تھا گھر، انو دیکھیتچ کہے کہ تمیں حق کے برحق پیغمبر۔ بات کے سنتیچ مسلمان
ہوے، صاحب ایمان ہوے، تابع قرآن ہوے۔ جاہل کہے کیا آتا ہے، جاہل پر قتل واجب
آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں نیں بچارے، جاہل تھے تو لعیاں سوانو کوں مارے
جو قوم کافر ہی جہال ہے، مسلمانوں کوں خون انو کا حلال ہے۔ صلاردم جو خدا کے عشق
سوں متے ہیں، جاہلاں کوں انو بی یوں کہتے ہیں۔ پئے جہاں دبو جہلم محمد بہر دانایاں،
دیکھو کو عارفاں کی بات کا معنا انپڑتا ہے کاں۔

عرض بہوت نادر نادر باتاں بولیا ہوں، دریا ہو کر موتیاں رولیا ہوں۔ موتیاں

کی موجان کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں۔ اس دریا میں غوطہ کھائیں گے، تو جاگا جاگا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب عجائب ایک بندر ہے، اگر سورج منگا دگر چندر ہے۔

فرہاد ہو کر، دونو جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اٹایا، تو یو شیریں پایا۔ تو یو نومی باٹ پیدا ہوئی تو اس باٹ آیا۔ نادانا اں ایتی باٹاں میں یو بی ایک باٹ کر جانے، ولے یو باٹ کیوں کا ڑے کس وضع سوں نکلی محنت نیں سمجے مشقت نیں پہچانے۔ انو کوں نیں کہتے زبان آور، یو بولتے جناور۔ عقل میں سر و غصہ میں تیتے، انوں کوں عربی میں حیوان ناطق کہتے۔ نادان کا وجود عدم ہے، نہیچ میں شمار، دانایاں کوں سجدے کی ہے ٹھار۔ دانا موم دل ہے دانش کے آگ پہ گلے گا، دانا ہمارا ہے، ہمارا حکم اس پہ چلے گا، دانا ہمنا رہنما کر جانے گا، ہادی ہے کر پہچانے گا۔ یو باٹ نہ تھی سو نکلی اتال، تو بی یکایک چلنے کس کا مجال۔ دہونڈتے دہونڈتے دل کے تلویاں میں چھلے آنا ہے تو یو باٹ پانا ہے، نیں تو یو بی کیا کچھ بھنوا دان کا کھیں ہے یو بی کیا کچھ کھانا ہے۔ ہماری بات میں عجب کچھ ٹونا ہے، جتے سُنیا اُتے گھایل ہونا ہے۔ غرض اتال رہیا دیک کر کنا، اسی کون کرتا منا کنا۔ جتے گن کار کرتے ہیں گن، اسی باغ میں تے لیں گے پھول چن چن۔ جس کے دماغ میں پھول کی باس جاوے گی، تازی ارواح تن میں آوے گی۔ جکو ئی اچھا یا بنیاد، اول آخر دہی استاد۔

یو عجیب نظم ہور نثر ہے، جا نو بہشت میں کا قصر ہے۔ سطر سطر پہ برستا ہے نور، ہر یک بول ہے یک حور۔ اسے پڑھ کر جتے حظ پایا جا نو بہشت میں آیا۔ یہاں خدا بی بولنہار اچ ہے، جکو ئی باٹ ہماری چلیا وہ ہمار اچ ہے۔ ہر چند فہم داری ہے، چلیا تو کیا ہوا باٹ ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی تے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے نیں مانیا، تو وہ مسلمان نیں، اسے ایمان نیں۔ ایسے سے ڈرنا

بہوت بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی ایک حرام خوری ہے۔ نمک پر حرام، اس کا کیا اچھے گا نام۔ جیسے انصاف کی نیں سکت، اسے دل کا ذلیچ ہیں امپیڑتی لت، جنے انصاف چھپایا، اُنے دل کو بے دل کیا کام گنوایا۔ جاحتف نیں جکو ئی کرے زبان، اپس کوں اپے کیا نقصان۔ اگر تو ہے فہم دار، اپنی ریج نکومار، یو بات دل میں رکھ مرداں کی یادگار۔ جنے ریج کوں چلایا، اُنے خدا کوں پایا۔ کھینچ کچھ جدا ہے، ریج میں خدا ہے۔ ریج کے گھٹ، نکو ئی گھٹ گھٹ، اگر کچھ نیں تو ٹک پکار تو بی اُٹھ۔ اساس تو بی بھر، چپ نکو اچھ کچھ تو بی کر۔ دل میں اُجالا پڑے گا، موں پر نور چڑھے گا۔ یو بات اعجاز ہے، اس بات میں خدا کا راز ہے۔ یو بات غیب کی آواز ہے۔ ماننا، جاننا، پہچاننا۔ انسان لیخے گیان، جس میں کچھ گیان نین وو حیوان۔ بے درد نامرد، مرد میں درد۔ سخت بے کٹر، دو آدمی نیں پھتر۔ عاشق معشوق سوں دل بند اچھتا ہے، عاشق بہت دردمند اچھتا ہے۔ بے درد، دردمنداں کوں کیا جانتے، یو نداں مستمندان کو کیا جانتے، معشوقاں کے نازاں کیا سمجھتے، عاشقاں کے چھندان کو کیا جانتے۔ ایتا عجب ایتا حسد، جنوں حق تے گذرے انو میں کیا اچھے گا حد۔ انو کوں حق کیوں ہونا مدد۔ موں پو مسجد دل میں بت خانہ، خدا تو سمجھتا ہے یو مانا، آدمی کے حضور چھپایا خدا کے حضور کیوں چھپانا۔ بعضے عجب لوکاں ہیں اودھرم، انو کوں خدا کا بی نیں شرم مسلمانان میں آتے جاتے، مسلمان کہواتے۔ اگر یو ہے مسلمانی، تو کافراں کی کیا ہے نشانی۔

اتا ذی باٹ پاڑیا، کاڑیا سو گنج کاڑیا۔ کچھ نیں تھا سو لیایا، باٹ دکھلایا۔ ہمیں تو بہوت سند سوں باٹ سنڈاسے، اتال چل لیو باٹ چلنہار سے۔ جس کا دل صاف اچھے گا، جس میں کچھ انصاف اچھے گا، مصحف کی سوں وو ہمنا بہوت

مانے گا، خوب ہمنا پہچانے گا۔ جس کا دل روشن ہے وو نور کا گلشن ہے۔ جکوئی نور ہوا، وو خدا کے حضور ہوا۔ ہر کچھ اُجالے میں نظر پڑتا، اندھارے میں کار نہارا اڑتا، تر پھڑتا، بڑبڑتا، اجالے کے رہنہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا۔ اندھارے کوں اُجالا کر سمجھتا، لال کوں کالا کر سمجھتا۔ یو برا اجالا، اس کا موں کالا۔ جس کے دل کوں صفا ہے، اُسے بہوت نفا ہے۔ دل کی صفائی کن نے پائی، جسے خدا دیا اُسے آئی۔ دل کی صفائی نہ کچھ خیال ہے، عین وصال ہے۔ یہاں کچھ ہے غرض کہ کہتے ہیں اللہ نور السموات والارض، یعنے خدا آسمان ہور زمین کا نور ہے، اس کا نور ہر شے میں بھرپور ہے۔ نور ہوے تو نور سوں ملایا جاے، ظلمات نورسوں کیوں ملنے پاے۔ ظلمات کوں نورسوں کوئی کیوں کر ملاے، ایتا ہے جو کچھ عقل اچھے تو جنے دیکھا وو دورتے دکھلاے۔ کام بہوت خاص کیا ہوں جیتی عمارت راس کیا ہوں۔ یو غیب کی بشارت، جسے عمارت کہتے سو یو عمارت۔ ماٹی پھتر کی عمارت کچھ سدا رہنہاری نیں، دو بے وفا کچھ اس میں وفاداری نیں۔ دنیا دو دیس کی کوئی نیں کس کا، آخر رہے گا سو یو چہ قدر جاننا اس کا۔ مال دہن سب خرچا جاوے گا۔ آخر یو چہ کام آوے گا، آخر نام یو چہ اُچاوے گا۔ تمام یو چہ ہے کام یو چہ ہے۔ یو خدا کی عنایت، یاں کیا شکایت، خدا بہوت بڑا بے نہایت۔

آغاز داستان زبان ہندوستان

نقل۔ ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان اس سیستان[1] کے بادشاہ کی ناؤں عقل، دین و دنیا کا تمام کام اُس دے چلتا۔ اس کے حکم باج ذرا کیں نیں ہلتا۔ اس کے فرماے پر جنو چلے، ہر دو جہاں میں ہوے بھلے۔ دنیا میں خوب کہو واوے، چار لوکاں میں عزت پاے، جاں دے کھڑے وہاں

[1] 'یونان' ہونا چاہیے۔

قبول پڑے۔ نہ آفت دیکھے نہ زلزلا، اپنے بھلے تو عالم بھلا۔ کسی کو برا بولنا یو وسواس ہے، بھلائی برائی سب اپنے پاس ہے۔ اپنے چل نیں جانتے، دسریاں پو برا مانتے۔ اول اپنی خبر میں اپنے رہنا، پچھے دسریاں کو برا کہنا۔ جنے اپس کوں پچھانیا، اُنے سب جانیا۔ جدھر ڈھلنا ہے، اُدھر عقل کے اُجالے میں چلنا ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا، دیوانہ ہوا اپنا سر اپنے پھوڑیا۔ عقل میں جو کاکلوت ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا، مدعا دور پڑتا دل تے۔ اگر منگتا ہے جو دل کوں تازا رکھے مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل میں کاکلوت کوں نا ملاوے۔ سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک، یو پند ہے اگر تجھ میں کچھ سمج ہے تو سیک۔ جکوئی یو چلنت چلتا ہے، وو کامل ہوتا ہے، روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے۔ عقل میں کاکلوت، جوں رشتیم میں سوت، جوں دود میں چھاچ، جوں پاچ میں کاچ۔ جوں شیرے میں میرا، جوں اُجلے زیرے میں کالا زیرا۔ جنے دل کوں جلایا، اُنے کچھ پایا۔ قدم انگے دھریا، اُنے کچھ کریا۔ مردی و نامردی یک قدم ہے، مرد کوں یہاں بڑی فکر نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجنا بچارا بھلا۔ جانتے پہ بڑے بلا۔ کاکلوت تے جو دل مرے گا، تو پچھیں بچارا کیا کام کرے گا۔ دل اس کا جیتا ہے جس میں عشق ہمہ ہمت ہے، جیو نابی اسپیچ کا ہے اس پر رحمت ہے۔ جیوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے دروازے کھولیا ہے۔ بیت :-

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خاص اچھو یا عام، آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام۔ اس کے حکم باج کوئی کسی کام میں جاوے، اپنا کیا اپنے پاوے۔ بیت :

عقل ہے بازو لے بازے بلند پرواز
شکارگاہ ہے اس کا حقیقت ہمہ مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے۔ عقل ہے تو آدمی کہواتے عقل ہے تو خدا کوں پاتے۔ عقل اچھے تو تمیز کرے، برا اور بھلا جانے، عقل اچھے تو اپس کوں ہور دسرے کوں پچھانے۔ عقل تے میر، عقل تے پیر۔ عقل تے پادشاہ عقل تے وزیر۔ عقل تے دنیا، عقل تے دولت۔ عقل تے چلتی سلطاناں کی سلطنت، عقل تے رہیا ہے یو عالم کھڑیا، جس میں بہوت عقل وو بہوت بڑا۔ عقل سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی۔ عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا، کچھ رچہ نہ ہوتا بیت :-

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا، جتنے جو علم سکھا سو عقل تے آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نیں، عقل کوں خدا کہنا بی کچھ دور نیں۔ ذات ذات تے صفات ہے، ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہور اس کا نور، اگر آفتا بیچہ نا اچھے تو نور کیوں ہوے مشہور۔ اگر آفتا بیچہ میانے تے جاوے، نور آفتاب تے نکلیا تھا سو بی آفتا بیچہ میں سماوے۔ صور کوں نور کہتے ہیں، نور ہے تو صور کہتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے۔ نیں تو آفتاب کو آفتاب کون کہتا، اثر تے شراب ہے نیں تو شراب کوں شراب کون کہتا۔ باس تے پھول نے شرف پایا، باس تے پھول پھول کہوایا۔ جوت تے جوہر نے پایا مول، معنے تے میٹھا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول امین نے محبوب رب العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمایے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ۔ یعنے ذات کوں صفات میں دھونڈیں گے تو پاویں گے، صفات کوں چھوڑ دیے تو ذات لک کدھر تے آئیں گے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا ے تعالیٰ آخرت کوں ایک معنی سوں اپنا دیدار دکھلائیں گا، مسلماناں کا دل اس وقت روشن ہوے گا،

مسلماناں کے دل کا شک جائیگی گا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں دیکھیا جا ے،
جو کوئی خدا کوں دھونڈے سو خدا کوں پائے، جنوں نے نیں دیکھے جنوں کوں
دیکھنے کا قدرت نیں انو شک لیا ے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر
سوں دیکھانا جا سی، نظر سوں خدا کوں دیکھیں گے تو خدا نظر میں نا اسی۔ سمج
کھیاں سوں دیکھے تو دیکھیا جاتا ہے، نظر سوں کوئی کیوں[1] دیکھے گا کیا خدا
ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے۔ بعضیاں کوں اس جاگا تو سوال ہے، اگر خدا کوں
بہت نیں، خدا کوں مکان نیں کچھ صورت کا نشاں نیں، خدا کوں
دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں خدا سمجا جائے تو بس، خدا کوں دیکھنے کا
کیسے کس۔ یو دل کے دلیچہ میں رہے ہوس؛ خدا تحقیق ہے اتنا جانیا تو بہوت
سرس۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا ے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے وے
حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے، کہ یو نچہ ہے یو چہ ہے، یا ایسا چ ہے،
یوں کہے تو اس کے دسنے وضا سوں یاں بی دستا ہے، ولے بولنے میں نیں
آتا کیا بوں تماشا چ ہے۔ خدا کی عجب ہے شوکت ہور شان، بچارا
انسان یاں بی حیران واں بی حیران۔ اسیتچ جو مرداں ہیں نازک فام کے،
عاشق ہوے اس کے نام کے۔ اس کے نام پہ جیو دئے ہیں اپنا کام کئے ہیں۔
ایک کچیک ہے جو دستا ہے نیں دستا توں، یو عقل تی پیلا ڑ ہے آدمی سمجتا
کیوں۔ اگر ہیچ وجہ مطلق کچھ نا دستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کہتے، اس کی عبادت
چھوڑتے اس کی یاد میں نا رہتے۔ خدا ہے کر تو بولیا جاتا ہے، کہ کچھ بی دس
آتا ہے، تو انسان اس سوں جیو لاتا ہے، اس پر توکل کرتا ہے۔ اسے پتیاتا ہے

---

[1] کیونکر

کہ مجھے تو نچہ ہے، میرا کام تجھ سو نچہ ہے۔ بارا باریکے وضا سوں دستا ہے، تارا تارے کے وضا سوں دستا ہے۔ بارے کوں تارے کی وضا سوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا۔ تارے کوں بارے کی وضع سوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا۔ اس کا نور سب میں بھرپور ہے، ولے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اس کا قصور جاوے گا، تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے، نور دس آوے گا۔ اگر آسمان اگر زمین اگر آب آتش خاک بارا ہے، یا اپنے آپے پیدا نیں ہوے انو کوں کوئی پیدا کرنہارا ہے۔ اگر یو عالم اپنے آپ پیدا ہوا ہے تو یو بے خدا ہے، اس بھید کوں سمجھا سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں دیکھنا کہتے ہیں اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کسے حاصل ہے۔ خدا کچھ ایسا نیں ہے کہ جیوں دیکھنا کہتے ہیں تیوں دیکھیا جاوے، بات گفتار کی کوئی فرصت پاوے۔ منصور جو اس بات میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا۔ نیں تو بندہ کہیں خدا کہواتا ہے، بندے تی خدا کہوایا جاتا ہے۔ محبت کے عالم میں کوئی کہے کہ میںچ خدا ہوں، خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوایتو کہیا جاوے، قادریت کے عالم میں کسیچہ قدرت نیں جو خدا کہواوے۔ خدا سو خدا ہے، محبت کا عالم کہتے سو جدا ہے۔ جتے اپس کوں صاحب عرفاں کر جانے، یہاں آکر زبان گردانے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حق تعالےٰ کما حقہ نیں آسکیا، پیچھیں جو عاشق ہوا اُنے اپس کوں عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کے دوستاں نے بولے ہیں، اسرار کے موتیاں رولے ہیں۔ کہ فنا فی اللہ بقا باللہ فرد:

آیا جبکوئی خبر کوں یہاں وو خبر سٹیا کھویا لہوا مکرتے سرن اس پہ سٹیا

خود بے خود ہوے تو خدا کوں پاوے، خودی دور کرے تو خدائی دس آوے ۔ جتے عاقلاں نے عقل دوڑاے، آخر عشق کی بے آرامی میں آکر آرام پاے ۔ عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا، سمجنے کا نہینچ سو سمجا کیوں جاتا۔ جو لگن توں سب تی بے طمع ناہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع نا ہوسی ۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں انپڑا، فراق میں کی ہلاک ہوتا اپس کوں وصال کوں انپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کوں انپڑے گا اس دہات، پیچھیں دل آپی بول اُٹھے گا ترے مراتب کی بات ۔ قال حال ہوتا ہے، فراق وصال ہوتا ہے ۔ جبکچھ بے اختیار دل میں تی آپی آتا ہے، اپنی محبت کا قوت وہاں پایا جاتا ہے ۔ خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جبکوئی خدا کوں انپڑے ہیں انوں کی بات فام کر ۔ ہمیں عاشق فدائی، فدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا کیا ہے کیا ہوے گا اس باتاں سو ہمنا کیا کام ۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض، خدا کے کاماں سو ہمنا کیا غرض ۔ اس کا کام وہ جانے کے کیا قدرت جو آوے میانے ۔ ہمیں کون جو اس کے نہایت کوں پانے کا فکر کریں، ایسے کاماں میں آنے کا فکر کریں ۔ ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نیں ہوتی خبر، اس کے نہایت کی کیسے خبر ۔ اُس دریا کی کیسے خبر نیں ہوتی ' حیرت تے گنگے ہوے سب موتی ۔ موج پر موج آتی دیکھتے سمجے جاتی ۔ بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا، نیں دستا سو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا ۔ یہاں بات ہے یہاں تحقیقات ہے ۔ اگر دیکھنے کا ناہوتا ہور تا دیکھا جاتا، تو موسیٰ

دیکھنے کا بات ہرگز میانے میاں نالیاتا۔ کیا واسطہ کہ وہ پیغمبر تھا اسے یو اسرار روشن تھا بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰ کو جواب آیا کہ لن ترانی، یعنی تو مجھ کو دیکھ نہیں تو یو انوار سبحانی۔ یہاں واصلان کہتے ہیں نا دیکھے کہے تو کیا دیکھنا نہیں ہے۔ جاں محبت ہور خدائی ہے واں یوں کہتے ہیں، جبکوئی محرم راز ہے، اس سوں یو ناز و نیاز ہے۔ نا کہے تو تانچکوں کھینچ نا پکڑنا۔ ایک لطافت کی بات ہو تیو وہانچہ نا اڑنا۔ یو کام موقوف عاشق کے دلیری پہ ہے، یو بی کیا خالا کا گھر ہے۔ کانٹیاں کوں الانگ جانا تو باغ میں پھول پانا۔ جبکوئی دریا میں جاوے سو موتی لے آوے۔ جسے بخت اسے تخت۔

دہرہ :-

سات سہیلی ایک پیو چوندھر پیو پیو ہوئے جس پہ پیو کا پیار ہے سو دھن بولی کوئے

عابد کا اسٹہار کاں ہات ہے، یو عاشق کے سمجھنے کی بات ہے۔ یو رمزاں نہ دیکھے نیاز دیکھلائے سو جانے، عاشقی کے معرکے میں آئے سوجانے بندگی ہور صاحبی کی دھات ہور ہے۔ عاشقی ہور معشوقی کی بات ہور ہے۔ ایک بات ہے لن ترانی عاشق کوں اس میں ہزار نشانی۔ یو تا دیکھیں کہنا دیکھیں گا کہنے تی زیادت ہے، عاشق سمجھتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا نسبت جو عاشق کی بات میں آکر دخل کرے جیوں اپنے کام میں خلل کیا، تیوں دسرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست، عابد ہشیار عاشق مست عابد دین خاطر جنم کھویا ہے، عاشق خدا خاطر دین دنیاتی ہات دھویا ہے۔ اس بات کا کون پایا کھوج، کہاں گنگا تیلی کہاں راجا بھوج۔ معشوق دیدار دکھلاتا تو ہے، دلے ٹک تپا کر دکھلاتا ہے، گھونگٹ میں موں چھپا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڈھانے خاطر، لذت پانے خاطر۔ بھگتی

سوں کھولے دکھلاے یہاں بی تو ہوتا ہے دل شاد، ولے ٹک ہار ان یانے
یاں اچھے تو بھوت سواد۔ عاشق کوں پیانا معشوق کا کام ہے۔ اپسکوں چھپانا
معشوق کا کام ہے۔ جاں معشوق کا ناز ہے، واں عاشق گداز ہے۔ بعضے
کہتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر جس شے کا طلب ہے وو طلبیچ دیدار کا حاصل
ہے، اس بات پہ عاشق ہور عارف قایل ہے۔ اگر دل تی تمام طلب جاوے
تو جاں نظر بستے واں خدا ہچ دس آوے۔ ایک اس دل میں ایتا کچ
اتنے پہ جو خدا کو منگتا وو بڑا ہیچ۔ جس دل میں آیا یار، اس دل میں اپسکوں
بی نیں ٹھار۔ جاں اپے نیں ماتا، واں دسرا کیوں سماتا۔ جس میں سلوک،
وہیچ سالک نیں تو مذبذبین بین ذالک۔ او سیچ[1] عاشقان دین دنیا تے
گزرتے ہیں، جوں عاشقی کرنے کا شرط ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں۔ اما
دنیا اسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری سوں حاصل ہوئے، سفلگی ہو
شرمساری سوں حاصل ہوئے۔ آدم زاد کوں دنیا مطلوب ہے وہ
بے محنت آوے تو بھوت خوب ہے۔ جنہ نے کچھ سمجھ کر کیسے بے محنت دیے
ہیں، وہ دنیا یاں پاک ہے عارفاں نے قبول کیے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ
حضرت کا حدیث یہاں سمجھے لیا، کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد[2]
یعنے امرد کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کا تجلیات، یو سمجھنا بھوت مشکل بھوت
نازک ہے بات۔ جیچھ دستا ہے ہور جیچھ سنتے ہیں اسے تو سب ناؤں
ہے یو تو سب صفت، آثار، ذات کسے کہنا ذات کون گت۔ یہاں
کی صفا تیچ میں ذات ہے، یہاں ایک بات ہے بلکہ بات میں بات ہے۔

---

[1] اسیچ [illegible] عایشا۔ یعنی عایشا کی صورت

یو تو ہمہ دوست ہوا، ہمہ اوست ہوا۔ جتے اس شناس کی پیالے سوں
متے ہیں، انو سب یو نچہ کہتے ہیں۔ استھار خوب بچار، فارسی واصلاں،
فارسی صاحب دلاں انو بی یو مخفی اسرار، یوں کہے ہیں اظہار۔ فرد:۔
غیر تش غیر در جہاں نگذاشت لا بجرم جملہ عین اشیا شد
ہور واصل حق عاشق مطلق گجراتی شاہ علی، خدا کے لاڈلے خدا کے
خاصے خدا کے ولی۔ دائم خدا سوں مل رہے، انو بی یو نچہ کہے۔ بیت:۔
سب مالے چڑ چڑ کہوں سجی سب دوہی دوہی سب دوہی دوہی
اول جو سب جاگا خدا چ تھا ہور کیں کچھ نہ تھا تو یو سب کاں تی
آیا۔ جان ہارا جانتا ہے کہ جان تی آیا۔ پانی تی موتی گھڑیا، موتی بی پانچ
سے دلے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی دو پانی کھوایا، اس پانی ہور
اس موتی کوں جنے سمجیا سو گیانی کہوایا۔ بعضے صفاتکوں عین ذات کہتے ہیں،
بعضے نہ ذات نہ غارج ذات یو بات کہتے ہیں۔ کل ایک ذات وجود ہے،
حرص مراتب ہور مال تی جدائی پڑی، بے گانگی میانے آکر کھڑی۔ یو بی ایک
اس بات کی ہے بدّ، آنکس کہ نہ ما بود و شما ما و شما شد۔ یو میرا وو تیرا ہوا،
میانے میان کو نچے بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا۔ اگر یو میرا ہور تیرا میانے
میان تی جاوے، تو بے گانگی جاکر تمام یگانگی آوے۔ سب نیکچ ہو دسے،
سب ایکچ ہو دسے۔ دریا سیتی قطرا بھار پڑیا تو قطرہ ہوا نیں تو قطرا
بی دریاچ تھا، دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑیا نیں تو دریا بی جیسے کا
ویسا چ تھا۔ الآن کما کان ذات تی صفات ہے، صفات تی ذات
ہے۔ ذات ہور صفات ناؤں ہوے، ایک وہ ٹھاؤں ہوے۔ فرق مراتب
ہوا ظہور بات میں، اجھوں کئی معنی ہیں اس بات میں۔ صفات خارج ذات

نہیچ، اس بات پر سب قایل ہیں یہاں بات نہیچ۔ بات بی کیا غیر ذات ہے، یو کیا بات ہے۔ اِستی پلاڑ بے چوں بے چگوں، واں کیا دیکھے گا چرا ہور چوں۔ وہاں سب خالی ہور لبالب ہے، واں کچھ نیں ہور سب ہے۔ واں کچھ نیں ہور سب واں تی آتا، جاں کچھ نیں واں کیوں کوئی جاتا۔ اس کچھ نیں میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے تو سمجھ اب کچھ۔ جاں کچھ نیں واں کے نور کا رنگ کالا، اس کالے میں کون دیکھتا اجالا۔ فنا ہوے باج وہاں رہیا نہ جاے، یہ بات کیسے کہیا نہ جاے۔ مورک کیا سمجھے گا یو مت، بمعنی فنا ہونا ہے نہ بصورت۔ دونو جہاں تی گزرنا تو اسٹھار آشنائی کرنا۔ خدا کے ذات بی کس پہ نظر نا اچھنا۔ اپس کی اپس کوں خبر نہ اچھنا۔ اپس تے بے خبر اس تے باخبر، لازم یوں آتا ہے عاشق پہ۔ حضرت کو جب رات معراج کی بڑائی دیے، خدا کوں دیکھے بغیر کس پہ نظر نیں کیے۔ جب سوں لگیا کام، اس کا چہ اچھنا فام۔ یو فام تھا تو یو بڑائی پاے، یو فام تھا جس حد لگن آے۔ یو فام تھا تو حبیب کہواے۔ یو فام تھا تو خدا کوں بھاے۔ رسول ہوے، قبول ہوے۔ صاحب ما زاغ البصر وما طغیٰ و صاحب ما ینطق عن الھویٰ۔ یعنے کسی بات میں اپس کوں میانے میان نیں لایا، وہی بولیا جکچھ خدا نے فرمایا۔ رسول اسیچے ناؤں دیا، رب العالمین خدا کے امر امانت میں اپنی نفس کو دخل نیں دیا، جو کچھ خدا نے کہیا سو کیا۔ بیت :-

جسے ہے عقل وو ہر بات کوں سنبھال کہے
جو سو برس کو ہوے گا سو وو آنال کہے

کرامت کتے سو عقل تمام، جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔
عقل تی ہوا سب حلال ہور حرام، عقل تی پکڑلیا فرق خاص ہور
عام۔ عقل تی رکھے ہر ایک کا نام، نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام
شیشہ ہور جام، پستہ بادام، صیاد دام، صاحب غلام۔ یہ کچھ عجب
نقل ہے غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔ سو اس عقل پادشاہ
کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک
فرزند تھا، کہ اُس کا جوڑا دنیا میں کہیں نہ تھا۔
واصل کامل، عاشق عاقل، عالم عامل، نانوں اُس کا دل۔
دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلاوری سب علم
تے اسے حاصل۔ فرد :-

کرے نت دل یو نازش عقل جیسا کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لایق، سب پر فایق۔ بات میں قابل، سب میں
فاضل۔ سو ایک دیس اس عقل پادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ
ظل اللہ، حقیقت اگہ کے دل پر کچھ ایا، اپنا اندیشہ اپس کوں
بھایا۔ سو اس دل شاہ زادے کوں، اس ماہ زادے کوں،
اس مستغنی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں، تن کے ملک
کی بادشاھی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا۔ سو فراز کیا، ممتاز
کیا۔ بیت :-

عقل دل کوں دیا ہے پادشاھی عقل دل کوں دیا عالم پناھی

سر چھتر چھایا، تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ھات میں تن
کا ملک ایا، ٹھاٹھ سے ٹھ، کونجے کونجے، بازارے بازار اپنی دولت

پھرایا - تن دل کا فرماں بردار، جوں نفر خدمت گار- بیت :-

خبر دنیچہ کوں معلوم ہر ایک منزل کا
نقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا

جدھر جدھر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بی اتا۔ نوے نوے قانون دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لگیا۔ دل جان، دل عاشق دل کوں شراب کا بھوت دھیان۔ چتو سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تل - شراب اسے بھوت بھایا تھا، شراب پینا اسے ایا تھا۔ پادشاہاں کو سبھے کرنا واجب ہے عدل انصاف پر، پادشاہاں کو شراب پینے کا کیا ڈر - پادشاہ کوں عدل انصاف بغیر ہور کچھ پوچھ بچارنا ہوسی، پادشاہ شراب پیا، گناہ گار نا ہوسی - پادشاہاں کوں خدا نے پیار کرلئی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد پادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے - پادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا میں کیوں رہا جاے، دوسریاں کوں دنیا کیوں بھاے۔ دنیا کوں لوگ منگتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ جھک جھک کر حسرت سوں مرنے خاطر - پادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے، خلق کا دل توڑے - خلق آزردہ ہوا، دل پژمردہ ہوا، خلق میں تی گرمی گئی خلق افسردہ ہوا - پادشاہاں خوشی پر آئے تو خلق کوں بی خوشی بھاے - ہر ایک کوئی دو پیالے پیا، پادشاہاں کوں دعا کیا، دو دیس کی دنیا محظوظ ہو جیا - جان تازا، ایمان تازا تو سب جہان تازا - پادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس کے دور کے لوگاں اپس تے خوش حال اچھیں، اپس کوں بھوت منگیں اپنے فدا ہو دیں ہر ایک تھا، ہنے

رکھوال اچھیں ۔ اپنا دل شاد کریں، انپس کوں دایم یاد کریں ۔ کہ ہمارا
پادشاہ ایسا ہے ایسا ہے، جیسی تعریف کریں گے اس تعریف جیسا ہے
تا دور قیامت اپنے دور کی بات ہونا، انگے کے لوکاں جکوئی سُنے
تو شہ مات ہونا ۔ شراب سب کیفاں کا پادشاہ کیف، جاں عاشق
بیر معشوق اچھے وہاں شراب نا اچھی تو بڑا حیف ۔ جوں نمک
نیں سو کھانا، بے نمک کھانے تی آدمی نے کیا سواد پانا ۔ جوں جوت
نیں سو گھر، جوں مٹھائی نیں سو شکر ۔ جوں معانیں سو بات، جوں
نحادت نیں سو ہات ۔ جوں پانی نیں سو ٹھوا، جوں سبزہ نیں سو ہوا ۔
جوں حسن نیں سونار، کاجل نیں سو سنگار ۔ دیوے میں بتی نیں سو اجالا
کیوں پڑے گا، شراب میں مستی نیں دو شراب کیوں چڑے گا ۔ جس
کام میں نیت ثابت نیں وو کام جس کیا دے گا، دل میں تقوا چ نا اچھے
تو مشقت کس کیا دے گا ۔ پانی نیں سو چشمے پر گئے تو کیا پیاس جاتی
ہے، ہزار کیف کھاے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی ہے ۔ یو بات
خدا جانتا ہے آپیں آپ، عاشقاں کو شراب منا کرنا بڑا پاپ ۔ عاشق[1]
مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے، عاشق میں گناہ کبیرا سو یو ہے ۔ عاشق
کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے ۔ یہاں عشق ہے عاشق کا عاشق پر
کرم ہے ۔ عاشق ہور دل سخت، یو تو عجب تماشے کا ہے وقت ۔
عاشق کا دل نرم اچھنا، عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا ۔ اگر عاشق کوں
عاشق نہ پچھانے، تو بیگانا بے درد بچارا کیا جانے ۔ یہاں جانتا پھول

---

[1] عاشقاں ۔

مارتا تو پکارتے، ان جانتا پتھرے مارے تو وم نیں مارتے۔ جیسے بجیسے ظاہری زور ہے، ان جان تے کا علاج کچھ ہور ہے۔ جوں فارسی میں بولیا ہے کہ :-

گر نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤخر

شراب معشوق کا مشاطا، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا، محبت کوں بڈھاتا، جکوئی عاشق ہے اُسے شراب بھوت بھاتا۔ شراب عاشق ہور معشوق کے دل کے شک دور کرتا، شراب دونوں کوں محبت میں چور کرتا۔ شراب پیے پچھیں دل میں کچھ خلاف نیں اچھتا، شراب پیے بغیر دل صاف نیں اچھتا۔ دنیا کا لذت تو یو شراب، شراب نا اچھے تو عاشقاں کے انگے دنیا سب خراب۔ شراب ہرگز غم کو آنے نیں دیتا، شراب خوشی کو دل میں تی جانے نیں دیتا۔ شراب عشرت کا سنگاتی، جہاں شراب وہاں عشرت آتی دل کی تاریکی جاتی۔ دل پکڑتا صفا، شراب پیے تو عاشق کوں بھوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے، اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے سخاوت پہ آنے تو شراب پی، اگر منگتا ہے رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے معشوق سوں حظ پانے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے حسن کا نظارا کرے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے تو شراب پی۔ اگر کچھ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔ اگر خدا کوں انپڑے منگتا ہے تو شراب پی۔ بھلے دلیاں بی شراب نوش کیے ہیں، بو تیز آب نوش کیے ہیں۔ شراب

مرکب ہے محبت کے بات کا، شراب ہادی ہے اس گھات کا۔ شراب آرایش بزم پادشاہی، شراب اسرار خلوت خانۂ الٰہی۔ عین خوشی میں اُسے بسرتا کی، عمل برے تکو کر ڈرتا کی۔ جہاں خوب نیست ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں، کم حوصلاں کوں ڈراتے کہ یہ بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل وجان، ہور تو بی عاشق ہے تو عاشق کوں پہچان۔ شراب کوں اتال حرام کہتے ہیں سخت، ولے حلال تھا علیٰ پیغمبر کے وقت۔ ایتی شراب کی منائی، آخر بھی فعل پہ بات آئی۔ برا فعل منا ہے نہ کہ شراب، عارفاں سوں جہل منا ہے نہ کہ شراب۔ شراب نا پی کر جو برے فعل کرتے وہاں نیں ڈرتے۔ بیت:۔

از حسد امروز زاہد میکند منع شراب
ورنہ کے این نامسلماں راغم فرداے ماست

عالم خارج شراب ہزار گناہ کرتا، جوں جیو کو بھاتا، وہاں کوئی منا کرنے نیں آتا، وہاں چپ رہیا جاتا۔ کیا تمام تاکید شراب پہ پچھ آیا ہے، باقی گناہ سب بخشتے کر کوئی لکھ لایا ہے۔ سواد کے گنہ سب اپیچ کرنا، دسریاں کوں ڈرانا ہور اپے نا ڈرنا۔ خدا نے بخشیا کیا کر، خدا کے فرمودے میں بی ایتے مکر۔ دو دیس کی دنیا یاں کوئی کیتا جوڑے گا، گناہ کرنے کو نین چھوڑتے سو ثواب کرنے کوں چھوڑے گا۔ لوکاں لوکاں کے مال پہ اور جیو پہ کھڑے ہیں، شراب نے کیا کیا شراب کے دنبال کی پڑے ہیں۔ آپے پیا دسریاں کوں منا کرنا، یاں انصاف ہے خدا کوں نا بسرنا۔ اپنے گناہ کا اپس کوں اچھنا فام، دسریاں کے گناہ سوں کیسے کیا کام؛ دوسرے کی تقصیر کا حجت اپس پہ نا ہسی، کسی کے

گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی ۔ ہر کوئی اپنا ثواب اور گنہ پہچانتا ہے اپنا جواب اپنے دے جانتا ہے ۔ اگر کوئی دوزخی اچھ دگر کوئی بہشتی تجے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی ۔ تجے کا ہے کوں دسرے کی ذکر ، توں کچھ اپنے عاقبت کی کر فکر ۔ غرض آدمی میں جہل نا اچھنا آدمی میں برا فعل نا اچھنا ۔ صراحی کے گردن پہ گنہ کا بھار نہ دھرنا ، آدمی برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا ۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے ، توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے ۔ یو بول یاں کیوں رہتا ہے ، جوں فارسی میں کہتا ہے ۔ مصرعہ :-

از شیشہ ہموں برون تراود کہ دروست

کہتا کہنا درا درا ، خوب سوں خوب برے سوں برا ۔ اپنے برے ہو کر کرتے برے کام ، میانے میان بچارا شراب بدنام ۔ ہور بہانا کیا کہ شراب پیے تو یوں ہوتا ، یو تلخ آب پیے تو یوں ہوتا ۔ شراب پہ ہزار ہزار تہمت کرتے ، اپنے بُرے فعل کوں سو صبرتے ۔ اگر کوئی سمجے تو اس سوں بات کیا جائے ، ایک بات کوں سو دھات کیا جائے ۔ شراب کے منا کرنے میں ایک رمز ہے کوئی پاوے ، یو بات کسے سمجھانے کی نیں مگر خدا سمجا وے ۔ اگر دانا ڈر یا دل پاک کر پیوے شراب ، تو نادان دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں ، عالم کوں کرے خراب ۔ شراب تو خوب ہے ، ولے ستمی اُسے برا بول کر ڈراتے ، منا کرتے حرام کہتے توبہ کراتے ۔ عام خاص پہ منا کا حکم آیا یو عالم جانتا ہے ، پچھیں جیکوئی راز جانتا ہے ، امر پچھانتا ۔ سو پچھانتا ہے ۔ اگر اس میں

کچھ خدا کا راز نا اچھتا تو اہل راز اس پہ مایل نا ہوتے، اگر اس راز کو نا سمجھ کر یو کام کرتے تو کامل نا ہوتے۔ اگر کسی انسان میں کچھ خام ہے، تو دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔ خدا منا کیا سو برسے فعلانچہ خاطر، اس نا معقولاں کے جہلانچہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے، عرق اور اس میں کیا فرق ہے۔ دریا ایک بندقی آلائش نیں پاتا، ولے دریا تیرنا کھے آتا۔ جاہل سوں ایک بات عارف بولے گا تو وہ بولے گا دس، شراب پیے گناہ کیے خدا بخشے گا بولے تو بس۔ نیں تو اس حلال کوں حرام نا کرتے، عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے۔ انیم حلال ہور شراب حرام، یو کیا عارفاں کا ہے کام۔ مصلحت کچھ ہے اس میں وہیچ سمجھے سمج ہے کچھ جس میں۔ تمام مستی کوں حرام کیے ہیں، کیا جانے کیا خام کیے ہیں۔ یوں کہے تو ان مستی ہے۔ زور کہے تن مستی ہے۔ عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے۔ خدا کچھ دیا تو دھن مستی ہے۔ شراب کی مستی کون کیے منا، اس مستیاں کوں کیا کنا۔ یو نہ زید بولیا نہ عمر، مرتضیٰ[1] کا قول ہے کہ سکرالحکومۃ سکو من سکرالخمر۔ یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی تے زیادت ہے۔ بڑیاں کا بول الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کسی کچھ نا کہیا۔ کدھر کے بے بات بری خیلچ پر آتے۔ بدنیتی ہور جہلچ پر آتے۔ برا فعل حرام ہے۔ باقی سب حلال، کھانا پینا اند کرنا محفوظ اچھنا

---

[1] ؟ نفس

نیکی کوں ہرگز نیں زوال ۔ اگر چہ بحسب ظاہری شراب پینا گناہ ہے۔
ولے گناہ کوں بی خدا کے بخشش کا پناہ ہے ۔ خدا کا ناؤں غفار ہے،
غفار کا کیا معنا ۔ گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہاوتا ۔ بولیچ ہیں کہ بندہ
گنہ گار، خدا بخشنہار ۔ ولے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کیے ہیں۔
اس گنہ کوں بھوت پیار کیے ہیں ۔ عاشقاں کوں خدا پر جو بی اتنا
پیار ہے کہ یو معقول، گناہ خدا بخشنہارا ہے ۔ ناپاکاں کنے شراب
جاتا تو ناپاک ہوتا ہے ۔ پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے ۔ شراب
بھوت بری چیز ہے ۔ کوئی سٹے گا تو پتھر ہوسے گا مست ۔ بجاگ
ہوتا تو یو آگ پیا ۔ اس کام کوں پولاد کا ہوتا سینا ۔ اپنے فعل پر
کوں نیں کر سکتے ۔ شراب کوں برا کیا خاطر کتا ۔ مرد ہوتا جو اسے
ہضم کرے ۔ اس سوں بزم کرے ۔ جبکوئی پاک پورا ہوتا، اسی یو
شرابا طہورا ہوتا ۔ دانا کوں یہاں کیا چارا، ناداں کی سمج میں اندھارا
سمجیا سو پایا، نیں سمجیا سو گنوایا ۔ جبکوئی اس شراب کی مستی نیں سمجیا
سو اس شراب کی مستی کیا جانے ۔ جبکوئی اس شراب کا بھید نیں پایا
اس شراب کوں کیا پچھانے ۔ شراب کوں آپے پینا نہ یوں اچھنا کہ
شراب آپ کوں پیوے ۔ جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے
گھاس آگ کھانے جاوے تو جلنا، مچھلی خشکی پر پڑے تو تلمنا ۔ مچھی
ہتی کا بھار اچا سکتی ہے ۔ تیتوری بھری کا زور لیا سکتی ہے ۔ کنکر
ڈونگر کی برابری کرے گا، تارا چند سوں ہم بھرے گا ۔ دیوا آفتاب
کی سنمکھ آوے گا شرار شعلے پر موں بھاوے گا ۔ شراب پر ہر کوئی
ہم نیں بھاتا، شراب پینا سب کسے نیں آتا ۔ شراب حسن کا زر ہتا ہے،

مے خانۂ عشق کا مدنیا ہے، عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سننا
شراب پینا ہے۔ عاشق جو کچھ مے خانے میں پایا، سو کعبہ میں زاہد کے
بات نیں آیا۔ عاشقی مصاحبت ہور یاری، عبادت بندگی ہور خدمت گاری
محبوباں ہیں سو صاحب کی گود میں سوتے، چاکراں ہیں سو ہات جوڑ کے
کھڑے ہوتے۔ نفر جیتا بڑا ہوا بی محبوبی کا ناز کچھ ہور ہے، یو یار
کچھ ہور ہے۔ سر پچھاڑ لیتے ہیں، تو بی کیا کچھ کسے دیتے ہیں۔ کیتک
محبوب ایسے ہیں، مطلوب ایسے ہیں جو دے بھی نیں لیتے ہیں۔ بر در
ہور در پر، یہاں آسمان زمین کا انتر۔ یو ہر یک مراتب کا ہے مقام
ں مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کیا غام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب
وں خو بیچ کر جانتا، دسرے کے مراتب کوں یکایک نیں مانتا۔ یو ظاہر
کا مراتب نیں جو کوئی دماے بجاے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں
دکھلایا جاے۔ عاشق ہور عابد کا مراتب دسنا قیامت پر موقوف
ہو ہے، اجہوں بات پردے میں ہے، روایت نہ موقوف ہوا ہے۔
عاشق کے مراتب پر کون کھڑا، عاشق کا مراتب سب مراتب سوں بڑا۔
عاشقاں یو شراب بہوت غام سوں پیتے ہیں، بہوت احترام سوں پیتے
ہیں۔ جوں شیشہ حلق لگن پیٹ میں شراب بھرتا، ولے بدمستی نیں
کرتا۔ جوں پیالا دسریاں کوں چرتا، وے آپے بدمست ہو نیں پرتا۔
جوں خم لبالب شراب سوں بھریا ہے ہور مست گم، شراب پیویں گے
اس وضا، تو شراب پینے کا پاویں گے مزا۔ یارے جوں حقیقت کی
شراب میں تے منصور ایک قطرہ پی کر انا الحق کہوایا، بعضیاں نے
ناں خالی کیے ولے کوئی راز بھار نیں بتایا۔ جنے یو پیالا پیا اُنے

یو اسرار چھپایا ۔ محمد کوں کیا یو پیالا نیں آیا، محمد دریا تھا محمد ہیں سمایا ۔ اتناچ اشارہ دکھلایا انا احمد بلا میم ۔ یو باب عاشقاں ہیں چن آی یو اسرار ہے قدیم ۔ یعنی احمد ؐ جو میم گیا احد ہوا، پاک ہوا صمد ہوا ۔ یو راز کی بات جو مرتضیٰ علیؓ کو دے سر بھا کر بولے تھے پہانی ۔ تو کہتے ہیں اس وقت لہو ہوا تھا سب اس کو دے کا پانی ۔ یو سماؤ یو گنبھیری انوچ کوں سہاوے ۔ کم ظرف آدمی تے یو کام کیوں ہو آوے ۔ یو حوصلہ تھا توانو کوں شاہ ولایت سکتے ہیں، بزرگی انو کے ہی نہایت سکتے ہیں ۔ جن دلی نے ولایت کی تشریف پایا، اس کی تشریف پہ شاہ ولایت کا سکہ آیا ۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کیسے نیں آتی، یو بزرگی باٹ ہیں نیں پڑی ہر کسی دی نیں جاتی ۔ القصہ ایک رات دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے کماچ طنبور قانون عود منگا کر، مطربان خوش سرود بلا کر، دف داؤرا چنگ رباب سوں بے حجاب سوں دو چار پیالے شواب کے پیا تھا ۔ ارکان دولت، ندیم، شاعر، قصہ خواں، شہ نامہ خواں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر مجلس تھے، مجلس کیا تھا ۔ جس کا راگ اسم ہے، دو عشق کا جسم ہے ۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں ایمان ہے ۔ اس ٹھار عاشقوں کو شک لیانا کافری ہے، بے دردی، بے روشی، بد گوہری ہے ۔ عشق کی صورت دلے پکڑنے لگے تو ہات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی ۔ دل کی انکھیاں

سوں دیکھے تو دیکھے ہی جاتی ۔ عاشق کوں آگ ہوجاوے عاشق کا دل نرم، یو تو باد سموم بہوت گرم ۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر ۔ بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں پاڑے ۔ ہنستے کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر پچھاڑے ۔ راگ ہوئے میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا۔ ہانکاں مار مار روتا، پکار پکار روتا ۔ سینا پھوڑ دل کو آگ لگتا، وے سنتے سنتے ہرگز جیو نیں بھکتا ۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے ۔ بیت

سرود چیست کہ چندیں فنون عشق در وست

سرود محرم عشق است عشق محرم اوست

بادے اس وقت یکایک عین مستی میں، بادہ پرستی میں، فراخ دستی میں، اس کمال ہستی میں ایک قدیم ندیم بہوت لطافت سوں، بہت فصاحت سوں بہوت بلاغت سوں بات کا سو رشتہ کاڑ کر ایک تازے آب حیات کا قصہ پڑیا۔ وے پڑتے وقت اس قصے کے مستی چڑی سو آپے ہی ٹک گر پڑیا۔ دل کھولیا، بات سنا تھا سو بولیا۔ کہ جکوئی یو تازا آب حیات پیوے گا، دسوا خضر ہوے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔

اس آب حیات کی ایک بات ہے، یو خدا آب حیات ہے۔ جکوئی دھایا ہرگز زوراں سوں کنے نیں پایا۔ یو خدا کے ہے ہات، اس آب حیات کا جیو ہے یو آب حیات ۔ آب حیات کوں جو پیئے گا دنیا میں جیونا اسیچ کا ہے،

جکوئی یو آب حیات پیا، نیں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھیا کچھ نیں کیا عبث جیا۔ جس کے دل میں یو نیں طمع[۱]۔ کیا اس کا جیونا کس جیونے میں جمع[۲]۔ جس کے آب حیات سوں تر ہوئیں گے لب، حیران ہوسے گا تماشے دیکھے گا عجب عجب۔ اُن آب حیات نے اس آب حیات کا رکھیا ہے لاج، بنی ہور ولی سب اس آب حیات کے محتاج۔ اس آب حیات کی بات کا اثر بھوت دھات سوں دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے سر چڑیا، دل بادشاہ اس آب حیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا بیتاب ہو پڑیا کام ایسا کھڑیا۔ بیت :-

ناؤں سنتیج دل ہوا بے تاب باس اُنیج میں چڑیا یو شواب

دل بھو تیجہ طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا۔ بات سنتے اس حال کوں آنپڑیا، عاشق تھا بچارا بیگیچ سنپڑیا۔ اس فکر ٹے گھٹیا، بادشاہی کا سکّہ سٹیا۔ عاشق تھا تمام، آخر اس حہ لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آب حیات کا۔ دل اُس آب حیات کوں مطلق منگتا ہے، الحق بر حق منگتا ہے۔ ناؤں تے اثر چڑیا، نیں تو چپ ہلاک ہونا کیسے کیا پڑیا۔ اس ناؤں میں ایتا زور ہے، تو دل کے دل میں یو شر شور ہے۔ جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا، تو کوئی کسی کوں منگنا۔ کوئی کچھ بی لطافت دھرتا ہے، تو ایکیں کے دل میں

---

[۱] طما۔ [۲] جما۔

ٹھار کرتا ہے۔ پولاد کے ٹانکیاں سوں تھ اپنا کھڑیا ہے تو ہر ایک کوئی اسے منگتا نیں تو کیا منگنا مفت پڑیا ہے۔ یو بات کھیل نیں بہوت مشکل، کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو ریجتا ہے دل۔ نیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا عاقل ہور یوں ہوتا دیوانا۔ بیت

ہوا دل بہوت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے
یہ دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، یہی اپسکوں سنبھالیا ہے شاباش رحمت۔ دل میں تے اٹھے جھال، کیوں کر رکھے سنبھال۔ بیت :-

عاشق ہے اس کوں عشق اپنا ہے عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا دغا کھاتا۔ آزمانے لگئے تو سواد تٹتا لذت کم ہوتا، نیں آزمائے تو یو بلا آتی دل درہم ہوتا۔ بارے یو کہے ہے خام، عاشق پر صبوری ہے حرام۔ صبوری کا ناؤں لیتے جیو جاوے، عاشق تے صبوری کیوں کر آوے۔ بے صبری عاشق کی صفت، بےتابی عاشق کی عزت۔ تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام۔ سعدی نے بولیا ہے عشق میں ایسی چال، نہ صبر دہ دل عاشق نہ آب دہ غربال۔ عشق بےتاب بے آرام ہوے تو خوب، عاشقی ٹک بی بدنام ہوے تو خوب۔ بدنامی تے عشق میں کچوانا خامی ہے، یو بدنامی نیں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں ٹھمک عشق کا

یہی ہے نشان بچار، جیتا پنہاں کرنے جاے اتنا ہوے آشکار۔
سب کا حال ظاہر ہو آیا، کوں عاشق وو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو
شیریں فرہاد، یوسف زلیخا، لیلیٰ مجنوں، انو کا عشق فاش ہوا تو۔ تو
حکایتاں چلیاں آ جنوں۔ عشق کوں کوئی چھپا کر ٹھاریا ہے، آفتاب
کوں کوئی بغل میں ماریا ہے۔ آگ میں کوئی باندھا ہے گھر، غوطہ
مار کر کون رہا دریا بھیتر۔ عشق ہرگز نیں چھپتا، چھپانے کتے
سوں، باتاں ہیں، حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔ یو آگ! اس آگ
کوں کون دل میں چھپایا ہے، آگ کو دل میں چھپانے کا علم کسے
آیا ہے۔ عاشق کا دیوانے ہو ناچ کام، پیلاڈ جگچھ ہوسے گا سو خدا
کو نچہ فام۔ عاشق جو جیو لگتے دنت اندیشے پر آیا، عشق کا لذت
گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں لہنا نیں، اتال بات کہنا نیں۔ عشق
میں آیا ڈر، پیچھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈرسے گا، کیا بچارا عشق
کرسے گا۔ جس میں اچھے گا فام، ایکہ دل کیوں کرسے گا وو کام۔
رن میں گھنسے پچھیں لہوا ہور تیشا کیا، عاشق ہوے تو ہی اندیشا
کیا۔ اگر جیوتے ڈرتا، تو کی عشق بازی کرتا۔ جاں نیں ڈر
وہاں دلبر، جاں ڈر وہاں خطر، ڈر میں گھر، بر میں دلبر۔ کون ایسا
عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نیں جانبازی۔ عشق کھیلے نیں
سو دیوانے، عشق کا کھیل کھیں کر جانے۔ القصہ دل پادشاہ
عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بہوت بے دل
ہوا دل پر کام مشکل ہوا شہر سب حیران، گھر گھر
لوکاں پریشان۔ جیتے جتنا دوڑے، سو گرداں ہو کر سب

سر چھوڑے ۔ پیشوا دبیر، امیر، خاں، وزیر، کوئی کر نیں سکے اس کی تدبیر ۔ بیت

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہوے درہم

ویسے میں دل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں صاحب سپاہ کوں خصوص ایک جاسوس تھا ۔ اس کا ناؤں نظر، سب ٹھاؤں اس کا گذر، سب جاگا کی معلوم اُسے خبر۔ صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت، عقل بھوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے ۔ کوئی نہ جا سکے وہاں جاوے کوئی خبر نیں لیاتا سو خبر لیاوے ۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے، ہر روز ہزار ہزار شاباشاں لیوے ۔ بیت :۔

گھر دھنی وو چہ جیں کوں گھر ہے خوب
وو چہ صاحب جسے نفر ہے خوب

سو وو نظر جاسوس دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے حضور آکر، سراکر، تعظیم کر، تسلیم کر ۔ بھوت ادب سوں ایک سیب سوں بولیا، بات کا مایا سب کھولیا ۔ کہ اے دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ دل کوں دکھہ گھٹ، تھوا نکوسٹ ۔ خدا سو پر دھرتا، فکر کی کرتا ۔ بیت :۔

بھائی ہے اسے نفر نہ کہیا جاے
اُپڑے پر جکوئی نفر کام آوے

جیتانکوں تو کستا، اس کام پر کوئی نیں دھنستا۔ اس کام پر آتال میں راضی، دیکھ میری جانبازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کوں میں جاؤں گا، جدھر تدھر ڈھونڈ کو توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاؤں گا۔ بیت:۔

کہینچا ہے دل کوں عشق نے، اب دل کوں کچھ چارا نیں
عاشق کوں کوئی گیتا رکھے، کس تے دھنہارا نیں

تو منگتا سو آب حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی، اگر یو آب حیات دنیا میں نا اچھتا تو نا دیتا کوئی تجھے یو بدھائی۔ ندیم یو پڑتے وقت میں کیا فام، کہ یہاں تو کچھ ہے دام، ولے آخر ہو نہارا ہے یو کام۔ بادشاہوں کا دل جگا جوت ہے سب ٹھار جیوتا ہے، بادشاہاں کے دل پر جکچھ گزرتا ہے سو ہوتا ہے۔ بادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیانا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر ویتا دلاتا۔ باطن میں تو خداچ آیا سکتے، ظاہر خدا کا سایا سکتے۔ جاں بادشاہ کا دل جا سکتا ہے، دانتے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے، دسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے اگے کیا دیے گا، ایک بول کتاب کے اگے کیا دیے گا۔ جیتا کوئی دوڑے جدھر، دنیا میں نظرہ کدھر۔ یو مراتب پاے، جو خدا کے خلیفے کہواے، جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سوں خدا کوں سمجھیا، جنے خلیفے کوں نیں سمجھیا اونے کیا سمجھیا۔ جکچھ پانا ہے سو یہاں پانا ہے، دھونڈتا سو دیوانہ

ہے ۔ آرسی ہات میں ہور موں دیکھنے نیں آتا، کھیسا کمر میں ہور نقد لینے نیں پاتا ۔ جیتا ہے ہور جینا فسریا، دریا میں پڑیا ہور پانی پینا فسریا ۔ سر میں پھول اور دماغ میں باس نیں آتی، دل میں خنا بھریا ہور بات سچے نیں جاتی ۔ معشوق گھونگٹ کھولیا اونے انکھیاں جھانکیا، یار لٹ پٹ ہوا یو ڈر کر بھاگیا ۔ ظاہر خلیفاپج کنا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو بات کنا منا ہے چپ رہنا ہے ۔ یو بادشاہاں بہوت بڑے ہیں، بہوت بڑی جاگا کھڑے ہیں ۔ انوں سوں بے ادبی سوں پیش آنا نابود کی نشانی ہے، انوں سوں بدنیتی کرنا مردود کی نشانی ہے ۔ ظاہر باطن انو سوں صاف دل اچھنا، رات دیس انوں کی دعا سوں ل اچھنا ۔ انو کی خدمت عظمت ہے بڑا ثواب ہے، یو عظمت بخش ہیں یہاں فتح یاب ہے ۔ شاہاں کے وجود کا شرف موجود یچہ جانتا، جس میں کچھ بی بود ہے وہیچہ پہچانتا ۔ بارے د پادشاہ عالم پناہ نظرتی تقوے کی یو بات سنیا، امید کے چمن میں تے گد بھر بھر پھول چنیا ۔ فرد :-

من کے چمن میں باؤ آ پھل کے ہے غنچہ آس کا
ڈالیچہ پر پھول ہنس پڑیا امید اب ہے باس کا

خوش ہوا جیو نیں دھیا، نظر جاسوس کوں شاباش شاباش کہیا ۔ گلے لایا بہوت منت کیا، خدا کے درگاہ امیدوار ہوکر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبر لے کر بیگ آ ۔ کہ یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے، خلاصی ہور خدمت گاری کا وقت ہے، دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے ۔ تاخیر نکو کر، اس کام کوں تقصیر نکو کر ۔ س

کام پر جد دھرے گا، تو خدا جی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آپنگی بر میں، دایم خوش اچھیگی تیرے گھر میں۔ مبارک سے جاگے تیرے نصیب، کہ فتح من اللہ و فتح قریب بیت:۔

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھے تو خوب ہے
صاحب سوں اپنے یک چھت یکدل اچھے تو خوب ہے

جاسوس نظر دل پادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم اگے دھر روانہ ہوا، اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں باد کیں اوٹھیا کیں گریا، جاگا جاگا دھونڈیا عالم سب پھریا۔ جس وقت جس ٹھار گیا جب، تماشہ دیکھتا عجب عجب۔ بیت:۔

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن دو گھر میں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر میں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے، جوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد:۔

صد تجربہ شہ حاصل درراہ بہر گامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

چت اس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا اس شہر کے عمارتاں جیسیاں کسی شہر میں کوئی آج لگ نیں بنھایا۔ کہ اس شہر کے آس پاس، تمام پھلواری تمام پھولاں کی باس۔ لوگاں سب واں کے ادب دار تمیز دار، نیک بخت برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت نیک کردار، پردیسی کوں آئے گئے کوں بہوت کرتے پیار۔ فرد:۔

دنیا دغاباز ہے بہوت اوباش ہور حیلیاں بھری
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گہری

نظر، وہاں کے لوکاں تے لیا خبر۔ کہ یو ٹھاؤں کیا ہے، اس شہر کا ناؤں کیا ہے، وہاں کے لوکاں ہوے یک کولے، سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت ہور اس شہر کے پادشاہ کا ناؤں ناموس نظر اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ آخر یو کام کیوں ہوئے گا، اس کام کا سرانجام کیوں ہوے گا۔ بیت :۔

خدا مدد ہے اُسی کوں جے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کوں اپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

میں تو جوں تیوں وہاں تے یاں لگ زمیں چکلیا، منم کو نکلیا بہوت ہم کو نکلیا۔ ایتاں خدا شرم رکھے۔ خدایو نیم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کو ٹک ایک رہ کر عقل سوں اپنے دل میں کچہ لیایا، دل کوں سمجایا وہاں کے بڑے لوکاں کوں میانے بھایا۔ ناموس پادشاہ عالم پناہ سوں جا کر ملیا، اپنے کام خاطر بہوت بلبلیا۔ ناموس پادشاہ اسے دیکھ کر اس کی ادا دیکھ کر اس کی روش دیکھ کر بہوت خوش ہوا ہنسیا ہلیا غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ فرد :۔

ادب ہے جس میں تواضع ہے جس میں وہ مرد ہے
وہ کچھ یو جس میں نہیں ہے وہ مرد سر دد ہے

دود تھا سو اسے اپنے نزدیک بسلایا، پوچھیا کہ تو کون

ہے تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تے آیا۔ بیت :-

جکوئی کس کنے آوے غرض عرض کوے
وہی بھلا جو غرض وو اپس پو فرض کوے

لاج سٹ کر منگتا منگنہارا، دینہارا نیں دیا تو شرمندہ ہوتا بیچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں کہے ہیں دھرم شرم، بے شرم گھرے گھر منگے گا اسے منگنے کی کیا شرم۔ اسے خوش لگیا ہے منگ لینا، دلے کوی کیسے کتا دینا۔ گنج قارون اگر اچھے گا تو بی دیتے دیتے سرے گا، ولے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نا بھرے گا۔ جیو گدا اس کا چلنچ ایسا سدا۔ شرم کوں نیں پچھانیا، منگتا ایک ہنر کر جانیا۔ جاں گیا وہاں کچھ منگ لیا، کنے دیا کنے نیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست، بھی اپنی وہیچ عادت۔ اس بات پر یو بات بی آئی، کہ علت جاتی ولے عادت نیں جاتی۔ خوب لوکاں کو خدا ہور خدا کے خلیفہ کی آس، عار آتی منگتے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگتے جیو پر آتا، ایسے لوکاں تے کس پاس منگیا کیوں جاتا۔ کسن کا بیڑا پان قبول کرنے کا نیں تاب، ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب خدا نا کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے کیں، تربی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نیں۔ خدا کا خلیفہ قسمت کرنہار ہے، اگر یاں منگے تو بارے منگنے کی ٹھار ہے۔ عیب نیں ہے منگنا اس ٹھار، بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ بادشاہاں پاس حق ہے سب کا منگیا جاتا ہے، خدا دلاتا ہے تو یاں تے کچھ آتا ہے۔ کہ جیسے دیکھے دنیادار، منگنے کھڑے رہے ہات پسار۔ صاحب صاحب

کہتے پھرتے آس پاس، جانو یو پہ صاحب اسیچکے چاکر اسیچکی آس۔
جکوئی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے، بے حیائی پر
دل دھرے، پچھیں ہمت کا آدمی لاعلاج ہوکر کچھ بی دیتا ہے۔ بچارا
کا کرے۔ ایک بار دو بار تین بار مبالغہ چار بار دیا جائے گا، پانچویں
بار ایسے آدمی تے آدمی بیزار ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پر
تے نیں ہلتا، بقول اہل ہند بچنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔ کوئی بھلا
کہو کوئی برا کہو ایتے کوں کس کا کہنا اثر نا ہوے، یو بے حیائی کا
شراب پیا ہے مست ہے اسے خبر نا ہوے۔ در اصل کسی پاس منگنا
بھلے آدمی کو معلوم ہے کہ کیا بلا ہے، دل پہ کیا آفت کیا زلزلہ ہے۔
بلکہ قیامت گذرتا ہے، بہوت مشقت گزرتا ہے۔ ماں باپ بھائی
خدا پاس بی منگنے دل کو ملاحظہ آتا ہے، یکایک نیں منگیا جاتا ہے۔
لاج کے آدمی کوں بہوت آتی لاج، پچھیں ضرور ہوا تو لاعلاج کوں
کیا علاج۔ لوکاں کا یو خام لوکاں کی یو چال اتال، بچارے بھلے
آدمیاں کا کیا حال۔ لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے، بریاں کوں
بھلے کر پچھانتے بھلے آدمی کوں جینا بہوت مشکل دل میں کیتا ہمت
دھرے، خدا سب کرے دلے کسے بھلا آدمی نہ کرے۔ اپنا ہیڑا
آپی کھانا اپنا لہو آپی پینا، تو دنیا میں بھلے آدمی ہو کر جینا۔ برے
پھسلا جانتے دغا دے جاتے، جیوں تیوں کس پاس تے کچھ لے
جاتے۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے واں لگن خوار ہے، برے لوکاں کوں
سب کیں ٹھار ہے۔ بھلا آدمی کیوں بھاوے، گاے قصائی کوں
پتیاوے۔ یو سمجھ نیں در اصلا، دکھن کا ہے یو مثلا۔ جو کوئی آوارا،

وہ بھائی ہمارا ۔ جگوئی کرے ہوٹ ، مار نکالیں نٹ ۔ الٹی چلتی دنیا۔ آ
بھلے لوگاں کی ہوئی خواری ۔ نا اہل پاس جو سوال کرنا ہے ، وو جینا نیں
مرنا ہے ۔ بلکہ مرنا بہتر ہے ، اپنے جیو پہ قصد کرنا بہتر ہے ۔ شرم
کے آدمی کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانے ، جس میں شرم نیں
وہ شرم کے آدمی کوں کیا پچھانے ۔ جگوئی جانتے ہیں اپنے ایمان سوں
رہنے الحیاء تمنع الرزق کے معنے جگوئی جانتے ہیں ، حیا کے لوگ اکثر
رزق کے باب تنگی سوں گزرانتے ہیں ۔ دنیا جھوٹیاں کی ہے ، دغابازاں
کی ہے ، بے ایماناں کی ہے ۔ یو خوبی جانتے ہیں حق کڑوا ہے یو
کڑوا جیسے میٹھا لگا وو بڑا ، اس بات میں پاؤں پھسلتا ہے ہر
کوئی نیں ہوتا کھڑا ۔ اگر کسی میں بات سمجھنے کا مایا ہے ، تو حدیث میں
الحق ومر بھی آیا ہے ۔ اگر تو موں کا رکھنے منگتا پانی ، تو غم کوں کھا
انکھیاں کے انجو پی اے سارے بھلیاں کی زندگانی ۔ اصیل بغیر اصالت
کون پاتا ہے ، بھلے آدمی کوں اصالت سنبھالنے جیو پہ آتا ہے ۔ لاعلاج
کو سکال دو کال ہوتا ہے ، تو مردار بھی حلال ہوتا ہے ۔ بھلے آدمیاں
تے کس پاس منگیا نیں جاتا ، اتوں پر یو واقعہ فاقہ آتا ۔ بھلے آدمیاں
کا منگنا ایک اشارت ہے یا نیں تو ایک بات کرنا ہے ، اتنے میں
کام ہوا تو ہوا نیں تو اس کام تے در گزرنا ہے ۔ پچھیں خدا
چلاوے گا تو جیویں گے نیں تو مریں گے ، بھلے آدمیاں کا کرنا اتنا چہ ہے
بھی کیا کریں گے ۔ دنیا دو دیس کی دکھ اچھو یا سکھ جوں تیوں یاں وقت
گذر جاتا ہے ، واں دیکھیں بریاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات
میں کیا آتا ہے ۔ خدا بولیا سو سچ ہے ، رسول بولیا سو سچ ہے ۔ وہاں

تو بھلے برے کا یو بچ بچار ہوے گا، برا ہوے گا سو عزت گنوائے گا
خوار ہوے گا، شرمسار ہوے گا۔ خاطر لیا بھلے لوکاں کوں خدا
ہور رسول کے بایتچ کا تقوا ہے نیں تو دنیا میں جیو ہی نیں سکتے
یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی اُمید چھوڑے ہیں امید وہانچہ کی رکھتے
بھلے لوکاں اسی تے دنیا چھوڑے ہیں، دنیا تے دل کوں توڑے
ہیں۔ بھلے آدمی کا شکے دنیا میں نا آتے، تو برے لوکاں ایتی
جفا نا پاتے۔ برے لوکاں شہر میں کونچے کونچے بھرے ہیں، برے
لوکاں بھلیاں کوں برے کرے ہیں۔ برے لوکاں بہوت بھلے
لوکاں تھوڑے، بھلے لوکاں سوں بھلا ہو تیو یاری جوڑے۔
جیتا چیے بھی آخر مرنا ہے، ایتے خاطر کیا کرنا ہے۔ جو دکھنی
مثل ہے مرنا مرنا چوکے نا، ایسا مرنا جو کوئی تھوکے نا۔ جنوں
تحقیق جانے کہ پیدا کرنہارا ایک خدا ہے، انو کا راہ روش
انو کا چلنت جدا ہے۔ برے لوکاں اگر خدا ہے کر جانتے، تو
بھلے ہو کر اچھتے برائی کوں پچھاتتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے
برے کاماں ہرگز نہ کرتے۔ خدا ہے کر جاننا بہوت مشکل ہے،
اس کی وحدانیت کو پچھاننا بہوت مشکل ہے۔ جس تے برے فعل
دور ہوے اسے جاننا کہ یو خدا کون ہے کر جانیا ہے، اپس کے
پیدا کرنہارے کوں پچھانیا ہے۔ دیکھتے کے آنگے کچھ کیا جاتا ہے،
دیکھتے کے انگے قدرت کا ماں لیا جاتا ہے۔ جیکوئی کہتے ہیں کہ خدا
سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے علیم ہے کر جانتے ہیں تو یہ ہوتا نیں
یو باتاں ہیں، جاننے گی نشانی فعل نیک ہے دیگر باقی اپنی خاطر

حکایتاں ہیں ۔ بارے ناموس پادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا اس تازے آب حیات کی بات کاڑیا ناموس پولیا کہ اس تازے آب حیات کا قصہ ایک تاویل دھرتا ہے، اک تمثیل دھرتا ہے ۔ ہر یک کوئی آکر نا سمجھکر اس ٹھار بات کرتا ہے، عقل کوں بول لگاتا ہے، فہم پر گھات کرتا ہے ۔ یو بڑا ایک پیکھنا ہے، یہاں اندیشہ کر دیکھنا ہے۔ آب حیات کتے سو وو آب حیات مرد کے موں کا پانی، جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی ۔ اس پانی کی خاطر لوکاں مرتے، کیا کیا مشقت جو نیں سو کرتے ۔

یو سکندر کو نیں ملیا یک جام
زور ہور زرسوں نیں یو ہوتا کام
جوں حافظ طبیعت کا تتا، یو کتا
سکندر را نمی بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نیں، یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نیں ۔ جو پانی ہوے تو حیات خوب، یو پانی ہو تو سب بات خوب ۔ یو پانی کے مانے، پانی دکھیا سو جانے ۔ جیو اس تے پانا یوچہ پرانی ہے، دنیا میں جکچھ ہے سو یوچہ پانی ہے ۔ فرد ۔

دین و دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے
ایمان کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے

کہ کتے ہیں الحیاء من الایمان، حضرت کا حدیث ہے یو تحقیق جان۔ اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے، تو حیا میں آب حیات ہے۔ میں بولیا نشان، آتاں تو سمجھ پچھان۔ کھول کہیا اس بات کے چلیے معنے، آتاں اس پانی سوں تجھ کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے "ناموس پادشاہ"، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ توں مرد ہے، فرد ہے، صمد ہے۔ نیم دھرم تجھ کنے رہتا ہے توں جکچھ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجھے تیری بات کری شہ مات، سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات۔ فرد:۔

آدمی نیں وو جس منے کچھ ناموس ننگ نیں
آدمی نیں وو جس منے آدمی کے ڈھنگ نیں

ولے مدعا میرا کچھ اور ہے، میرے مدعے میں ہنوز شر و شور ہے۔ وو آب حیات جو میں منگتا ہوں اسے کوں پچھانے، کاں اچھے گا سو خدا جانے۔ بیت:۔

چلیا امید کوں امید کون بر لیاوے
وو نا امید ہو آتا امید توں پاوے

"نظر" ناموس پادشاہ کوں عالم پناہ کو سلام کر، کچھ کلام کو چلیا، نشان اس آب حیات کا کیں نیں پایا کر بہوت تلملیا، کام تاخیر ہوا، دلگیر ہوا۔ تبھی یاد کر اس دل کی یادی، خدا سوں لگایا امید وادی۔ جاتے جاتے تلملاتے تلملاتے حیف کھاتے کھاتے، باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان،

دسوا آسمان ہر یک کھورے میں اس کے چاند سورج کا
مکان، ہر یک جھاڑ کی پیل اس پر جوں کہکشاں۔ خیال کا ہاتھ
اس پر نیں انپڑتا، خیال چڑھ چڑھ گر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر
نہیں جاتی، کچواتی بھی پھر پھر آتی۔ جیو نیں رہیا، اس ڈونگر
کے نزدیک گیا۔ وہاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اس جاگا کوں
کیا کہتے ہیں، یہاں کون رہتے ہیں۔ بیت:

خدا کریم ہے سب کوں مکر میں تے کاڑے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں نا پاڑے

انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانا، مشکل ہے
اس ڈونگر پر یکایک جانا۔ ڈونگر پر ایک کہنا بڈھا اچھتا ہے
رات دیں، اس سے پوس ہوا ہے پرمیس۔ اس کا ناؤں زرق
مکر ہور اس میں کچھ نیں فرق۔ نظر کو بہوت تمی طلب
کی آس، باؤ ہوکر ڈونگر پر چڑیا گیا زرق کے پاس۔ اسنے
کہیا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام، اسنے کہیا اے
جواں علیک السلام، علیک السلام۔ یو بے غرض اسے غرض
تمام، خدا کرے تو ہوے یو کام۔ بیت:

یو کاں کا وو کاں کا یو دوتو ہوائی
تماشا عجب ہے نوی آشنائی

زرق کہا کہ یہاں توں کیوں آیا، کون تجھے یہاں لیایا
کون تجھے یو باٹ دکھلایا۔ یہاں کیا ہے تیرا کام، حیران
ہوں میں نیں ہوتا فام۔ نظر اپنے دل کی گانٹھہ کھولیا،

اس تازے آب حیات کا قصا بولیا - زرق کہیا آب حیات کا چشمہ کتے سوں نہ کسی باغ میں ہے نہ کسی کشت میں ہے، وو ایک چشمہ توں کتا سو بہشت میں ہے - توں اس چشمے کوں ڈھونڈتا دنیا میانے، اس کا نشان کوئی کیا سمجے کیا جانے - فرد :-

یو غرضی ہے پوچھے بغیر نیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وو اسے کچھ کتا

غرض اگر تجھے ہونا چہ ہے یو پانی، تو عاشق کے انجھواں میں ہے اس پانی کی نشانی، عاشق کے انکھی کا پانی کیا ہے عشق کی خوبے، اس پانی تے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہوے مسیحا کا دم اس پانی تے فیض پایا، مسیحا اس پانی تے موے کوں جلایا - پانی کے ہر قطرے میں لاکھہ فیضاں ہیں اگر کوئی پچھانے، یو چہ پانی آب حیات ہے اگر کوئی جانے، فرد :-

جو اپنے رونے تے محظوظ ہیں دردمنداں
سو ہنسے نیں پاتے ہیں حظ یو محبوباں

جاناں کس کس لذت بھرے دروناں سوں انکھیاں میں تے پلتا ہے بند ایک ایک، اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ - اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کون رسکھے مٹھائی - کانٹیاں تے پھول کی باس کون لیا ہے، آگ میں پانی ہے وو پانی کون پیا ہے وو بھنورا کاں ہے جو یو باس لیوے، وو پروانہ کاں ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے - یو قطرا ہے بہوت لذت بھرا

ہر قطرے میں سو سو دریا۔ مجھے معلوم تھا سو کیا عرض، آتال توں جانے تیرا فرض۔ "نظر" ہنس کو "زرق" کوں، چیلے کے برق کوں، بولیا ہور توں بی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے، ولے یو مانا پاتا ہے۔ مکر کتے تھے ولے یہاں کچھ مکر نیں دسیا، تمام میٹھا بغیر شکر کچھ نیں دسیا۔ شاباش انجھواں کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھیاں کے آنسو ایسیچ ہیں، جوں توں کتا ویسیچ ہیں۔ جب انکھیاں کو دیدار کی لگی حیرانی، اس انکھیاں کا کیوں نہ ہوے ایسا پانی۔ قولہ تعالیٰ، وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ یعنے مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے یو پانی اُس عرش میں تے آتا ہے، عاشق کے انکھیاں کے کنگوریاں پر تے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یو پانی اگر قہر میں آوے، دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان، اُس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھرنا، اس پانی سوں بے ادبی نا کرنا، اس پانی سوں بہوت ڈرنا۔ یو پانی اگر مہر کی موج اُچاوے، تل میں عالم کوں گلستان کر دکھلاوے۔ پھول کوں پھلواڑی کرے، باڑ کوں باڑی کرے، پات کوں جھاڑ کرے، کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرے کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے۔ گدا کوں پادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا، تیری بات تے میں بہت حظ کیا۔ عجب فہم دھرتا ہے، شاباش بہوت سمج سوں بات کرتا ہے۔ توں کہیا سو بات بی میری

854-13
335754

بات میں سے، وہ دیس بی اس بات میں ہے۔ توں جو موتی سٹیا میں چھپیا، توں جو بولیا سو میں سنیا۔ دلے میں مدعا کچھ جدا ہے، کہنے کیا ہوسے گا آگاں خدا ہے۔ یو کہہ وہاں تے اٹھیا، اس کی خدمت کے بند میں تے چھٹیا۔ اس کام پر یوں تھی قضا، جاتا ہوں کو منگیا رضا۔ اس فکر تے ہلیا، جیوت تلملیا، بی اپنے کام کوں باؤ ہوکر جنگل جنگل چلیا۔ اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کوٹ نظر آیا، آسماں پر پڑیا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے یک طرف کا پایا۔ ہر یک کنگورا اس کا عرش کا ہمسایا، ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی پادشاہ نیں بنھایا جانو اپنے کچھ قدرت تے مستعد ہو آیا۔ فرد:-

عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں
کہ حلقہ اژدھا ماریا ہے جانوں

اس کوٹ کنے آکر، وہاں کے لوکاں کی روش پاکر، پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے، اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے۔ اس کوٹ کے پادشاہ کی کیسی ہے عدالت، وہاں کے لوکاں بولے کہ اس کوٹ کا ناؤں ہدایت، اور اس کوٹ کے پادشاہ کا ناؤں ہمت۔ فرد:

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوے ہدایت سوں
نظر نے تی جفا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں
نظر بولیا کہ شکر الحمد للہ ایتا دکھہ دیکھے سو دھن

بلدے انپڑے ہمت لگن۔ اکاں خدا ہمت دیوے، خدا فہمت دیوے۔ ہمت تے کچھ ہمت پاویں، مراد اپنی بر لیاویں۔ ہمت تے نیست ہوتا ہست، دنیا میں ہمت بڑی ہست۔ عقل ہمت تے پکڑتی بلندی، ہمت کے سر ہے تمام ارجمند ی۔ ہمت کاڑی کوں ہوے تو پہاڑ کوں زیر کرے، قطرے کوں ہمت ہوے تو دریا سوں دھوا دھرے۔ ہمت تے نہا بڑا ہوتا، ہمت تے بڑا سو کھڑا ہوتا۔ ماں ہمت باپ ہمت، پیر ہمت مرشد ہمت۔ جیکچھ ہے سو ہمت ہمت، جس مرد میں کچھ ہمت ہے اس مرد پر رحمت رحمت ہزار رحمت۔ بیت:

وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں بہرہ مند ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاص کنجی ہمت ہے

بڑائی صفت نیں آئی، جتنی ہمت اتی بڑائی۔ ہمت جے نہ ہوتیا اسے دنیا میں کیا پایا۔ ہمت کی صفت جاں ہے تیوں کوئی کرسی تا، ہمت کی صفت جیتا کے بھی سرسی تا۔ مرداں کوں ہمت، باشکاں صاحب دراں کوں ہمت، فرداں کوں ہمت۔ کیا کہوں آدمے رس نیں سو گانڈا، جس میں ہمت نیں سو خالی بھانڈا۔ بیت:

جیکچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے
ہمت ناؤں لینا بھی لئی صواب ہے

ہمت جواں کا سنگھار، ہمت صاحب دراں کا ادھار، ہمت سوں صاحب آپی پروردگار۔ ہمت تعلیم خانے میں بیٹھ، ہشیار اچہ ہمت نکوسٹ۔ ہمت مرداں کی سنگھاتی۔ ہمت کوں خدا

منگتا ہمت خدا کی بھاتی - غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے، بہوتیچہ خوب ہے۔ القصہ جاسوس نظر ہمت بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، سوں جاکر ملیا کہ خدمت کرے، عظمت پاوے، نامرادی جاوے مراد آوے، محنت کا بھاڑ راحت کے پھل ہار لیاوے - بیت :-

غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں
جکوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں

سینا ہور خفا، کو لگ یو جفا، خدا جانے کدھاں ہونا نفا - نظر کا خاطر وہاں ٹک جمیا، چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا - گمتے گمتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا، اپنے سب واقعات کہیا - ہمت سن ہنسیا ہنسکر بھی رویا، انجھواں سوں موں دھویا - لہو کو پانی میں گھولیا، ہور بولیا - اس تازے آب حیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے - یو آب حیات توسے، یو شہد یو بنات تو ہے - ولے بات سکتے اتو چڑتا آدمی لے ہوش ہو پڑتا - رگے وگ میں لہو کو آتا جوش، یو عالم سب فراموش، یو بات بہت تند اور تیز - خونی خوں ریز - اس بات تے پرہیز ضرور کر، اے نظر خوب نظر کر، اس بات تے در گزر کر، بلکہ دسویاں کو بھی خبر کر - بہوت لوکاں اس بات میں آکر جیواں گنوائے ہیں، ایمان پر بات لیاے ہیں. صنعان نے تین سو ساٹھ مریداں سوں مصحف کو جالیا، سور چرایا، شراب پیا، انپس کوں کفر میں گھالیا - داؤد اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے اپس

کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے۔ ایسا کیے جو آخر پچتاکر کمر بسلا لیے۔ مجنوں جیوتی اٹھیا، اپنا لہو آپی گھٹیا، مجنوں کا سینا پھٹیا. اس خاطر زلیخا نے کیا کری، شرم تی اٹھی جیوتی نیں ڈری۔ طالب تھی بچاری سچی، کا کلوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتوے رچی۔ مرد کوں بے ہمتی خوش نیں آتی، جسے ہمت ہے اُسے صاحب ہمت کی صحبت بھاتی۔ توں بی یو بات سنتے کچھہ کا کچھہ ہوے گا دیوانہ ہوے گا پھچ ہوے گا۔ بے تاب ہوے گا، بے آرام ہوے گا چپ عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت :-

شراب پیے تو بھی کوئی نہیں ہوتا ماتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا

تجھہ میں نادھسی تیری سد، پچھیں کاں کی عقل کا کی بُد۔ ٹٹے دل کوں جوڑ، اس بات کا دبنالاچھوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سو اس ٹھار میرا یو احوال، اتال دسویاں کی بات کیا کہوں دسویاں کا کیا حال۔ نظر یو خبر سن بہوت گھابڑا ہوا، چپ چت کا برا ہوا۔ معاملہ کچھہ کا کچھ گھڑیا، انہ بیٹھے میں پڑیا۔ یو پیرت ہے اسے کون نہایت کوں انپڑا اس کوں انت نیں کوں اس کا انت پایا۔ کہ یو آب حیات کہ اس آب حیات کے خاطر دیسیاں دیسیاں نے یو جفا دیکھے، کیا نفا دیکھے۔ توبہ کیے پچتائے آخر بھی پھر اپنی جاگا آئے۔ کوئی اس باٹ میں جاکر اپس کوں پورا نیں انپڑا جس باٹ گیا تھا اس باٹ کا مقصود نیں پایا۔ گریا پھریا، ڈریا میں کریا۔

گرم دل بھی اگر اس آب حیات کی خبر پاوے گا، تو کیا نہایت کوں اپڑاوے گا۔ اگر دل کے اودھر دیکھتا ہوں تو دل کے فائدے کیاں بہوت باتاں ہیں، ادھر جیو کے رہنے کا کچھ فکر کرتا ہوں تو نئی حکایتاں ہیں، یا لے میاں بچارا اڑیا، بچارے پہ مشکل کٹھیا۔ بیت:

نفر شہاں کنے کوئی دود اندیس ہوے تو خوب
کہ زیر کام نہوے کام پیش ہوئے تو خوب

وے عاشق کوں قابل کی بات خاطر میں کاں آتی، پنہ کسی کی کاں بھاتی، دوستی چاکر دشمنی بساتی۔ دل میری بات کاں مانے گا، اگر بولوں گا دشمن کو جانے گا۔ بیت:

جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے
نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے پچتانے

کہیا خوب مت سوں چت دھرنا، آتال کیا کونا، کیا سکے کیا ہوسے، جیے خدا بہت دیوے سو کہسے۔ دل کے دل میں میری سے آس، میں بھی انپڑیا ہوں مت پاس بارے یاں لگ آیا ہوں مقصود کو جگایا ہوں۔ کام ہوگا چہ بھلا، کم جتی کا خطر سوتا چہ بھلا۔ دسویاں کا قصہ سناؤں گا، دل کوں بی بہت پر لیاؤں گا، دل سے آخر یو کام کچھ کرے گا، بالفاظ مردانہ سے مردانگی پر دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا۔ دل کوں بی کہوں گا کہ کرتے تو کیا، وے ہشیار رہے جیا۔ مردان میں ٹھاؤں اچھنا، کچھ نؤں اچھنا۔ کہ ارے سن

اے دل، کام کیا جائے سے کام نبھانا مشکل - یہ بولتا ہوں تیری خاطر میں کچھ اختیار کرتا ہوں، تجھ اپنے ٹھار ہشیار کرتا ہوں - بیت :-

نفر وہیچ کہ صاحب کے کام پر جیو دے
اپس کے کام کوں سٹ دیوے نام پر جیو دے

کہ میں نفر ہوا، تو صاحب میرا۔ تیرا نیم دھرم، میرا شرم صاحب کی بزرگی نفر کی بڑائی، جکوئی نفراں خوب ہیں دایم انو کوں ایسیچ عقل آئی، ایسیچ عقل نے انو کوں بڑھائی۔ ایسا کچھ اندیشہ انگیشکر، قدم کچھہ پیش کر، ہمت کوں بولیا کہ توں بادشاہ توں ہمت، توں فتح توں نصرت توں صاحب ملک توں صاحب مملکت، توں صاحب دین توں صاحب دولت، توں ہمت، مجھ مرے کام کوں ہمت دے ہمت کی کچھ مت دے۔ ہمت تے ہمت خوب ہے، بہت مطلوب ہے۔ تیرا جیو نیں رہیا توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کہیا۔ نیں تو توں ہمت تجے یو بات کدھر، تجے اس بات پو کہاں نظر۔ توں سعادت مند، توں ہمت بہت بلند۔ جہاں تے ہمت ہاری، پچھیں وہاں تمام ہار جو لگ خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دایم

مجھ کیا ہے توں بیدل یو کیا عقل کرتا
ہوے سو کام میں میرے تو کیا خلل کرتا

خوب خدا خاطر جوں تیوں اس آب حیات کی بات توں بو

آتال مل کوں کھول - جو اس کے اڑتے کیا ہوتا ہے گھڑی بھر
ایک جاگا دونوں مست ہوکر پڑیں، ایکس کے ایک گلے لگ لگ
ٹک ہنسیں ٹک روئیں ٹک چڑ چڑیں۔ یو بی ایک تماشا دیکھیں
اس معاملے کو بے خطر لیا دیکھیں - یو بی ایک عالم ہے، آخر
خوشیچہ ہے کیا غم ہے - یک ساعت مست اچھیں اپس میں
اے ہمدست اچھیں - دونوں بی مست، دونوں بی مے پرست
دونوں پی دانے، دونوں بی توانے - دونوں بی دانشمند،
ایکس سوں ایک بچارے ایکس کوں ایک دے پند - آج لگن
عاقل تھے ایک دیس دیوانے[1] اچھیں، یو بی ایک گلریزی ہے
دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں - یہوت پتلی کیوں کھڑتی، نادں
تے مستی کیوں چڑتی - کوئی کہے یو بات خرافات ہے، نادں تے
مستی چڑنا بہوت بڑی بات ہے - فرد :-

خفا ہے کیا جو چھپارا کہے دل منے دھر کر
جو کام دل منے آوے وو دیکھنا کر کر

توں ہمت، توں صاحب شوکت - بارے ہمنا کچھ فیض
اپڑے، تیری دولت مقصود سنپڑے - دل کوں کھول، دو
آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول - کیتا پتاوے گا، صبودی
کوتے جیو جاوے گا - ہمت نظر کوں بہوت کسیا، پیٹ پکڑ
پکڑ کر ہنسیا - کہا شاباش تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے،

---

[1] دیوانے

توں بہوت ثابت قدم ہے۔ جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیسا اچھے گا۔ فرد :-

نفر جسے کہتے دنیا میں وو نفر کاں ہے
نفر سبیچ کہواتے کسے خبر کاں ہے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کہے، اپنا کام کرے، نفر وو جو اپنے کام تے صاحب کا کام اگلا جانے، نفر وو جو صاحب نہیں کہے لگ صاحب کا خیال پچھانے۔ نفر کوں بہوت عقل کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا۔ جاں ایسا صاحب ایسا نفر، واں کام فتح وظفر، اتال کیا ہے ڈر۔ جکوئی ہے دانا، جکوئی سمجھا ہے بات کا مانا۔ وو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہے کہ اس نفر کا صاحب اتنیچ عقل اتنیچ فام کا ہے، اتنیچ تدبیر اتنیچ کام کا ہے۔ نفر کوں کیں مقصود کوں بھیجے تو بہوت فکر کرنا، عاقل لوگاں بہوت تماشے کے ہیں۔ بہوت ڈرنا۔ جو کوئی داناياں دانشمند کہواتے، باتیچ میں بات کوں سمجھ جاتے۔ عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کیے ہیں، اجالا پاڑے ہیں روشن ضمیری کیے ہیں۔ جو عقل ہور فکر پر آئے ہیں، تھوڑے کوں بہوت کر دکھلاے ہیں۔ تدبیراں کیے ہیں، ملکاں لیے ہیں۔ اگر عقل کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جائے، تو بی کچھ کام کیا جائے۔ جیتا عقل جیتا گیان ہے، تو کل بھی میانے میان ہے۔ مردان کوں ایک عقل ہے کہ اس کا نانوں دیا نگی مردانگی، مردان کوں وو بہوت بھاتی، وو عقل آڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نیں سب کسے، مگر خدا دیوے جیسے بعضے لوگاں ایسے لوگاں کو دیوانے کہتے، انو کیا جانتے کہتے۔ در اصل اپس

میں نیں ہے اتنی سمج، کیا سمجھینگے دانے دیوانیاں کے رمج۔ انو چپ باتاں کرتے اگر میانے، آخر بھلے برے کے یار سو صاحب دیوانے۔ تدبیر رمج سوں اچھے تو سعادہ ہے، کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے۔ جس تدبیر میں رمج نیں، واں عزت کوں کچھ سمج نیں۔ ایسی تدبیر کا پایا قائم نیں اچھتا، دائم رہے گا کر جاں ولے دایم نیں اچھتا۔ دشمن کو زیر کرنے پیش ہونا یا زبہ۔ دشمن تل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا کیا پیا، آج کس سوں کیا بات کیا۔ آج کیا تدبیر کرتا ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے۔ آج کس کنے تے کیا لایا۔ آج کسے کیا دیا۔ آج کہاں بیٹھا کہاں سوتا، آج گھر میں کیا اندیشا ہوتا۔ یوں بی میں پہ شال[1] نی دیتہ؟، نزدیک کے لوکاں کوں باندھ لیتا۔ یو غافل بچارا خبر نیں دھرتا، بلکہ اپس کوں بھلے سو کرتا۔ یو تو سب کوں بھلے کر جانتا، سب کوں مانتا۔ اس کا تو سب پہ اعتبار، ولے نجدی نزدیک کے لوکاں دشمن کے خبردار۔ نیچے دشمن پورے ہتیارے، تو انو چہ دشمن کوں خبر انچڑوں ہارے۔ دنیا ایسی ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کو مارے ہیں، سگے بھایاں نے سگے بھایاں سوں عداوت سارے ہیں۔ دنیا ماں، دنیا باپ، دنیا بھائی، آخر یہ دنیا کسی کی ہو نیں آئی۔ دنیا کے لوکاں بہوت سست بہوت بے خبر، خدا رسول انو کوں کدھر، انو کا ماں باپ انوں کا خدا رسول سو نر۔ رام جو جان کر راون پر آئے۔ گھر کے بھیدی نے لنکا جائے۔ رام جو جان کر راون پر آیا، مایا دے کر بھائی کوں بھائچہ مارنے فرمایا۔ یو دنیا ہے سگے بھائی کوں یاں پیتایا

---

[1] مال

نا چاہئے، نفر چاکر تو بے گناہ نفر چاکر پر کیا یک کیوں چیاما آوے۔ دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلا بہوت ہے، دنیا دغا باز ہے دنیا میں مکر ہور حیلا بہوت ہے، ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سوں کچھ کام دھرتا ہے، تو اس کے نزدیک کے لوکاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر کرتا ہے اس کے بندے جو اپنے ہوے چاکر، تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے آکر۔ جو اس کے ارکان دولت اپس سوں کیتے قول و قرار، پچھیں انوکے بادشاہ کے دل کوں پھراتے کیتی بار۔ اول کے دانا لوگ بی یو پنچ فکراں دھنڈتے تھے اپس میں اپنے بچار، بہوت کاماں ایسے تدبیراں سوں کیے جاں انوکوں کچھ مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، دے جکوئی عاقل ہے وو اپنی جاگا بہوت ہشیار ہے۔ درد دیوار تے بچنے کی جاگا ہے، اپنے جیو کے یار تے بچنے کی جاگا ہے۔ فرد :-

بشمع خانہ ہم اسرار خوانی پارہ کم سخن
ز نامحرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

جوں توں انکیں کوں اپنے جیو کی بات پتیا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے، تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے، اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو راز کہے نا بول سی اگر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے پر یو تیری راز کی بات جاکر اس اپنے جیو کے یار کتے کتا، اسے یار کر پتیایا ہے جیو نیں رہتا۔ جاں جیو پتیاتا، واں ہر یک بات کتے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نیں آتا۔ یو پنچ یار کوں یار یار کوں یار کتے کتے بھیتر کی چھپی بات بھار جاتی، تدبیر کا بند توٹیا یک آدھے دقت نیں سو کتے کی بلا آتی۔ یار کوں یار کتے نفر سنیا چاکر سنیا، ایک بات پہ چار باتاں زیاست بنیا۔ ایسیاں

باتاں سنتے، بھلے آدمیاں کے نقشاں چنتے۔ ہجوم ملتا چوندھرتی، بچھیں
دو خلوت میں کی مخفی بات کو پنچے کو پنچے بازاریں بازار پھرتی۔ اس بات
کا یو ہے بجڑ، اس بجڑ کا اسے نیں خبر۔ یو حیران ہوتا، پریشان ہوتا۔ کتا
واسے یو بات تو میں خلوت میں فلانے سوں کہا تھا، وو بی ایک بہانے
سوں کہا تھا، یو بات بھار کیوں پڑی، یو بات غیر ٹھار کیوں پڑی۔ تو ں
اپنی بات کوں اپے نیں چھپا سکیا جب تو دسرا تیری بات نا چھپا کر کسے
بولے تو کیا عجب۔ انکیں کا مایا لینا، ولے اپنا مایا کسے نا دینا۔ جتنا سکنا
اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا۔ دل کا یار، سو پاکے پروردگار۔ جنے
ہر کسے پتیایا، اونے دغا کھایا۔ اگر کوئی کسے پتیا کر اپنے راز کی بات بولے
تو اسے یوں چھپانا جیوں اپنی شرم، تو اسے کہتے ہیں نیم اسے کہتے ہیں
دھرم۔ ہزار جید کا یار اچھے تو بی کوئی اپنی شرم دیکھلاتا ہے، اپنا شرم
دکھلانا کسے خوش آتا ہے۔ ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت
کرنا بھلے آدمی کا کام نیں، یو کام دانایاں کا ہے نادان کوں کام نیں۔ بجوئی
دنیا دار ہیں سو دنیا کا کام خوب کام کرے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے
دشمن بھرے ہیں۔ دشمن اگر چمٹی ہے تو بھی عداوت سر چڑے گی، غفلت
میں ایک آدھے وقت دغا دے کر لڑے گی۔ جوں فارسی میں کتا ہے، فرد:-

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد
دشمن نتواں حقیر و بے چارہ شمرد

بارے کہانی کہی ساری رات، آخر دہیچ بات۔ کہ دشمن گزرتا ہے سو مردو
کوں گزرتا ہے، اپس کے بل میں سنپڑیا تو کچھ کرتا ہے۔ مرد یوں رہنا کہ
دشمن اس کے رہنے کی دنا[1] اچھے کوں دیکھ ڈرے، اپنے حد سوں اچھے

[1] وضا

زیاستی فکر نا کرے۔ مرد یوں رہنا جو خدا بھی شاباش کہنا۔ دانے جو رکھتے دانے دیوانے، وو ایک ضرور کے وقت کام آنے۔ وقت جیسے کہتے وو ضرور کا ہے، یو اندیشہ بہوت دور کا ہے۔ سب باتوں کا یو ہے مانا۔ کہ دانے دیوانے لوگ ملانا۔ بہوتاں کوں تھوڑے مارے، سو دانے دیوانے خدا چہ کوں بڑا جانے سو دانے دیوانے۔ دانے دیوانے لوگ ملا، آپی بی بزرگی سوں بی دسریاں کوں بی بزرگی سوں جلا۔ یو مکری دغابازاں کام کیا آتے، ہے لگن کھاتے نیں تو نکل جاتے۔ اپنی عزت کی نیں شرم، سو دسریاں کا کیا رکھیں گے نیم دھرم۔ دانے دیوانے چھوڑ جانے نیں جانتے بھی کچھ حیلا مکر میانے نیں جانتے۔ انو کا دل بہوت کڑوا، لینے دینے کی بی کچھ نیں پروا۔ بعضے لوکاں مزوری کرتے، صاحب کے کام پہ نظر نیں ہر کسی کی شرم حضوری کرتے۔ مزور کی ٹکڑے روٹی پہ نظر، بعضے کا ماں کے آگے کیا خبر۔ مزوراں میں کاں ہے بڑا فام، ایسے مزوراں تے کیا ہوے گا کام جگوئی اکہ دولت پہ کھڑے، دانے دیوانے ملے تو ہوے بڑے۔ خدا جانے کس کے سر یو اثر چڑیا ہے، بڑے ہونا کیا باٹ میں پڑیا ہے۔ آدمی جاگتا نیں سوتا ہے، آدمی جیں پے میں پڑیا سو ہوتا ہے۔ مشقت ٹالی نیں جاتی، ہمت خالی نیں جاتی۔ ملے شرط ہے جوں ہمت اچھنا، سکت کا گت اچھنا عاشق ناؤں کے ہو کر خدا پاس ٹھاؤں منگنا، جگے تو ناؤں منگنا۔ مرد وہیچ جو اپس کوں پچھانیا، جنے اپنے ناؤں کی لذت جانیا۔ القصہ ھمت نے نظر کوں، اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جاکر اپنے نزدیک بسلاکر، سمجھایا مقصود اس کا پایا۔ بیت :-

جنے یقیں سوں جیو اپنے یار سوں لایا جگوئی ثابت ہو آیا مراد اُنے پایا

کہا خوب تو مرد سچا ہے، ہووے اس کام پر بھوتیچ بچا ہے۔ تو
قصا کتا ہوں میں، کہ اپڑے اس آب حیات کے چشمے لگ۔ کہ شوق
ولایت میں، بے نہایت میں، ایک بادشاہ ہے، ظل اللہ ہے، عالم
پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے۔ عشق اس کا ناؤں
ہر دل میں اس کا ٹھاؤں۔ سب سوں جوڑیا کسی سوں نیں
توڑیا۔ کیتا کہیں گے بیاں، اگر ملیں گے ہر دو جہاں۔ عشق آپ
بھاوتا، عشق مہ ماتا۔ عشق خدا کوں اپڑاتا، عشق خدا کہاتا۔ عشق کوں نہ پچھیں کی
فکر نہ اگلے کا اندیشا، عشق سرمست بے پروا اس کا ریشا ریشا۔ عشق کسی تے
نہ ڈرے، عشق خوشی بھاوے سو کرے۔ بیت :-

وو شاہ عشق ہے جو سب جہان اس کا ہے
ستارے چاند سورج آسمان اس کا ہے

عشق آگ ہے جہاں جاوے واں جالے، عشق کی آگ کوں، کون سنبھالے۔
عشق کا جیو حسن، اس جیو میں لاگ لاگی۔ عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن
تے قایم عشق کی زندگانی۔ عشق حسن پر والہ وشیدا، عشق حسن خاطر
ہوا پیدا۔

عجب شراب ہے حسن جس میں سب ہستی
کہ اس شراب سوں چڑھتی ہے عشق کوں مستی

اس کا کام ناز، اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی وو محتاج، یو سب شوخی
وو سب لاج۔ عشق ہور حسن دونو جوڑا، کوی بہوت سجیا کوئی تھوڑا۔
عشق حسن خاطر حسن عشق کی خاطر ہوا آشکار، اس دو نوچہ کا ہے شور
گھر گھر ٹھاریں ٹھار۔ عشق عاشق معشوق حسن ناری، عشق کی معشوق

دایم سنواری سنگاری القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں گل اللہ کوں، ایک، بیٹی ہے بہوت مقبول، بہوت خوش اصول بہوت معقول، بہوت خوش رنگ، بہوت خوش ڈھنگ، نور میں سور نیں اس کے سم، نازک نرم جوں پھول جوں ابریشم بالاں کرناں دیکھتے انکھیاں کو گھیرے آکر کرناں، سدہ چھوڑ دیوانے ہوکر پھرناں۔ بیت :-

گھر میں تے ہنستے نکلے انگن منے پھولاں جھڑیں
عاشق ہوکر چاند اور سورج دروازے پر آکر پڑیں

یو نوا نور نوا آفتاب، اسے دیکھنے کا کیسے تاب، عالم عالم اس کی خاطر خراب، ہر دل میں اس کا اضطراب۔ ہر طرف عاشق ہزار مجنوں ہزار فرہاد، سو مست دلربا بے پروا بے داد۔ بیت :-

گل کے رنگ کیاں چمن میں شایاں ہیں
لالے نیں جانو آفتاباں ہیں

ناؤں اُس کا حسن، کتے بولوں اُس کے گن۔ القصہ کوہ قاف کے اُدھر ایک شہر ہے اس شہر میں ایک باغ ہے، کہ بہشت اس باغ کے رشک تے داغ ہے۔ جس کے پھول دیکھتے جیو آوے، اس باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہ دیا جاوے صحن اس کا موتیاں سوں بھریا جوں تاریاں سوں گگن، بہشت اُس کے ایک باغ کے کونے کا چمن۔ ملایک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے، حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول

کا طرہ لانے ۔ بیت :۔

بلبل ہوکر نالے بھرے چینے چمن سیراب ہو
پھولاں کے خاطر جا پڑے کانٹیاں اپر بے تاب ہو

مجنوں لیئی نالیا، اپس کوں بہت سنبھالیا۔ آخر دیوانہ ہوا اس باغ کے پھولاں پاس تے، فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے اجنوں اس باغ کے شیریں پھلاں کے آس تے ۔ زلیخا جو پھرتی تھی یوسف کے آس پاس، سو اس باغ کے پھول کی پائی تھی باس۔ بیت :۔

جدھر تدھر بھی حسن ہے جو دل بھلاتا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیاتا ہے

جس دل دبا شہر میں یو دلارام باغ ہے، اس دل دبا شہر کا ناؤں دیدار، اس دلارام باغ کا لقب رخسار۔ اس باغ میں ایک چشما ہے اس چشمے کا ناؤں دھن، من موھن جگ جیون ۔ جہو تیچ میٹھا جوں نبات، اس چشمے میں ہے توں منگتا سوں آب حیات ۔ اس چشمے پر جاوے گا، تو وو آب حیات پاوے گا ۔ ہور وو حسن نار، دل کا سنگھار، جس پر بھولیا سب سنسار ۔ فرد :۔

لالے دیے سینے پوگل پھل پھل کے تیرے گال پر
دریا میں تے ہنس آینگا عاشق ہو تیری چال پر

عشق کی بیٹی لطافت کی بی بی، بہوت ناز سوں، بہوت ساز سوں ۔ لٹکتی، ٹھمکتی، جھلکتی، رخسارے کے پھل باڑی میں، اس پھولے پھل واڑی میں ناز غمزہ، عشوہ ادا، حرکت دلربائی

خوش نمائی، لطافت ایسیاں، چاند جیسیاں، سگھڑ سہیلیاں سوں مِل مِل، ایسیاں رنگیلیاں چھبیلیاں سوں مِل مِل، دائیم تماشے دیکھتی پھرتی تھی، جا بجا دیکھتی پھرتی تھی۔ بیت:

آئی ہے دھن چین کے انگن میں پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں

ایسا خیال کتی ہے، وو آکر اس چشمے میں تے ہمیشہ آب حیات پیتی ہے۔

ہمت یو بات کہا، گم ہو رہا نظر سنیا، بے سد ہوا، سر دھنیا۔ دونوں ہوے بے ہوش دونوں کیے اپس کوں فراموش۔ نہ یو دیکھتا اُس کے اُدھر، نہ اُس کی اُس کوں خبر، دونو مست دونو بے سد ہو پڑے، بادے کتے وقت کوں دونو ہشیار ہوے دونو اُٹھہ کھڑے۔ دونوں حیران دونو پریشان۔ ایکس کا ایک دیکھے موں، کہے عجب تھا یو جنو نظر دل پر فکر کی کسوت بنیا، ایسا تماشہ نہ کوئی دیکھیا نہ کوئی سنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہا میں کہا سو آنگے آیا، بارے الحمد للہ جوں توں توں اپنے مقصود پایا۔ بیت:۔

سب کسی کوں خدا مراد دیوے
اس کے محنت کی اس کوں داد دیوے

اتال تجھے میں کیا کہوں، تکہوں تو چپ بی کیوں رہوں۔ توں تو بہوت دانا بہوت عاقل ہے، ولے ہشیار دل دیا شہر دیدار کوں انپڑنا بہوت مشکل ہے۔ باٹ میں جنس جنس

کی محنت حائل ہے، اس دریا میں کہیں غرقاب کہیں ساحل ہے۔ کیا واسطہ انگے ایک شہر ہے اس شہر کے ناؤں سنگساں توبہ استغفار۔ دل کوں واں بہوت اکراہ، لاحول ولاقوت الا باللہ۔ ایک دیو ہے پادشاہ روسیاہ گمراہ بدکار، اس کا ناؤں رقیب نا برخوردار دل آزار، پلشٹ مردار، ہیچ کارا، بے بہرا۔ فرد :-

عشق کے دروازے پر سب کس کوں سر دھر نانچہ ہے
جو عشق فرمائے اسے اختیار ہوکر نانچہ ہے

ولے عشق پادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سیاہ کے ہات میں ہے اس کا اختیار، عشق پادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ہے درکار۔ پادشاہ ہاں نیں اچھتے پر کم، پادشاہاں کے جنس جنس کا اچھتا آدم۔ عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جکچھ عشق بادشاہ فرماوے سو رقیب کرے۔ دلربا شہر دیدار کا نگہباں، اغیار کوں واں نیں دیتا آن۔ ہرگز کس تے نیں ڈرتا، جکوئی آتا اسے منع کرتا۔ اس کے ڈرتی نظر بھڑکنے نا پاوے، انداز کس کا جو کوئی واں آوے۔ جکوئی آتا اس سوں جھگڑتا، کتا ہوکر لڑ لڑ پڑتا۔ جاں ایسا آدمی اچھے نت، کتا رکھنے کی وہاں کیا حاجت۔ نہ بھلے تے ڈرے گا نہ برے تے ڈرے گا، ایک رقیب ہزار کتے کا کام کرے گا۔ بیت :-

باغ میں مالی کیوں کسے چھوڑے
بن رضا آئے تو کمر توڑے

توں اگر اس شہر سنگسارتی، اُس بے اعتبار ٹھہارتی، خلاصی پاوے گا، ہور خدا لے جاوے گا، تو دلربا شہر دیدار میں جاوے گا۔ یاد اچھو وہاں میرا ایک بھائی ہے، ایک مائی جائی ہے۔ قامت اُس کا نام، استقامت اُس کا کام، دلربا شہر دیدار میں اُس کا مقام۔ قبول صورت، مدن مورت۔ بلند بالا، بھو تیچ آلا۔ دل کوں لگے، جیو کوں ٹھگے۔ سُد چھینے، بد چھینے فراق کوں سُلگاوے، اشتیاق کوں آنگے لاوے۔ بے تابی کوں پاوے، آرام کوں جالے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے۔ صبوری کوں لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے۔ بیت :-

یو دنیا میں حسن نیں یک بلا ہے
کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے

قامت نیں وو ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا فت ہے اُس قامت کوں اُس قیامت کوں تیری سفارش خاطر ایک کتابت لکھہ دیتا ہوں، تیرے قصے کی حکایت لکھہ دیتا ہوں۔ میرا ناؤں لے، یو کتابت اس کے ہاتھہ دے۔ البتہ تجھہ سوں کچھہ محبت دھرے گا، مروت کرے گا، تجے کام آوے گا وہاں کے دوش سمجھائے گا۔ فرد :-

ایکس پر مہر دھرنا خوب ہے کچھہ
مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھہ

جس وقت توں وہاں تے بھی قدم انگے رکھے گا اے یار،

تجھہ پر لئی قصے گھڑین گے اس ٹھار۔ فرد :۔

نفاسے تیونچہ جفا بھی اسے سفر میانے
خدا کسے نہ لے جاوے برے شہر میانے

القصہ جوں ہمت نے نظر کوں اُس پُرھنر کوں، اس چنچل نظر کوں، اس آب حیات کا نشان دیا، خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضا منگ کر، امنگ کو بہوت محبت سوں، بہوت مرد سوں، چکود ہوکر، شرم حضود ہوکر، بھی مشرق کے ملک کے اُدھر رُخ کیا' توکل کے ہات میں ہات دیا۔ نظر کوں پکڑیا اُچاٹ بھی اپنے اور اپنی باٹ۔ کیتک دیس چلتے چلتے، تلملتے تلملتے اپنے دل کوں تقوا دیا، سمجھایا۔ ایک دیس اس بیت المال اس شہر سگ سار میں، اس پلشٹ ٹھار میں، باٹ وھیچ تھی لاعلاج ہو آیا رقیب بادشاہ کے لوکاں، اس روسیاہ کے لوکاں دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا آیا ' پالتی ہے جاسوس ہے، بھیدی ہے چور ہے آیا اس شہر کا کیا مایا ہے۔ بیت :۔

پرائے شہر میں ہرگز خدا کسے نہ لے جائے
اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پتیائے

دل میں سب یوں جانے، اس کا مایا پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب بادشاہ روسیاہ بد کردار کنے کتے جنے مل کر لیائے' احوال اس کا سب سمجھائے۔ رقیب نے روسیاہ نے بے نصیب نے بولیا تو کہاں کا ہے اس جاگا تو کیوں آیا، اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا سمجھیا کہ یو طرفہ وقت

ہے، کام بہوت سخت ہے۔ یہاں عقل نا بسرنا، اندیشکر کچھہ کام کرنا۔ بیت :-

عقل اچھنا وقت اوپر خدا کا کچھہ کرم ہونا
اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا

رقیب روسیاہ کوں، اس گمراہ کوں، خواہی نخواہی، وقت میں قصور تھا۔ سلام کر کچھہ کلام کو چپ نہیں رہیا، کیا کہ میں حکیم ہوں بہوت معتبر ہوں، سب حکمت تے باخبر ہوں، سرتی پاؤں لگ علم ہوں ہنر ہوں، بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے میرا افلاطون ارسطو، بوعلی، ہورلقمان، دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا سو وو چہ خوب، مجلس میں سمجھ کر بات کرتا سو وو چہ خوب۔ یں جانتا ہوں کیا تھا خدا کا بھایا، جو مجھے اس ملک میں لایا اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا، تو ماتی کون سنا کروں گا۔ گر کسی کوں سنا بھاتا ہے تو مجھے راس کرنے آتا ہے۔ بغیر پٹ بغیر آس، پیتل کوں کسر دکھلاؤں گا سینے تے خاص۔ رقیب بے نصیب، بے دوش بے ترتیب، سُننے کا طالب تھا، اشتیاق بہوت غالب تھا۔ بونیا کہ الحمد للہ یو قوں نیں آیا ہے، الحق کہ یہاں۔ تجھ خدا لیایا ہے حکمت کے علم میں نادر ایسا، بہوت دیساں پچھیں مجھے ملیا تجھ جیسا۔ بیت :-

خدا سبتھے بری ہے طمع کی دشواری
جہاں بہوت طمع بہوت ہے وہاں خواری

بہوت طمع تے بہت ہے زیاں، بہوت طمع تے عزت کوں نقصان، بہوت طمع تے رہتا نیں مان۔ بہوت طمع تے آدمی دین گنواتا، بہوت طمع تے آدمی کا ایمان جاتا۔ طمع تے آدم کوں بہشت میں تے کاڑے، طمع تے آدم پہ یو بلا پاڑے۔ جس کے بڑیاں پہ طمع نے یوں لیاے خواری انو کے فرزنداں سوں کیا کرے گی وفاداری۔ طمع کا آدمی سر نیں اُچاتا، جاں جاتا وہاں سر نواتا۔ جس کے سر پہ طمع کا بھار، اس کا سر وایم تلا، بے مغز خالی سر، بہہ مُنجھ پہ پُٹتا پھرتا پھر پھر۔ طمع تے بڑائی جاتی، طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی۔ نہنا کام کیا قبول، بڑائی کہاں تے آئے گی دھول۔ بے طمعی تے خدا کا وصال، بے طمعی تے ہوتا صاحب حال۔ سواد نیں رہتا جان طمع آتی، بے طمعی سب کیے بھاتی۔ جاں طمع آئی واں خدا سوں بی کچھ سواد نیں اچھتا، طمع تے وایم پریشاں کدھیں دل شاد نیں اچھتا۔ زیاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی نہ خدا کوں بھاوے خدا پاس بی اتنا نا منگنا جو خدا بی واز آوے۔ بیت:۔

طمع داری بری ہے اے عزیزاں نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

طمع داری سے آتی یار خواری طمع داری میں نیں ہے رستگاری
طمع داری کے سر تے جو اٹھے ہیں وہی ایسے بلایاں سوں چھٹے ہیں

یوں لیے تو لینہارے کا دل شاد کیا اچھے گا، واز ہو کر دیے تو اس دینے میں سواد کیا اچھے گا۔ بغیر منگے وو دین ہارا ہے، نیں دیا بی کس کوں کیا چارا ہے۔ اس کی لوڑ لوڑنا، اپنی خوشی اس کی خوشی پر چھوڑنا۔ کسی پاس تے زور سوں کوئی لیتا ہے، دین ہارا ہے سو اپیچ دیتا ہے۔ اگر

زوراں سوں کچھ لیا جاتا، تو کام اس جفا پر نا آتا۔ جبکوئی کھوایا بندا، اُنے خداچ پر چھوڑنا دھندا۔ جبکچھ دیا اُنے اس پر شکر کرنا، غرض خواری سوں پیٹ نا بھرنا۔ بڑا نیں ہون دیتی طمع کی خواری، طمع تے یو نہنا ہوا نیں تو اُسے کیا دھاڑ ماری۔ جبکوئی مرد ہے بے طمع دو بڑا ہے سدا اس کا خاطر جمع۔ دنیا دو دیس کی ہے تھوڑے پہ بی گزرتا ہے، بہوت پہ بی گزرتا ہے، ولے جبکوئی مرد ہے دو عزت پہ نظر کرتا ہے۔ جیو ہے لگیچ کہے ایک کہے چار، آجر وقت کوں برابر ہیں مسکیں ہور دنیادار۔ اگر کوئی حق دوست مومن راست اچھے گا، اس وقت بلکہ دنیادار تے مسکین کا مراتب زیاست اچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے، مرد کی نظر عزت پہ ہے۔ مرد کوں مرد جانے، مرد کوں مرد پچھانے۔ بہوت کا نا کرنا ہوس، عزت سوں جتنا ملیا اتناچ بس۔ بے عزتی پہ آے تو لئی ملتا لئی ملایا جاتا، ولے مردان کے انگے دو مردار ہے مردار کوں کون کھاتا ہر انکیں پاس کون منگ لیتا، منگنیچہ پہ آے تو ہر کوئی دیتا۔ دینا تو خدا کا دینا یا خدا کے خلیفہ کا دینا، باقی کیا بچارے باقیاں پاس کیا لینا۔ اُنو بی ہزار مشقت سوں لاے کر آس، یو داس تلین کے پرداس۔ یو باندی تلین کی باندی، کیا ہوا جو اڑکے ملا کر ناندی۔ اگر کوئی بھوکے اچھے یا ننگے حیف نیں جبکوئی اپنے جیسے پاس منگے۔ مردار بی بڑی جاگا تی کچھ لے سکتے ہیں، مردار بی کسے کچھ دے سکتے ہیں۔ عزت خدا کوں آیا، عزت رسول کوں آیا، عزت مسلماناں کا مایا، جنے عزت کوں سمجیا اُنے خدا کوں پایا۔ اس معنی پہ یو آیت آئی ہے مصحف میں جدہاں تے ایچا ہے دین کہ واللہ العزۃ لرسولہ وللمومنین۔ جبکوئی ہر ایک پاس تے کچھ منگ لیے، ہر ایک

جاگا سر نوائے نہنے تھے سو اس پہ بڑے ہوئے، اتال اسے بڑائی کاں
تے آتے۔ ایک سرایتیاں کا بھار، کس کس کا وچارے گا اُپکار۔ یک
صاحب چھوڑ اتنے صاحب کیا، وہی صاحب اس کا جنے اوسے کچھ دیا۔
ایسے کوں دھیان کہاں ایک صاحب پہ، یو پچاس صاحب کا ایک نفر۔
ایسے کوں ایسے باتاں کا کچھ عار نیں، ایسے کا ایک جاگا پہ ایمان قرار نیں۔
ناٹی میں جاؤ ننگ نام، ایسے آدمی کو پیکاں سوں غرض پیکاں سوں کام۔
عزت حرمت کی کیا ہوس، پیکے ہات میں آے تو بس۔ کوئی برا کو یا بھلا،
تلین مونڈی کیے ہور لکھند[1] کلا۔ دل قرار رکھ عاجز نکو ہو نپٹ، اگر ماٹی
لے گا تو بی بڑی ڈھیگ پہ ہات سٹ۔ خدا گھٹ کیا ہے کا ہے کوں گھٹنا
جیہ گیا تو بی ہمت نہ سٹنا۔ مردان جیو کے طمع تے بی چھوٹے ہیں، سر گیا
بی مارتے اٹھے ہیں۔ اپنے نیم تے نا جانا، مرے بی ہات ہلانا۔ بڑا ہوا بڑے
کام پہ اختیار اچہ، دنیا یکدم کا جیونا، بے خبر نکو ہو ہشیار اچہ۔ جس وضا
سوں یاں لینا ہے، اس وضا سوں واں خدا کوں جواب دینا ہے۔ یہاں
نیزی ہمت کا یو اصول، وہاں تجھے خدا کیوں کرتا قبول۔ یہانچہ کا کام نیں
کر سکیا فام، وہاں بی تو اجھوں لئی ہے کام۔ یاں کی آرزو پہ ایتا مشکل،
وہاں بی لئی لئی جاگا ترسے گا دل۔ برا ہے عورت ہور سینے کا درد، جنکو
یاں اپس کوں سنبھالیا سو بڑا مرد۔ عورت کی بات عشق ہے پیغمبراں
پہ گزریا ہے بہرحال، پرایا مال تو کیا اچھے گا کہ کوئی اس پہ کرے گا
خیال۔ داڑھی موچھیاں آیاں تو کیا مرد ہوے، چار عورتاں بھایاں تو

---

[1] لکھند

کیا مرد ہوے۔ ایسے مرد عورتاں سے بتتر راسک راس، ایسے مرد پیکے کے پچاس۔ خبردار کہواتے اور بے خبر بچ، صورت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچھ۔ یہاں گیان کوں بہوت بڑا جنجال ہے، آدمی ہوکر آدمی کوں سمجھنا تمام اشکال ہے۔ بادسے رقیب بے نصیب کا طبع تے سینا گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور موں میں تے یوں نکلیا۔ کہ تیرے باتاں سن میں رہا ہوں آس کر، اتال جوں توں کہا تیوں سنا راس کر۔ بیت:-

سینکا چٹا بارے آدمی کوں کہ غم کرتا اسے سب بے غمی کوں

نظر جواب دیا کہ اس سنے کی ترکیب کوں کچھ کچھ داروان کا موپ درکار ہے، معدن اس داروان کا دلربا شہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے۔ رقیب بدبخت بے نصیب بولیا اگر سنا راس کرنا میسر ہے، تحقیق اکسیر ہے تو بہتر ہے۔ دلربا شہر دیدار ہور گلشن رخسار بھی نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے، خدا قادر ہے جو کچھ تو منگتا سو سب حاضر ہے۔ ہمیں تمیں ملکر جائیں، جو کچھ مستیدی ہوتا شہر دیدار تے لیائیں۔ اُنے بی کہا خوب، اتے بی کہا خوب، اتے بی کہا خوب، اتے بی کہا بہوت خوب، مطلب پر آیا مطلوب۔ بیت:-

زباں یک تھی دونوں کا دل جدا تھا
سمجھتا حال ان کا سو خدا تھا

رقیب بدبخت، گمراہ دل سخت، ہور نظر دل کا دولت خواہ دونوں مل کر، ایک دل کر، دل دبا شہر دیدار کے اودھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ موں پر دونو چلے

اگر کوئی مرد ہے یا استری ہے دنیا میں سب دغابازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانہ، کیں سچا بول کیں جھوٹا بہانہ۔ ولے جھوٹے کوں سب کوئی پتیاتے، سچے کی بات کوئی خاطر نیں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بہو پیچہ بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نیں آتا۔ جھوٹا نیں ہوئی سو بات کاڑے، جھوٹا دو میں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا بدبخت بدگمان۔ جھوٹے کی بات کوں نیں کچھ بند، جھوٹا سچیاں کے گواہاں کا اسپند، جھوٹے کے منہ میں دایم گند۔ جھوٹے کوں کیں عزت نیں، جھوٹا کافر محمد (ص) پیغمبر کا امت نیں۔ حضرت کہے ہیں یو سچ نبی کے رتی، کہ "الکذاب لا امتی" جھوٹے کوں لاٹنا، جھوٹے کی جیب پھاڑ کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا سالا، جھوٹے کا دین دنیا میں موں کالا۔ جھوٹا اپنے دل تے باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کے گھراں پھوڑے۔ جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیوے جھوٹا ہے شیطان کی ذات۔ سچے کوں ہچہ کتے، کچھ کا کچھ کتے۔ سچے کے باتاں کوں کون مانتا، سچے کوں کتے یو کیا جانتا۔ سچے کوں سچا جانے، جھوٹا سچے کوں کیا پچھانے۔ سچا جھوٹے تے دغا کھاوے، سچے کوں جھوٹے کی صحبت کام نا آوے۔ شیطان تے ڈرے یوں جھوٹے تے ڈرنا، جھوٹے کے موں پہ لعنت کرنا۔ بیت:-

جھوٹے تے کام نہ آسی بڑا نکامی ہے
جیکوئی جھوٹ کتا بہوت وو حرامی ہے

سچے پہ ہنستے مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑاتے، سچے پہ بولاں دھرتے سچے میں نیں ہے جھوٹی بازی، سچے سوں خدا رسول راضی۔ بعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دیوانہ ہے ساحر ہے، یو بات چھپی نیں ہے ظاہر

ہے ۔ اتال دسریاں کوں بولے تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذاتچہ ایسی ہے
سب کہ حدیث ہے کہ "الصدق ینجی والکذب یہلک" سچے کا دل پاک
جھوٹے کے دل میں شک ۔ یعنے جھوٹ ہلاک کرتا ہے اور سچ دیتا ہے نجات
یو رسول تے آئی سو ہے بات ۔ خدا نا روزی کرے اہل کوں نا اہل کی صحبت
یو بہوت بڑا عذاب، یو بہوت بڑی محنت ۔ یا عاقل سوں بیٹھنا مل، یا
محبوب سوں لانا دل، جیکچھ ہوے حاصل ۔ یا یکیلے اچھنا ہور اپے کہنا ہور
اپے سننا اپنے بین، یہاں بی حدیث ہے کہ "السلامت فی الوحدۃ
والافات بین الاثنین ۔" یعنے اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے اکیلے اچھے تو
گیان کوں پاوے ہے، جہاں دو تین ملے وہاں بڑا کچاٹ وہاں بہوت خلل ہے۔
دانا کی گھٹ کچھ ہور ہے، ناداں کی ہٹ کچھ ہور ہے ۔ فارسی میں کہتا ہے
صحبت کہ بعزت نبود، دوری بہ ۔ جاں عزت نا اچھے گی واں کیا سواد
دیوے گا بیسنا ۔ یوں بی کہتا ہے، مصرع ۔ "اے واے براں صحبت لادین لاودنیا"
جیکوئی دانا ہے وہیچہ یو بات کچھ پایا، کچھ سمجھیا کچھ سنیا ۔ ناداناں میں بیٹھ
عبث بولنا عبث سننا اوقات ضایع کرنا دانا کا کام نیں، داناکوں ہر
گھڑی ہر جاگا ہنرا ۔ کام ہے ناداں کوں کام نیں ۔ یو عمر ایسی نیں ہے جیکوئی
اسے گذرانے، لہو لعب کر جاتے ۔ کام کے آدمی کوں یاں کام کرنا ہے،
کیا کام ہے سو قام کرنا ہے ۔ تنہائی دانا کا خلاصا ہے، تنہائی دانا کا خاصا
ہے ۔ تنہائی میں داناکوں بہوت حاصل ہے، تنہا وہیچہ رہے جیکوئی واصل
ہے، کامل ہے ۔ ناداں تے یک تل تنہا رہانا جاسی، ناداں کوں ہرگز تنہائی
نا بھاسی اگر توں دانا ہے ناداناں سوں نکول، خلل میں پڑے گا دل،
کام بہوت ہوے گا مشکل ۔ گد گڑا ہوے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری

ہوسے گی پریشانی ۔ نہنے عقل کے آدمی سوں بڑے عقل کے آدمی نے بہوت بات کیا تو بہوت زیاں ہے، اس کی بی عقل نہنی ہوتی بڑی عقل کوں نقصان ہے۔ شربت میں نمک گلاسے تو کیا سواد دے گا، گلاب میں چھاچھ بہاسے تو کیا باس دیوے گا۔ ایسے سوں بات کرنا جس کے بات سوں اپنی بات کوں کس چڑسے، بات قوت پکڑسے بات کوں رس چڑسے۔ بڑی عقل میں نہنی ملے تو یوں ہے خانجی، جوں شراب میں تاڑی جوں دودھ میں کانجی۔ فارسی میں بی دیسے ہیں دانایاں نے یو بد، فرد :-

"پسر نوح با بداں بہ نشست خاندان نبوتش گم شد"

عاقلاں نے اول تے باندسے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوڑی بات بولنا بہوت فائدہ ۔ دانا نادان کی صحبت سوں بیزار ہے، دانا کوں ناداں سوں بولنا عار ہے۔ جوں فریزق کہتا ہے، مصرعہ: کہ تا من باشم سخن با تحمق نکنم، عارف بغیر کون گذران سکتا یو جنم۔ جنے دانائی کا لذت پایا، اسے نادان کا صحبت ہرگز نیں بھایا۔ القصہ وہ رقیب ناپاک، یو نظر سیناچاک اس مصفا دلکشا قامت کے بستان میں، ایسے نادر مکان میں، بارسے دونو آئے، دیدیاں کوں دورتے شہر دیدار کا تماشہ دیکھلاسے۔ بیت :-

خدا مراد دیتا اس کوں جس کی ہے ہمت عالی
عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوش حالی

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چوری سوں اس کے احوال کی بات پوچھیا۔ فرد :-

چھپے کچھ رمز ہور نزدیک اغیار انکھی سوں بات کرنا عاقل اس ٹھار

نظر اپنا قصہ قامت کوں بولیا، همت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے آنگھے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیایا۔ بہوت محظوظ هوا بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں یک غلام تھا۔ سیم ساق اس کا نام تھا۔ اُسے بولیا کہ نظر کوں کدھر تو بھی پنہاں کر، جیو دان کر مشکل اس کا آسان کر کہ رقیب جتنا ڈھونڈے تو بی اسے کیں نا پاوے، رقیب کے هات میں نظر پھر ناجاوے۔ رقیب کے هات تے نظر دیکھیا ہے بہوت جفا، همنا تے اُسے یوچہ نفا۔ بیت :-

مرد وو جو اسم اپنا اُچا وے کہ جوں تیوں کچھ کسی کے کام آوے

قامت تے، خوبی کی علامت تے، یو بات سن سیم ساق غلام نے، دل کے آرام نے، نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا، جیکوئی نہ پاوے اس کا مایا۔ فرد :-

خدا نہ روزی کرے کس کوں بند دندی کا

خبر خدا چہ لیوے اس بچارے بندی کا

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نیں، جدھر ڈھونڈتا ہے بی کدھر نیں۔ کہیا سنا واس کرتے سو دھتیارے ہیں، ایسے دھتیاریاں کوں توچہ لوکاں ماوے ہیں۔ دنیا میں کون سنا واس کرتا۔ ہمیں عبث کئے تھے سنے کی آس اتا۔ سنا یوں ہوتا تو سب کوئی کرتے، یوں کی لوکاں بھوکے مرتے۔ نرجیوں کوں جیو دینا ہور سنا واس کرنا، جاں ایسی بات ہوے واں بہوت ڈرنا خدا کا عالم ہے نا تو نا کہا جاے، ولے ہمیں تو اس طلب تے بہوت ادب پاے۔

نظر آخر گیا اپنے قول پر نیں رھیا، دغا دیا دغا باز تھا دغا بازی کیا
اس کا مکر اسے نہ تھا فام، اسنے تو کیا اپنا کام۔ فرد :-

رقیب بند کیا تھا سو بارے بند تی ٹٹیا
ھوا خلاص بچارا یو اس کے بند تی چھٹیا

رقیب گمراہ، روسیاہ، حیران پریشان، سو گردان، فکر میں چو کیا، عقل تے گریا، آخر کچھ تدبیر نیں دسی لاعلاج نا خوش ھو کر اپنے شہر اُدھر پھریا۔ فرد :-

اُمید سٹ کو رقیب آج نا اُمید ھوا
خدا کیا جو نظر پر نظر یو بھید ھوا

نظر رقیب کے ھات تے خلاصی پایا، خوش ھو کر بھی قامت کنے آیا۔ دل کا مدعا کھولیا، بولیا۔ کہ تیری ہمت تے تیری دولت تے رقیب کی محنت تے آسودا ھوا، تیری مہر، تیری مروت کا مجھے آزمودا ھوا۔ توں مجھ پر لئی شفقت لئی پیار کیا، مجھ پر تو نئی اپکار کیا۔ یو کام کرنے تو نچہ سکے، خدا تجھے سلامت رکھے۔ مجھے لگیا ھے شہر دیدار کا خیال، رضا دے آنال۔ بہوت ضرور ھے یو کام، یو ضرور میرا خدا چہ کوں فام۔ قامت کہا اے واللہ بسم اللہ، بصحت و سلامت خدا تجھے تیری مراد کوں انپڑاوے بکچھ توں منگتا سو خدا تے پاوے۔ بیت :-

دنیا میں مل کر بچھڑنا یو بہوت مشکل ھے
لگیا ھے دل ستی دل مل رھینچہ پر دل ھے

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں، وداع ھو کر، تسلیم

کرکے، سو پہ ہات دھر کے، اپنے ٹھار سے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھنے اس شہر دیداد کوں، اس رنگ بھرے گلزار کوں اس لطافت کے لالہ زار کوں، اس نوے روپ کے نوبہار کوں۔ لگ تعجب محبت ہور پیار میں ہے، جے سواد سکتے دیدار میں ہے۔ بیت

جکوئی عاشق ہے اُس کوں ہوا بلا دیدار
کیا دلاں کوں بچاریاں کے مبتلا دیدار

عشق دیدار تے بچڑتا زور، عشق کوں دیدار تے لذت ہے کچھ اور۔ جن عاشق نے سمجھیا ہے کچھ عشق کی گت، جوں توں اُسے دیدار ہوت ہے غنیمت۔ دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار، دیدار دیکھے تو دل کوں ہوتا قرار۔ عاشق جو منگتا اپنا پیو، دیدار کی خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھار ٹھار ہے، وے جکچھ ہے سو دیدار ہے۔ دیدار سب خوبی کا سنگار ہے، دیدار دیدیاں کا اُدھار ہے۔ دیدار سحر منتر ٹونا، عاشق کوں دیدار ہونا۔ جو عاشق دل معشوق پر وار یا، آخر دیدار دیدار کو پچار یا۔ خدا کا بی دیدار تے دیکھنا ہے، وہاں بی کچھ بھلکار تے دیکھنا ہے۔ دیدار دیدے ہور دل کا آرام، عاشق کوں دیدار تے سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلوہ دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار تے لیتا ہے۔ دیدار تے کی لذت دل پہ یو بلا فیاق، دیدار تے کی لذت دل کوں اس بلا ہیں بھاتی۔ بہوت کر اُسے تے حسن کوں چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیاتے ہیں۔ اگر حسن سب بے شک نکلتا بھار، عاشقاں میں ہوتا ٹھاڑے ٹھار، خونا خون مارا مار۔ حسن آفتاب ہے پردے میں تے اُجالا پاڑے، حسن کا حکم لاجواب دل میں تے عشق کوں میدان میں کاڑے۔ اگر حسن پہ پردا نا کرتے، تو ایک عاشق

نا جیوتا سب لڑ لڑ مرتے۔ جاں اپنے اوسد غیر ہوا، وہاں حسن پر پردا ہوا سو بہوت خیر ہوا۔ جس کا حسن اسم ہے، بہوت بڑا طلسم ہے۔ اس طلسم تے کوئی چھوٹ نیں سکیا، جکوئی جڑا سو ٹوٹ نیں سکیا۔ عشق کے دریا کا طوفان سو حسن، عاشق کا دین ہور ایمان سو حسن۔ حسن کوں اپنے چھپانے نیں آتا، سب میں اپس کوں دکھلاتا۔ چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا پردے میں تے اپس کوں بھار کاڑیا۔ خوبی کیا چھپی رہتی ہے، محبوبی کیا چھپی رہتی ہے۔ جکوئی خوب ہے اسے اپنی خوبی چھپانے نیں بھاتا، خوبی چھپانے خوباں کوں ہرگز نیں آتا۔ ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوں دیکھے، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوں دیکھے۔ خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، ناکے چھپانے خاطر، اپس کوں ایسے دیکھ کر حسرت کھانے خاطر، وسے لجھنے خوباں خوبی اپنی کسے نیں دکھاوے ہیں، جتنا سکے ہیں اتنا اپنی خوبی کوں چھپاوے ہیں۔ حسن کوں نیں چھوڑے جو پھرے بازارے بازار، حسن کوں قید کیے ہیں ٹھارے ٹھار۔ انو کا رقیبا کس کے نظر نیں پڑیا، سر نیچہ انو کوں خدا نے شرم سوں گھڑیا۔ اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دسرے مرد کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جان تیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین ایمان کر پچھان تیاں ہیں، جوں خدا کوں مانے تیوں اپنے مرد کوں مان تیاں ہیں۔ جو مرد راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین دنیا میں عورت کی سرفرازی۔ جنے سنجریاں میں انگڑی، مرد کا دل ہات نیں پکڑی۔ اپنی چاترائی کچھ کام نیں کی، نکامی کچھ کام نیں کی۔ وہی عورت بھلی، جو کوئی مرد کے کہے میں چلی بیت:

سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا نفا دیا ہے بشارت جفا یو چیز ہوا

القصہ بارے ہزار مشقّت سوں، ہزار محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا، نظر کا جیو بہوت خوشی پایا۔ اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار عجایب گلذار، مگو نوی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار۔ جھاڑاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار، پھولاں سب نادر سب اچنبا سب اوتار: بیت :۔

صفت اس باغ کی گر کوئی سناوے
عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بہلتا۔ عاشق دیکھہ وہاں جیو کھونا، ہر پھول میں لاک طلسم لاک ٹونا۔ رنگ اس کا کوے انکھیاں سوں ہم آغوشی، باس اس کی تمام دارو ہے ہوشی طوبیٰ سوں دھوا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نیں خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھیا یو مانا۔ جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا۔ عاقلی پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اتری، مستی چڑی۔ کیا لطافت کیا ناز کیا چھب، جنے یہ تماشے دیکھیا اُنے بھی رہا عجب عجب۔ کمر کوں دیکھیا کہ بال تے باریک دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک۔

نظر حیرت تے یاں گم ہو کر جاوے
کمر دستیچہ نیں کیوں ہاتھ پاوے

موٹھی میں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے ادھر باؤ بارا۔ نظر کوں ایسے جاگا پر تے گڑنا بہوت مشکل ہوا، نظر حیران پریشان فکرمند بے دل ہوا: بیت

فضل کوں ٹھار نیں کس ٹھار جاوے
وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

فضل خراد آدا، کچھ نیں دستا چارا، عاجز ہوا بچارا۔ قضا یوں ہوا، خدا کا رضا یوں ہوا۔ جو دیس میں حسن نار، اوتار خوش دیدار خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار، پھول ڈالی سے خوب لگی، چلنے میں ہنس کوں ہٹ کئی۔ راہ پے سے مٹھی بولے بات، آواز سے قمری کوں کرے شہ مات، گلوں کے پھول سے پنکھڑیاں جیسے ہات۔ چین میں پھول شرم حضور، لاج سے آسماں پوچھے چاند سور۔ مست ہتی سے مغرور ماتی جاتی، کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ: بیت

یو موہن دھن عجائب موہنی ہے
سورج اس کے درس کا درسنی ہے

جوبن الاس سے گھٹ ادھر یاقوت سے اٹھا نپٹ۔ اس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں کوں موتی کے دانے، گھر سے گھر پھرتے دیوانے: بیت

عجب پری ہے سو اس پو جو حور عاشق ہوے
مسیح دیکھ کے گم ہوے سو عاشق ہوے

سو اس دل دیا ناد کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، چتر چومار کوں ایک سہیلی تھی، بہوت چھبیلی تھی، بات رنگیلی تھی۔ ناؤں اس کا لچھ، سانولی نپٹ۔ رنگ کوں کالی، گھنگرالی

قامت کے گلزار کا، حور شہر دیدار کا، تماشا دیکھتی تھی، جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی۔ فضائے سوں جی لائی تھی، آسائش پائی تھی، سو اس وقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی، کسر کے چھاؤں تلے آئی تھی۔ آپس میں یکایک نظر پڑی اس کی نظر پڑی، بیٹھی تھی سو بچک کر اٹھ کھڑی۔ بیت:

آشنا آشنا کوں جانیا نیں آشنائی کوں کوئی پچھانیا نیں

نظر کوں پوچھی تو کوں کہ مرتے آیا، اس باغ کی خبر تو کیوں پایا۔ تیرا خاطر نیں جمع، تجھ میں بہوت دھوکا طمع۔ پیچاں سا دیتا، حیواں سا دستا کچھ گنوالیا تیوں دستا، کسی کی چوری کیا تیوں دستا۔ دونوں حیواں دونوں سوگواں، سکتہ نیں ہیں اکیس کوں ایک پچھان۔ فکر کی ملک تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا توکستانی۔ لٹ سوں لٹ پٹ ہوکر باہر نپٹ ہوکر، آشنائی دھم شہری کا اظہار کیا، اس وقت بارے اپنی دستگیری کوں ٹھہرایا۔ جیب گریبان بالیں بال، بولیا اس سکے سب احوال۔ بیتا:-

سہر عاجز نپٹ ہر سکے آئی کہ خدا کوں بی عاجزی بھائی

کہ یاں لگ آکر یوں پڑیا ہوں، کیا کہوں تن بیر نہیں اڑیا ہوں۔ یو پل صراط کی بات ہے، بہوت یاں آنا آفت ہے۔ ایتا کچھ مجھ پر کھڑیا، وہ ایسا مشکل مجھے کہیں نیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر، اس کی حیرانگی پر، اس کی سرگردانگی پر سہر آئی، آپ سکے لائی، کہی اے بھائی۔ خدا سے کچھ غم نکو کر، خوش اچھ

خدا کوں نکو بسر، نکو اکم نکو کر یو بول بول لٹ بہوت لنبی بہوت بڑی، وھاں تے پیچاں کھاتے کھاتے کمر پر چڑی۔ وھاں تے دو چار تادست نظر کوں کمر پر لیائی، کہی اتال تیری خوشی کدھر جاتا ادھر جا بھائی۔ نظر لٹ کوں بہوت بھلی کر جانیا، بہوت اپکار مانیا۔ بہت منگیا، رخصت منگیا۔ لٹ نے پیار سوں اپنے لٹ میں تے چٹ کاڑ کو تھوڑے دی بال، کیں تجے کام کچھ مشکل پڑے تو یو آگ پر جال۔ میں حاضر ھوں گی اس ٹھار، پیلاڑ کام کر نہار پروردگار۔ فرد:

خدا کا کھیل کچھ سب تے جدا ہے
جسے کوئی نیں مدد اس کوں خدا ہے

ڈر نکو، اس وقت پر ھمت نبر نکو۔ لٹ سوں وداع ھو کر نظر وھاں تے شہر دیدار کے اُدھر، چلنے سو کوں قدم کیا خوش ھوا ھور غم کم کیا۔ بارے بیگیچ شہر دیدار میں، رخسار کے گلزار میں، عجائب نادر ٹھار میں آیا، آسودہ ھوا راحت پایا۔ انکھیاں نرگس زلف سنبل رخسار لالا، قد پھول کی ڈالی، دہن غنچہ سو بال کالا بالا۔ جوڑا طاؤس گلا قمری بچن میں طوطی (سکے) تورمے، تل بھونرا چال کبک ادھر عین شکر خورے۔ گلے میں چاروں طرف گوھراں، جانو میٹھے پانی کے لڑیاں۔ انگیاں پنکھڑیاں ھات کا پنجا کنول، جوبن سو امرت کے پھل۔ جدھر دیکھتا ھے ادھر خوشی ھور انند، جدھر دیکھتا ھے ادھر ناز ھور چھند۔ بیت:

نظر اپنے مراد کوں انپڑیا تھا یو بیداد داد کوں انپڑیا

پکایک وہاں کیتک حبشی بچے نظر کے نظر پڑے، بچے کچے نظر کے نظر پڑے۔ جتنے اتنے بھوت سہانے، جانو تل کے دانے۔ باتاں بولتے اتنیچ سن میں، چالی ایسی جیسی جن میں۔ اتنے روپ سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بند۔ چنگیاں تے گوم، ہم دل جالیں ہم چوم۔ صورت اس تل کا، جانو قطرا زہر ہلاہل کا۔ بیت :

تل نہیں ہیں حسن کے دیدے ہیں
جیو لینے کوں بھوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں کیا نام دھرتے ہیں، کیا کام کرتے ہیں۔ انو بولے کہ ہمی نار، عالم کے دلاں کا ادھار، دل ربا شوخ چشم دل شکار، حبش ہور زنگبارتی، بھوت پیارتی منگاے تھے۔ سو ایک تل دھرتی ہے، تل اپنے پو بھوت دل دھرتی ہے۔ وو تل آفت ہے بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلبلا ہے۔ ساحر ٹونے میں وو ایک، جیو کا جھونٹے مار دل کا چود پایک۔ عاشقاں پو کرتا ظلم، سب عاشقاں ہوتے یہاں حیراں ہور گم۔ جس عاشق کو اُنے مار یا وو عاشق نکیں داد منگیا نکیں پکار یا۔ بھوت چھبیلا بڑا ہیٹلا۔ ہمیں سب اس کی غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے دلماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، چمنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑ پات پھل یہاں کا ہے ہمارے حوالے، یو پھل جھاڑاں سب پانی دے دے ہمیں پالے۔ بیت :

وہ آنکھنا یو بچھڑ کر ہوئے سو بے گانے
یکس سوں ایک نہ یکس کوں ایک نیں جانے

وے نظر کوں ایک بھائی تھا بہوت خوش تام، غمزا اُس کا نام - خوں پی بیچ جدا پڑیا تھا، ایسا کچھ تھا کھڑیا تھا۔ آخر جس کا خاصیت اسے دیتی ہوئی فیر ہوئی - بیت :

جگوں کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھتا
وے وہ کام ہوئے لگ بھی بہوت ڈراچھتا

القصہ قضا را یوں ہوا جس وقت کہ نظر وخساد کے گلزار کا نظارا کرتا تھا، دل پارا پارا کرتا تھا، خدا کیا کرے گا کہ استخارا کرتا تھا - غمزا نرگس زاد میں اس نظر یاں کے گیا میں مست پھرتا تھا، دنے مشورہ دھرتا تھا، سب شکار فتر کرتا تھا۔ نظر کوں نظر سوں دیکھا غمزا نیں پچھانیا، کوئی بیگانہ سے کہ جانیا - ہڑ بڑا اٹھیا، اپنا سہو آپ گھٹیا - ہوش ہوا اس پر آچایا، کہ تو کون ہے کیوں اس باغ میں آیا - غمزا مست، شیشے سوں ہمدست، نظر کوں مارنے خاطر نظر کی انکھیاں بانھیا، تو پر کے کپڑے اُتاریا، منگتا تھا کہ مارے وے نیں ماریا۔ کچھ دل میں بچاریا - نہن پہ میں نظر ہوا غمزے کی ماں تے کچھ فکر کا تھی، دونوں کوں دو نعل دی تھی، بازو کوں بانہ تے سہو محبت سوں، نانہ نے: دنیا کوں کیا پتیانا ہے، کہ ایک وقت ہے زمانہ ہے - کچھ ہوئے تو ایکس کوں ایک پچھانے، ایکس کوں ایک جانے - غمزے نے نظر کے بازو کا وو نعل

پہچانیا، جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے، اچی میں ہوا اس پر
کیا جدائی ہے۔ بہوت رویا گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت:

جکوئی بچھڑے پچھیں ذہیم ملے پاتا ہے
خدا ملانے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے

بولیا یو تھا کہ تمام، خدا کے ایسے ہی کام۔ بہوت خوش
ہوا بہوت محبت ہوں۔ خمزہ نے نظر کوں اپنے گھوڑے
کر گیا ملا سادیا، جوں تواضع کرنا تھا تیوں تواضع کیا۔ القصہ
حسن نوشہ گلعذار نے انکھیاں کے سنگار نے دل کے ادھار نے
سنیا کہ خمزہ کا بھائی جو نہیں پہتے بچھڑیا تھا سو ملیا خمزہ
کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا۔ بیت:

جکوئی طالب ہے اس کوں طلب انپڑتا ہے
طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب انپڑتا ہے

حسن نارچترچہ سار، صاحب صورت صاحب دیدار، دیوے
دلیں خمزہ کوں بلائی، کہی میں سنی ہوں کہ بہوت دنیا
بچھڑیا تھا سو ملیا ہے میرا بھائی۔ کیا نام دھرتا ہے، کیا کام کرتا
ہے۔ خمزا بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں نظر، عجب مرد ہے
باخبر۔ بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے۔ بولیا کہ علم مالک میرے
دل خوب پہچانتا ہے۔ بیت:

خوبی اچھتا ہے خوب کے سنگات خوب ادمی کے ہیں خوبیہ بات

حسن ناؤں دل پرود دلدار، جیہ کے ادھار پاس بڑے مول کا
بہوت تول کا، عجب ایک جوہر تھا، کہ کسی بادشاہ کے خزانے

میں ویسا جوہر نہ تھا۔ کہ جو پڑتا اس جوہر کا جھلک روشن ہوتے ساتوں فلک۔ بولی کہ مرے دل میں بہوت دنیاں تے یو تھا، خبولیتی تھی جا بجا، کہ کوئی مرد خاص پیدا ہوے جوہر شناس پیدا ہوے، کہ جوہر کوں جانے، جوہر کی قدر کو پچھانے۔ بیت:

آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے
آدمی جیسا منگے وو ویسا پائے

بارے الحمد للہ ایسا جوہر شناس آدمی آیا، خدا نے اسے یہاں لایا۔ یو بات ہوے پچھیں غمزے نے نظر کوں دیوے دیسی حسن کے حضور لایا۔ نظر آیا، نظر کا روشن حسن کوں بہوت بھایا۔ نظر کی نظر حسن پہ پڑی، حسن کی نظر نظر پر کھڑی۔ سلام علیک علیک السلام، جیوں دنیا کا رویش تھا یوں چلیا دنیا کا کام۔ بیت:

چتر تھا گیا بیگ مجلس کوں فام
دیکھا کر لینا دل چتر کا ہے کام

حسن دھن، من موھن، جگ جیون، جس علم کی جوں جوں پوچھی بات، نظر تیوں ایک ایک بات کوں کہا سو سو دھات چھبیلی نار، رنگیلی سحر کار، وو بات سن ہوی شہ مات۔ حسن دھن خوش طبع خوش فام، جیو ہور دل کا آرام بات تے دکھیا کا دکھ جاؤے، موں دیکھتے دل میں خوشی آوے۔ خزانے دار کوں بلائی فرمائی کہ وو سنگ خوش رنگ تواشی صورت ہے، من مورت ہے چاہ بیگ لے کر آ۔ خزانے [illegible] دھایا جو صورت حسن دھن

من موھن منگی سولے کو آیا دکھلایا۔ نظر کی جو اس صورت پر نظر پڑی حیران ھوا عقل گم پڑی۔ بیت:

یو گوھر دیلھہ کو گوھر پچھانیا جو اس گوھر میں جوھر تھا سو جانیا

کہیا من ھن مورت، یو آشنائی کی صورت، مجھے بہوت بھائی ولے یو صورت یہاں کیوں آئی۔ یو پاک صورت، اوتار مورت مغرب ھور شام کے پادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے، یو اس کی صورت ہے جس کی صاحبی سب پر چلے، یو اُس کی صورت ہے جس کے حکم تے زمین آسمان ہلے صورت بہیت عاقل، اس صورت کے صاحب کا ناؤں دل۔ بیت:

صفت دل کی کیا کہئی حسن کے پاس لگا یا دل کی آخو حسن کوں آس

نظر جاگا جاگا کے پروے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حسن یو سواد بھریاں باتاں سن، یو کھریاں باتاں سن، کچھ لگر دل پر لیائی دل بگھلائی۔ عاشق ھوئی، دل پر تی آرگئی دوئی بیت:

حُسن پر دل بھلیا دل حسن اوپر پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

دل پر عشق چھایا، ناز نیاز پر آیا۔ حسن کوں دل کا لگیا دھیان، دل حسن کا ھوا پران۔ حسن کا ذکر ھوا دل، حسن پر وقت کام ھوا مشکل۔

غزل گفتن حسن از فراق دل: غزل

سہیلی یار بچھڑیا ہے مجھے دو یار یاد آتا
نہیں سکتی یک تل مانے دو سو بار یاد آتا

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کا پچ موہنی مورتا
وہی بستا ہے دل میں دھیان ٹھارے ٹھار یاد آتا
مرے یو دیدے نا دیدے کہیں تک دیکھیں گے دیدار
مجھے دیدار دے اِیک مجھے دیدار یاد آتا
مری انکھیاں میں پھرتا ہے ترے مکھ کا خیال آکر
ترے رنگ روپ پر بھولے ترا رخسار یاد آتا
کٹھے تد کو بلا لیوں گی نظر بھر دیکھوں گی جی دیں
ترے نیناں ترے سینان ترا گفتار یاد آتا
سٹی ہوں سدھ میں اپنی کہاں کی بدھ رہے مجھ میں
نہ مجھ خوشبوئی خوش لگتی نہ مجھ سنگار یاد آتا
ترے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ دی ہوں
نہ جگوں پھول خوش لگتا نہ مجھ گلزار یاد آتا

کہانا نیں بھاتا، پانی نیں بھاتا، دل کی خاطر حسن کا جیو جاتا۔ بیت:

حُسن پر اندھارا ہوا سب جہاں حسن پر لیا ٹوٹ کر آسماں

عشق کے چانوے سنپڑی؛ باتانچہ سو اس حال کوں انپڑیا گمان جو اسے تا سخت، پانوں سوں چھٹنے کا آیا وقت عشق عاجز عشق توانا، عشق دانا عشق دیوانا۔ عشق اپنے رنگ میں اپنی کھلتا، عشق اپنی پر آپی بھلتا۔ عشق کے چالے کوں سنبھالے۔ عشق چندہ عشق بھاگ عشق دیو عشق ایمان۔ عشق حاکم عشق سلطان، عشق تے روشن زمین عشق تے روشن آسمان، عشق تے روشن سہر دو جہان۔ عشق تے عاشق مزور، عشق تے معشوق

نے پکڑی ظہور۔ عشق روشن سب میں بھرپور، عشق اُجالا عشق نور۔ عاشق
ہور معشوق کے من کا ماہا سو عشق، اس دونوں کو ڈھنڈلایا سوں عشق
ہلاک ہوکر فہم سوں، یکسکو ں ایک بھلاتے ہم سوں۔ کیا پرس کیا
نار، عشق میانے میان آیا پچھیں کہاں کا قرار۔ عشق لگے بغیر دل لگتا
نیں، عشق کا لذت ایسا ہے جو ہرگز دل بھکتا نیں۔ عشق میں جتنا دکھ،
عاشق کوں اتنا سکھ، جاں دو بھیر ہوتے ہیں راضی، واں دل کی کھلتی
ہے بازی۔ جیوسکے دریا میں پیار کا طوفان مارا، کتے دل جیتا کتے دل
ہارا، عاشق اپنے کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش
آوے، معشوق کوں بھاوے۔ معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں
رجھاوے، عاشق کا دل بھلاوے، عاشق کوں اپنے پھندے میں
بھاوے۔ معشوق ناؤں ہے، دلے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت
ہے۔ عاشق ناؤں ہے دلے عاشق میں بی تمام معشوق کی گت ہے۔ عاشق
معشوق دو نام، دلے دونوں کا ایک کام۔ سب کوں ایک وفا سوں
گھڑے، دلے ناؤں جدا پڑے۔ عشق اچیج ہے جو دونوں جاگ جلوا دیا
ہے کہیں نازکی صورت کہیں ادا کہیں اپس کوں نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے
جو دونوں کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونوں کوں بدنام
کیا ہے۔ ایک عشق جو استے کام کیا ہے، دونوں بی عشق پر عاشق ہیں یوں
کوں نام کیا ہے۔ عاشق روتا معشوق بی روتی، عشق کی بات گھر گھر ہوتی۔
معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابی ظاہر ہو آتی۔ عاشق
اوتالا بہوت گرم، معشوق کوں حایل ہوتی شرم۔ اسپکوں اپیچ بھاتا،
اسپکوں اپیچ لگ جاتا۔ فارسی میں کہتا ہے کہ بیت:

عشق اسست کہ در دو جہاں جلوہ می کند
گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

عشق کدھیں صاحب کدھیں غلام، ایک شخص کے یو دو نام۔ عاجزی اور استغنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہو آئی، اگر توں بی عاشق ہے تو یاں سمجھ رہے بھائی۔ بارے حسن دھن جیو کا جیوں عجائب رتن گلرو غنچہ دھن، نظر کوں خلوت کہ گھر میں بلائی، نزدیک بسلائی۔ عشق سوں سینا جالی انکھیاں میں تے انجوں ڈھالی۔ سبحان اللہ یو عشق ہے اگر یکسکے دل کوں زیرو زبر کرے گا، پانی کوں خون جگر کرے گا، تو آخر دوسرے کے دل میں بی گھر کرے گا، آگ سے جانے گا اثر کرے گا، مستی بخشے گا بے خبر کرے گا۔ بیت:

عشق تی عاشقاں مراداں پاے عشق آخو مراد کوں اپڑاے

رموز راز ہوے گا، ناز نیاز ہوے گا۔ بھوے بغیر بھلایا نہ جائے، ڈھونڈے بغیر پایا نہ جائے۔ بات ایکیچ کتا کتا۔ جکچھ ہے سو ثابت پنا بیت:-

ادھر تی ناز توں کرتا ادھر دو کرتی ناز
دو ناز خوب نہیں دونوں بھی ہونگے راز

معشوق نے ناز کرے تو عاشق نے نیاز جوڑنا، نہ کہ عاشق بی ناز کر کہ معشوق کا دل توڑنا۔ دو نازاں بلا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے۔ سارا بھانڈا نکو پھوڑ، جان دو نازاں واں توڑا توڑ۔ معشوق کا ناز بی ایک پیار ہے، دل توڑیا تو نا منگنا بی کیا درکار ہے۔ جو لگن نا منگنا

ہے میانے میان تو لگن اس میں منگنا بی ہے تحقیق جان معشوق نیں
منگتا تو بیگی نکو کر دل نکو توڑ، جتنا وہ توڑے گا اتنا تو جوڑ۔ عشق در
زور لگیا سو چھٹتا کیوں، تو نیں توڑتا سو ٹٹتا کیوں۔ معشوق کا نیں
منگنا عین ناز ہے۔ اس ٹھار عاشق کا کام نیاز ہے، اس کے نیں
منگنے تی تو ایتا کی واز ہے۔ عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوس، تو نیں
سو سیا یو نہیں سمجھیا تو ہزار افسوس۔ کہ آخر استغنائی عاجزی کا پنیے گی
لباس، نا امیدی امید تی ہوے گی خاص۔ معشوق کا ناز وہات دھات
ہے، اگر کوئی عاشق سمجھے گا تو یاں بات ہے۔ القصا حسن دھن
موھن جگ جیون دل کھولی، دل پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر
کنے سب اپنا احوال بولی۔ سمجھائی کہ اے بھائی جیون توں دل
کی صفت کر مجھے دل پو عاشق کیا ہے، تو نچہ اتال اس کے ملنے
کی بی فکر کر خدا تجھے فرصت دیا ہے۔ مجھے دل پو عاشق
کرنے تجھے آتا، دل کوں مجھ پو عاشق کیا تو تیرا کیا جاتا۔ بیت:

جو دل کا یار اچھے کوئی تو کئوں میں بات اسے دل کی
کہ آسانی کچھ انہ یشے کوم کر میرے مشکل کی
جگوئی چترے جکوئی جان ہے سو تجے پہچانتا ہے، توں یو
کیا سو دوں بی کرنے جانتا ہے۔ تو نچہ ہے مجھے دل کو ملانے کا
ضمان، تو نچہ ہے میرے ہو دل کے میانے میان۔ اتنا کیا سو
تو نچہ ہے، یو کام سب تجھ سو نچہ ہے۔ محبوب خوب نیں کہیں
ایسے دینا ہے، سو ریج چاند دونو مل اس تارے کوں جنے۔
نظر بولیا اے حسن دھن، جگ جیون من ہرن من موھن،

محبوبی کی روشنائی، نازاں کی صفائی جیواں کی پیاری، دلاں کو آرام دین ہاری۔ دیدے مشتاق تیرے دیدار کے، عاشقاں امید وار تیرے پیار کے۔ یو ہور کچھ نیں دل سے، دل ہات لینا بہوت مشکل ہے۔ دل بادشاہ دل آپ بھاتا، دل سوں دل بغیر دل ملے ہات نیں آتا۔ بیت:

کہے سے کوئی دل کو کیوں اپنا بنے میں چھپا کے یو دل ہے
تجھے آسان دستا ہے مجھے یو بہوت مشکل ہے

دل توڑے جو دل کوں دل ہو جائے، جگ کوئی دل سوں دل ملاوے دل کوں پچھانے۔ اول تی دل کسی سوں جوڑنکو، دو توڑے گا تو توں توڑنکو۔ عشق کرتے سو دیوانے ہیچ ہوڑ، دل لگا توڑتے سو سخت دل بیرکوڑ۔ عشق ہیں معشوق کے جفاتی کچھ انا ناں، دل پر اپنے دریغ لیانا ناں۔ عشق کا وضا چ یوں ہے، قضا چ یوں ہے۔ یاں ایس کوں ہے دل نا کرنا، کام ایس پر مشکل نا کرنا۔ عشق ایسیچ چالیاں تی پایا رواج، عاشق کوں سہے بغیر کیا علاج، ہر جفا کوں فراغت ہے، ہر رنج کوں راحت ہے، کیا واسطہ کہ یو عشق ہے عاشق کا یو حال کرتا ہے، تو کیا معشوق تی گذرتا ہے۔ معشوق ہیں عشق نیں سنپڑتا، معشوق کوں عشق دیوانے نیں کرتا۔ معشوق ڈاہواں ڈول نیں ہوتے، معشوق گھانگرا گھول نیں ہوتے۔ معشوق بی عشق کا سواد لیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر جیو دیتے ہیں۔ معشوق بی زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر لئی کچھ کرتے ہیں۔ اتنی طاقت کاں ہے اس ہیں جو بچھڑ رہ سکے، بچھڑے کا دکھ سہ سکے۔ معشوق کا دل

بے دل ہو کر کاں جاتا، عشق آپیچ لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا عاشق کے عشق کوں پاکر، معشوق پاوان پڑتے آکر۔ معشوق بے پروا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے تو وہ عاجز ہو کرتے بات، اگر وہ اپنی بے پروائی پہ آوے، تو عاشق کا گھڑی میں جیو جاوے۔ توں عاشق تجھ میں کیتا نیاز اچھنا، کیتا امتیاز اچھنا۔ توں تو یوں آنا پیش، جوں بادشاہ انگے درویش، جوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار تسلیم ہزار ہزار سلام۔ اس کا حسن تیرے دل کا اُجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالا۔ معشوق کا جفا سوہنے عاشق کوں عار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام کی ٹھار نیں۔ عاشق کوں معشوق بغیر سر تاج نیں، عاشق معشوق کی لے رضائی کر تاج نیں۔ عاشق اپس کوں کیا خاطر میانے لاوے، وہی خوب جو معشوق کوں بھاوے۔ عاشق جو ثابت ہوا اپنے ٹھار، معشوق آپیچ آتی ہے بے اختیار۔ معشوق جکچھ کرے تو عاشق کے چاڑ کچھ معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی بناڑ۔ بیت:

معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری معشوق سوں نکو کرو ہرگز برابری

معشوق بے نیاز صاحب ہے وو جکچھ کرے گا سو اسے سہاتا ہے توں عاشق خریدی بندا بچے دل توڑ لینا کیا کام آتا۔ دل توڑتا تو کیا دل توڑیا جاتا ہے، دل توڑیا ہوں کر چپ موں میں تی بول آتا ہے۔ یو عشق ہے اس تی جیو کیا بچے گا، جتنا توڑنے جائے گا اتنا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی تو عاشق پر معشوق آپی ہوتی دیوانی۔ یو سن، ایک عشق اس میں ایتے گن۔ بارے اسے من موہن تو جو کتی ہو کہ میں دل پہ عاشق ہوئی ہوں مجے دل سوں ملا، میرا دل غنچہ ہوا ہے

دل پھول کر کھلا۔ دل بہوت ہے بڑا، دل پر کون رہ سکتا کھڑا، دل بہوت آلا کہ کہیں ہیں "قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ"۔ دل یعنے خدا کا عرش سلطانا کا دل، جیکوئی دل کو انپڑیا وہ خدا واصل۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کوں بی معراج دیچ پر ہوا تھا، یو راج کاج دیچ پر ہوا تھا۔ دیدار کوں دیچ میں دیکھے، پروردگار کوں دیچ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا کوں بھایتاں تھیاں، سو باتاں دیچ میں تے آیتاں تھیاں۔ بعضے کہتے جو روح جسم سو آسماں پر بھاتا اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نیں آتا۔ جو جسم روح ہو کر آسمان پر چڑے، اس جسم کوں شکست ترکیب نیں وو کیوں خاک میں پڑے۔ حضرت جو دل پر آنے سکے، جو خطرا دل میں تے آتا تھا اس خطرے کا ناوں جبریل رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نیں بزرگاں کہے تھے، کہ حضرت روح سوں آسماں پر گئے تھے انو نے تحقیق یوں کہیے ہیں، ہمنا خبر یوں دیے ہیں۔ شرع کے لوگاں کہتے کہ نا یوں نیں حضرت اسی جسم سوں آسمان پر گئے تھے، اسی قسم سوں آسمان پر گئے تھے۔ جو جبریل خدا کے پاس تے خبر لیاتا تھا، تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔ جاں اسرار، جاں راز کی ٹھار اس تے پیشتر حضرت جانے ہور پروردگار۔ یو بات عقل کی حد آنگے ہے، نقل کی حد تے آنگے ہے۔ جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل میں، اتنا ہے سب دل میں۔ وہی ہوا عاشق ہور وہی بھلیا، جس پر پردا کھلیا۔ دل میں جانے ہور دل کو پانے کی بات جدا ہے، دل میں خدا ہے۔ یہی دیدے یہاں دیکھتے سو دیدے دل میں جاویں، تو دل کا دیدار پاویں، دیدار ہور دل، دونو ایک ہویں مل، دل دیدا دیدا دل۔ یو بی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ،

کا مقام ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں سمجھنا عارف ہور عاشق کا کام ہے۔ یو اپنا پیکھنا ہے یہاں اپس کوں اپے دیکھنا ہے۔ یو حضور کا جلوہ ہے، یو اپنے حسن کے غرور کا جلوہ ہے۔ جکوئی یہاں آتا ہے وو کچھ خدا کوں پاتا ہے۔ نکیں کوں کتے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانیا، کہا دیکھیا دلے نیں پچھانیا دیدا ہوے تو دل میں جاناں، جیو ہوئے تو پیو کو پانا۔ جیو کے جیو کوں پانا دل کوں دیکھنا عجب تماشا ہے، سر تے پاؤں لگ سب تماشا ہے۔ باپ کے صلب ہیں تے جو قطرے ماں کی رحم میں آیا تھا، ہور جیو اس میں سمایا تھا، ہور ابی اکٹھیج ہے، وہ یہاں سمجھنے میں پیچ ہے۔ وہی قطرا جو وجود پکڑ کر بھار نکلیا، وہی قطرا یو عمارت اپس پہ سنوار نکلیا۔ وہی قطرا ہے جو دیکھتا رہتا، وہی قطرا ہے جو بھلتا بھلاتا۔ وہ قطرا جیو کا وجود، جس جیو میں موجود۔ وہ قطرا اجھوں انکھیاں میں تازا، یہاں دم مارنے کیے اندازا۔ عارف کی شناس دونچہ ہے، اجھوں اس قطرے کی باس دونچہ ہے۔ ایک قطرا دلے ہزار دریا اس میں۔ خدا نے قدرت عجائب کچھ کریا اس میں۔ اس قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین اس قطرے میں سمایا۔ خوبی دیکھ انکھیاں ہور دل کا منتر ایک۔ جو کچھ کرتیاں سوں آنکھیاں ہور دل، اسے سمجھنے عاشق ہونا یا بہوت عاقل، یو بات بہوت باریک بہوت مشکل۔ اس بات کے مانے، خصوذ باللہ نادان کچھ کا کچھ جانے۔ دانا کوں فکر سر چڑھے، نادان ہنس پڑے۔ اتنے پہ بی کیا چپ رہیں گے کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں، خدا کے راز کی بات بولتا ہوں، یو عاشق ہور عارف کے سنگات بولتا ہوں۔ کہ عارف

عاشق عاشق عارف ہے بالذات، دو پاوے گا یو بات۔ اس قطرے میں جیو ہور جیو تو مرتا نیں، دو قطرا تا قیامت جیسا کا ویسا ہے اس قطرے کوں کوئی تحقیق کرتا نیں۔ کیتا کہوں اس بات کے مانے، اس تے الگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہور سب دل میں ہے ہزار ہزار عالم ہر ایک منزل میں ہے۔ اے چتر سجان، انسان کوں نہتا نکو جان، اگر خدا کوں پچھاننے منگتا ہے تو انسان کوں پچھان۔ جند کا جسم سو بند ہے، بند میں جند ہے۔ جنے اپنے باپ کے بند کوں دیکھیا، اونے اپنے جند کوں دیکھیا۔ اپس میں جائے گا تو اپس کوں دیکھے گا، اپنی ماہیت معلوم ہوسے گی اپنے نفس کوں دیکھے گا یو تن جانہارا ہے اُسے اتا لیچہ تے کر جدا، جیو سوں توں جاناں سو خدا۔ اپنی جو یو خدائی ہے، انسانا کوں خدا نے ایسا بڑا پیدا کیا ہے کہ یو خدائی سب اس میں سمائی ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر کیا ہوتا عجب، اپس میں دیکھ کہ تجھ منیچہ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے، ہر یک ٹھار یک لذت جدا ہے۔ اگر کوئی سمجھنہار ہے، تو جاں خدا نیں دو کون ٹھار ہے۔ اگر خدا آفتاب ہو آیا تو ہمنا کیا حظ، اگر چاند ہو کر دکھلایا تو ہمنا کیا حظ۔ آدم کی صورت میں اگر کوئی خدا کوں پاوے تو سواد ہے، آدم میں جیکچھ ہے سو دیکھیا جاوے تو سواد ہے۔ یہاں خوب اندیشی دیکھ اگر تجھ ہے نظر تجھے ہے نگاہ، کہ خدا اپنے بولیا ہے کہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ایک راز کی بات کتا ہوں سن کہ دو بات جداچ ہے، اس آیت کے معنے یوں ہے جدھر توں دیکھتا ہے اودھر خداچ ہے۔ اگر تجھ میں کچھ شناس ہے اگر تجھ میں ہے کچھ دید،

تو مصحف میں یوں بھی آیا ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ خدا شہ رگ تے نزدیک تر ہے، ولے کیا فائدہ کہ آدمی بے خبر ہے۔ آدمی جس کام میں جیو لاتا ہے، خدا نا اُمید نیں کرتا کچھ بی پاتا ہے۔ بے خبری دور کر خبردار اچہ۔ دنیا دو دیس کی ہے ہشیار اچہ۔ آنے ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اُسے سمجیں اُسے یاد کریں اس کے ہودیں نکہ غفلت سوں جیویں غفلت سوں کھاویں، غفلت سوں پیویں، جنم اپنا غفلت سوں کھودیں۔ جکوئی اُسے سمجھیا ہور اس کی یاد میں رہیا وو انسان، جکوئی یو دو کام نیں کیا وو حیوان۔ حیوان بی کھاتا پیتا ہے، حیوان بی جیتا ہے۔ اگر لہو لعب سوں جیے، پس ہزار حیف ہے کچھ نیں کیے۔ خالی ہات آنا خالی ہات جانا، واں خدا ہور رسول کوں کیا مُوں دکھلاتا۔ بحسب ظاہری پانچہ وقت کا نماز کرنے کا جوں شرط ہے، تیوں نماز کے پچھے بی ہزار جنس کی عبادت ہے۔ وول عبادت کیے تو خدا کا دیدار رسول کی شفاعت ہے، لاکھ لاکھ عنایت ہے۔ نماز کوں کھڑے رہے تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا دل پر ہور کچھ نا لیانا، جو لگن نماز کرتے ہیں تو لگن خدا چ یاد آنا۔ اگر یو بھید کوئی پایا ہے، تو لاصلوٰۃ الا بحضور القلب" بی آیا ہے۔ نماز میں جکچھ پڑنا ہے سوں جانو خدا سو باتاں کرنا ہے، یو ادب کی جاگا ہے یہاں زیاستی کا مان سب بسرنا ہے۔ نماز یوں کرنا، کہ نماز کرتے وقت یو دنیا اس کے دہم میں تا گزرنا الحمد للہ ہور قل ھو اللہ جکچھ پڑے سو اس کا معنا سمجھ کر پڑھے تو بہوت حاصل ہوتا ہے، دل ادھر اودھر نیں جاتا اس کے معنیچ میں ایسا ہے دل خدا سوں واصل ہوتا ہے۔ اس وقت یوں جانتا کہ وحدہ لا

لاشریک لہ خدا ایک ہے، حاضر ہے، دیکھتا ہے، میں اس کی عبادت کرنے آیا ہوں، بندا ہوں عاجز ہوں اس کی درگاہ اپنی عاجزی لیایا ہوں۔ کہ وہ دل کا مالک ہے دل تے خبردار ہے، بے عیب پاک پروردگار ہے۔ جتنا سکنا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکھنا۔ اوس چیز پر جو مقصود کا خطرا دل پر آتا بے اختیار، آخر اس خطرے کا علاج ہونا ہے اسی ٹھار۔ تو اس ٹھار خاطر خوب خوب اچھنا کہ سب مقصوداں بر آویں، بلک اپس تے دسرے کچھ مقصوداں پاویں۔ اگر اس وقت تجھے دنیا کوں دسرنے کیں نہ ملی ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب قیامت کا پوچھ بچار۔ ادھر اُدھر نکو جا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا۔ ماں یا باپ مرتے وقت دیکھا اچھے گا تو وقت تو بی یاد کر، کہ اُس وقت یو دنیا کیوں دستی تھی ہور کیا گزرتا تھا تیرے اوپر۔ شاید یوں تو بی نماز کے وقت دنیا ٹک فراموش ہوے، بے ہوشی تیری جاے صاحب ہوش ہووے۔ جنے خدا کوں تحقیق جانیا، ہور رسول کوں برحق مانیا، نماز کرنا اس کا کام ہے، نیں تو بھئیں پہ سر رکھنا ہور آیت پڑنا یو یک رسم عام ہے۔ یعنے نماز کرتا ہے نیں نماز کرتا ہے، خدا کوں واز کرتا ہے۔ اگر اوس دو باتاں پر کوئی استقامت پکڑیا ہے تو نماز میں اُس کا خاطر قرار اچھے گا نیں تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سو ٹھار اچھے گا۔ جکچھ ہے سو خدا ایک ہے کر جاننا نچہ ہے رسول کوں رسول برحق ہے کر ماننا نچہ ہے۔ نا رسول کوں سمجھے نا خدا کوں پچھانے، یو کیسی مسلمانی ہے کون جانے یک گھڑی دنیا کا دھندا چھوڑ خدا کی عبادت میں رہیا نیں جاتا، دو لیسے جو تمام عمر چھوڑے ہیں انھوں بی چھوڑنا چ دل پر آتا، جکوئی

صاحب ہے دیتا دلاتا ہے اس سوں دل جوڑنا، اسے ہرگز نا چھوڑنا جس تے سب کچھ پانا، اس کی عبادت میں ہور خطرے کوں کیوں میانے میان لیانا۔ جکوئی صاحب دل ہیں انو کے دل اس گل ہیں نا بھامیں، انو کے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں۔ خدا بغیر دل میں تے سب کاڑے، پچھیں خطرے کیوں آتے آڑے۔ اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا، اس کے مشغولیت میں خلل بھاوے گا۔ انسان نے اتنا تو حاصل کرنا ہے کہ بارے نماز کیے لگن اسے خدا بن کچھ یاد نا آوے، اس دنیا میں آسے کوں کچھ بی اپنا کام کرنے پاوے۔ چپ نا چیز ہو نا جاوے کہانے پینچ کا لگیا ہے، مرنا۔ فسر کے جینچ کا لگیا ہے۔ اگر پتھر پر توں سر پھوڑے گا، تو بی کوئی تجھے جیوتے نا چھوڑے گا۔ جیوتا ہے لگن مرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر جیونے تے کچھ حاصل کرنے منگتا ہے اگر، تو آخر مرنا ہے مرنے کوں نکو فسر، بلکہ جیو تیچ مر۔ خدا چ کا یاد خدا چ کا ذکر، جکوئی جیو تیچ موا اسے مرنے کا کیا فکر۔ اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا۔ اپنا کام آپ سوں کیتا بچارے، کیا حاجت ہے جو اسے ہور کوئی اتارے۔ جکوئی جیونے خاطر پکارے گا، عزرائیل اسے آکر مارے گا۔ بوڑے کوں کنے پکاریا نیں، موئے کوں کوئی ماریا نیں "موتوا قبل ان تموتو" حدیث بی یوں آئی ہے، اس جیونے کے معنے سمجائی ہے۔ کرنے کا سوں نیں کرتے ہور نیں کرنے کا سوں کرتے، نسرنے کا سو یاد رکھتے ہور یاد رکھنے کا سو فسر کرتے یک ساعت تو بی دل صاف رکھنا، دنیا کا کچاٹ دل تے دھونا،

تقوٹے قرار رکھ خاطر جمع کرنا گھابرے نہ ہونا آئینہ صاف اچھے گا تو
خدا کے نُور کا جھلک اوس میں پڑے گا، دل روشن ہوے گا بہوت
بلندی پہ چڑے گا۔ خدا کے حضور کھڑے رہ کر ایک جیو سوں اپنا
دل کھولنا جیکچھ اپنا مدعا اچھے گا سو نماز میں خدا سوں بولنا۔ نماز میں
خداچ سنگات اچھنا، خداچ سوں بات اچھنا خدا سوں اختیاری کرنا
خدا کوں اپنی بے کسی دکھلانا زاری کرنا۔ جو نماز کوں جائے تو یو
جاننا کہ اپنے خدا کے حضور جاتا ہوں اُنے فرمایا سو سو اوس کی
فرمودگی بجالیاتا ہوں۔ خدا کوں حاضر ناظر کر جاننا، آفرینندہ قادر کر
جاننا۔ کہ اُنے پیدا کیا ہے، جیو دیا ہے۔ اُسے سچ کر جنے اس کی عبادت
کیا دو بہوت بڑا، ایسے سچ کے گنج میں تے جنے کچھ لیا دو بہوت بڑا۔
اول اس دنیا کے بود کی یک ذرا خاطر میں نا لیانا پچھیں عبادت کرنے
خدا کے حضور جانا، تو دیکھنا کہ دل کہاں جاتا ہے، ہور کیا صفا پاتا ہے،
دل پہ کیا کیا خدا کا تجلیات آتا ہے، اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج
جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر، یو بہوت دور اندیشی یو بڑی فکر۔ یو
مردان کا کام ہے، یو صاحب درداں کا کام ہے۔ یہ خدا کے خاصے عین
خدا کے خلوت میں محرم، بے یاد ہرگز خالی نیں انو کا آتا جاتا دم۔ انے
ہور اپنا خدا، باقی دل تے سب کیے جدا۔ انو کا ہمراز انو کا محرم اللہ،
چڑتا دم لا الہ اُترتا دم الا اللہ جو لا الہ الا اللہ کا سچ دل میں ثبوت
پایا، خاطر میں بی خوب آیا، خدا نے یاں کچھ سمجایا۔ پچھیں چڑتا دم اُترتا دم
بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، بندا خدا سوں یار ہوتا ہے بندا خدا کوں بھاتا
ہے۔ جیوں شراب کی مستی چڑتی، تیوں محبت کی مستی چڑتی، بندے ہور

خدا میں یاری بڑتی بڑتی عاشقیت ہور معشوقیت آکر کھڑے رہتی، ناز ہور نیاز کیاں باتاں سکتی۔ محبت زور ہوتا، کام کچھ ہور ہوتا۔ جبکوئی اس ٹھار محبت کا بیج بوتا ہے، رہتے رہتے پھنگے ہور اس کیڑے کا قصا ہوتا ہے۔ منصور پہانچہ آکر بولیا مطلق، کہ میں ہوں سچ ہوں انا الحق انا الحق۔ یو بندے ہور خدا کا وصال ہے، یو عشق کی کمالیت کا وصال ہے۔ عشق ایسا ہے کہ عشق تے ایسے کاماں بہوت ہوآتے، بعضے عاشقاں دکھلاتے، بعضے عاشقاں چھپاتے۔ بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے بعضے کتے چھپانے میں، ہر یک کوں یک قسم کا وقت تھا ہر یک زمانے میں۔ بعضے عاشقاں یا عارفاں عشق یا عرفاں کے زور سوں خدا کہواے، بہوت خوب تھے عاشق تھے عارف تھے سہارے، یو بچہ ہے تو کہوایا جائے۔ اما انا اللہ یعنے سچ خدا ہوں یو بی وصال تو ہوے، یو بی کمال تو ہوے یو بی حال تو ہوے۔ ولے میں ہے، خدا یو وہ ہوے اس نہایت لگانگی سوں یو بی دوئی کا مقام ہے، دوئی تو وال لاذم نیں آتی جاں عشق تمام ہے، دوئی دور کرنا یو تو عشق کا عین کام ہے انا اللہ کا معنا عشق کتا سو عاشق کوں قام ہے۔ جو عشق انا کہنے پہ آتا تو عاشق پورا مقصود پاتا۔ سب آپیچ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی پنا دور ہوجاتا۔ یہاں اپنا اپیچ یار ہے، وحدہ لاشریک لہ کی ٹھار ہے۔ یہاں اپنا عشق اپس سوں دھرتا، یہاں اپنی پرستش آپے کرتا یہاں نورٌ علیٰ نور ہے، یہاں سچ سب جاگا کیرچہ ہے۔ حضرت جو خدا سوں ملنے گئے تھے معراج کی رات تو پردے میں تے یوں آئی بات، کہ حبور کرا خدا نماز کرتا ہے، یعنے اپنا شغل اپس سوں دھرتا ہے۔ دو نماز کتے

یو نماز ہے اگر کوئی پچھانے گا، جکوئی محرم راز ہے سو جانے گا۔ جو تحقیق ہوا اپیں آپ، نہ اُسے ماں نہ اُسے باپ۔ احد ہوا لم یلہ ہوا ولم یولد ہوا، اُحد تے گزریا بے حد ہوا۔ جو کوئی اپنا عشق اپس سوں دھرتا، وو دسرے کی نماز کیوں کرتا۔ اسے اپنی عبادت سے فرصت نیں یک تل، یوں اپس سوں آپی گیا ہے مل۔ تحقیق یو نچہ ہے، جیوں کھا گیا تیو نچہ ہے۔ اما یک انا اللہ واں عشقی ہے وو یک انا اللہ واں عرفانی ہے، اگر یو دونوں حاصل ہیں تو زہے سعادت تمام شادمانی ہے۔ اگر یہ عشق ہور عرفاں ذکر ایک ہے ولے ہوے وو ٹھار، عاشق مست ہے عارف ہشیار۔ انا اللہ کے مقام یہ ہم عشق ہیں ہم عرفاں میں جکوئی کامل ہے وو ہمیشہ کھڑا ہے، ولے انا پہ آنا ہور بشریت بالکل اُس تے جانا یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوئی عاشق یا عارف اس ٹھار یو سمجھ کر کرتا۔ ہے کچھ فرق: تو انا پہ آنا یکھادے وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے۔ الحال کالبرق۔ تمام بشریت کس تے گئی ہور کس تے جاتی، نہایت دور ہوتی، یک وقت یک تل اس حد لگی آتی۔ تو یو انا پہ آنا ہوا یو انا کہوانا یو اپس تے اپیچ کچھ آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔ اگر یو آپے میانے آوے اور اپس کوں یوں کہوائے، نعوذ باللہ کافر ہوئے یا مردود ہو جاوے۔ انا پہ آنا بہوت مشکل ہے، انا کا تمام علم کسے حاصل ہے۔ واللہ باللہ تا اللہ محمد، (ص) نے یہا پنج کہیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نیں تو کیا محمد کون یو حال نہ تھا، یو وصال نہ تھا یو قال نہ تھا۔ بشریت مطلق جانہاری نہیچ، یو درست نیں کہیچ۔ انا کے مقام بغیر جتیے مقام ہیں وو سب حال ہے، یو وصال ہے،

قرب کا انداز ہے معشوق کا ناز ہے۔ ہمت کا امداد ہے، عشق کا اتحاد ہے۔ جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن انا اللہ کہنے کے مشتاق ہے۔ بشریت کی دھن، آنا اللہ لگن۔ اللہ کا عشق یاں لگ اپٹرتا ہے کہ یو انا اللہ کہتا ہے، پچیس رہتے رہتے یو لکھا دے وقت انا کے مقام پر آتا تو انا اللہ بی کہنا رہتا ہے۔ انا کے مقام پر جو آنا ہے سو لی مع اللہ کے وقت کا مانا ہے۔ یاراں ہو انصاف کرو، دل کوں صاف کرو بہوت تکو لاف کرو۔ کہیا مانو، اپس کوں پچھانو۔ یا ناجان کر یا مستی سوں یا دیوانگی سوں لئی کچھ کہیا جاتا ہے، ولے جکوئی سمجیا دو بی اپنی جاگا پر آتا ہے۔ عربی میں یوں دیے ہیں خبر، کلام المجانین لا تعتبر۔ اما جوں ابتدائی، رسول خدائی، ذکر اشغال کا قاعدہ آتا ہے، تیوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انسان انا اللہ ہوا اچھو یا انا ہوا اچھو اول تو واجب ہے اپس کوں یہاں صبر نا، ولے بلا اختیار خدا خدا بولیا جاتا ہے اُسے کیا کرنا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ انا بی معشوقیت کے کمالیت کا مقام ہے، جس کوں سمج میں سمج ہے جس کوں نام میں فام ہے، اُسے یو فام ہے۔ اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے عشق رکھیا نیں جدائی، اما اتنا ہوے پر بی بشریت سوں مل چلتی ہے خدائی۔ انا اللہ و انا کا تو لگیا ہے دھندا، ولے جو بشریت کی احتیاج میانے میان آوے تو دو خدا سو خدا یو بندا سو بندا۔ بیت:

گشتم تمام جمع و پراگندگی کجاست
سرتا بپا خدا شدم و بندگی کجاست

اما جو ابتدائی، رسول خدائی ہوا ہے، سو روا ہے۔ بندا اگر خدا ہوا

تو خدا کے کام کرتا، خدا کے کام اگر ہات نیں ہوے تو اے بندا ہوں کر خام کرتا۔ قطرا دریا تے واصل ہوا دریا قطرے کوں حاصل ہوا۔ ولے یو کیا اپے بالذات دریا ہے، دریا قطرے میں بھریا ہے۔ عجب قطرا ہے وو جیں میں دریا بھرتا، قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا۔ تو دریا میں دریا سماتا، قطرے میں دریا کیوں آتا۔ جنوں یاں کھڑے ہیں، انوں بہوت بڑے ہیں۔ انسان جو اس مقام پر آتا ہے، تو لغۂ کچھ کہیا جاتا ہے۔ یو سب عشق ہور عرفاں کا زور ہے، میاداتوں جانے گا کچھ ہور ہے۔ یو بات تحقیق سب وو کچھ ہے جو یاراں جانے، اما ٹک ولے ہے درمیانے۔ ایکیچ تھا سواد کی خاطر ایک کے دو ہوے یعنے یو تھے سو دو ہوے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اول خند روز زباں سوں کرتے ہیں، خاطر قرار رکھ دل کوں ٹھار رکھ بہوت دھیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اسے خوب وفا سوں بھیدے، یو فکر اسے خوب وفا سوں بھیدے، اس ٹھار پر آیا، محبت حاصل ہوئی یہاں کا لذت پایا۔ بعد ازاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کے، ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر کا اثر نیں انپڑتا، زبان کہاں ہے کہ زبان کوں خبر نیں انپڑتا۔ جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، واں زبان بیکار ہے۔ اس جاگا پر فکر کرتا کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے، اس میں اسے ہزار ہزار فکر کرتا ہے سو کون ہے۔ یو ذکر اس سے لگی انپڑتی ہے کہ ذاکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے۔ لطافت آتے ہی کثافت سب دور ہوتا ہے، غایب حضور ہوتا ہے۔ خالی سب بھرپور ہوتا ہے۔ جو بے زبان بولتا وو تو بچون بے چگون

ہے، بے شبہ بے نمول ہے۔ سنتا ہے ہور کان نیں، بولتا ہے ہور زبان نیں۔ جیچے وو کتا ہے سو ہمیں کرتے، اگر مرو کتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جدھر وو دوڑاتا، آتے ہیں جدھر وو لیاتا۔ ہمنا چاراں ہمیں بچارے جیچے وو فرماتا سو کرں ہارے۔ دلے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا بی دل بات لیتا ہے، ہمنا سوں بی مل چلتا ہمنا بی دلاسا دیتا ہے۔ غم کے وقت یاری کرتا، خوشی کے وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام آتا، مرنے کی جاگا تے بچا لیاتا۔ خوش دل کرتا ہے، مراد حاصل کرتا ہے۔ وو بے چون بے چگون بے زبان بات کرتا ہے۔ سو اسے بی بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بہوت پاک بہوت لطیف مورت ہے۔ اتنی نازکی ہے جو دکھلائی نیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نیں آتی۔ اگر کہے تو بی کوئی یکایک پتیاسی نا، یو دریا کسی قطرے میں آسی نا۔ بیج میں جا کر جھاڑ کوں کون دیکھیا ہے، کنکر میں گھس کر پہاڑ کوں کون دیکھیا ہے۔ تارے میں آسمان کیوں [illegible] قطرے میں آفتاب کیوں دیکھیا جاتا۔ محال یو حال خدا [illegible] اس حال وصال خدا کرے تو چہ ہووے۔ یو بات جو آپ [illegible] آتی، جان تے آتی وو خدا یو خوب پچھان جان تے بات آتی وہاں جاتی۔ باتیچہ میں جو بات دہونڈیا سو ہوا سرگرداں، ہور عام خاص سب ہور عالم سب یاں حیراں۔ ہور جس پووے تے بات بھار پہ آتی، سو روح "قل الروح من امر ربی" جیسے امر خدا سکتے یو روح کا مکان، تو چہ روح تے بات بھنا پہ آتی تو نہیں بولتے کہ ہمیں انسان۔ بعضے وقت یوں ہوتا

ہے کہ عالم غیب کا مدد ہوا روح ہور انسان اپس میں اپنے بات کہتے ہیں مل، ولے یو بھید کوں سمجھنا بہوت مشکل، کیسے ہے دل، کون ایسا کامل واصل۔ اس غیب کی ہویت میں تے بات ہزار ہزار جنس کی آتی، انسان کوں خدا عقل دیا ہے تو ہر یک بات ہر یک جاگا سمج کر کہی جاتی وہاں تے جو کچھ آیا ہور اُنے بھار بھایا، تو مجذوب ہوا دیوانہ کہوایا۔ بے سد بے ہوش ہوا، کیا کہا کیا نیں کہا فراموش ہوا۔ بے بند ہوا بند چھٹیا، آدمیاں میں تے اُٹھیا۔ یو لا ادیاں درگاہ، یاں کیا فقیر کیا بادشاہ۔ گناہ ہور ثواب سب بھار ہے، دل میں خدا پچ کی ٹھار ہے۔ ولے عارف کوں ضرور ہے یو تحقیق کر جانے، نفسانی خطرا ہور رحمانی خطرے کوں سو پچھانے نفسانی شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑ نے نا دینا، اس خطریاں کوں بہوت قید سو رکھنا، جاگا نازک ہے پردا پھاڑ نے نا دینا۔ نعوذ باللہ اگر یو نفسانی خطرے بھار نکلے، نڑری پہ پاون دے گلا چپکلے۔ گنہ گار یو خطرے کرتے ہیں، شرم سار یو خطرے کرتے ہیں۔ اگر مرد ہے توں صاحب حال، تو اس نفسانی خطریاں کوں سنبھال۔ تیرے رہزن سو یو چہ ہیں، تیرے دشمن سو چہ ہیں۔ دشمن کوں پتیانا خوب نیں، انو میں مل جانا خوب نیں۔ پوچ بچار کے وقت بلا تجھ پہ بھائیں گے، اپنے میانے تے نرالے ہو جائیں گے۔ اس وقت کیا توں انو کوں پکڑنے پاوے گا، کدھر دہونڈے گا کہاں تے لیاوے جاوے گا۔ کام بہوت کٹھن، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ چل۔ جھاڑ پہاڑ خاک بارا، آتش آب چاند تارا، الجھال آسمان آفتاب، یو چھپے

نیں حجاب ۔ اگر کس پہ کھلے ہیں ہور کس تے دیکھا جاتا ہے، تو دانش کے انکھیاں سوں خدا سب میں ہے بے چونی بے چگونگی کی دھا سوں. دس آتا ہے ۔ دیکھین ہارا ہوے تو دس آوے، دھونڈھن ہارا ہوے تو پاوے ۔ پیر مرشد تو بولنے کا بولتا ہے، ولے اس کا طلب اس پہ کھولتا ہے ۔ جس طالب کا مطلب کمال ہے، وو تالی نیں البتہ اس پہ کچھ حال ہے ۔ اگر پتھر سو برس پانی میں اچھے گا پھوڑے تو پتھر سوکھا، کوڑ آدمی اوپر چکنا دستا دروے میں سب روکھا ۔ جنے ریجیا وو بہتر بھیجیا ۔ جس طالب کوں طلب کا زور ہے اسے پیر مرشد کا صحبت اثر کرتا ہے، جس طالب کوں طلب کا زور نیں پیر مرشد کیتا بی کہو کیا فائدا کچھ یاد نیں اپتا سب بسرتا ہے ۔ جوں حافظ کتا ہے کہ ۔ بیت

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ درو لولوئے مرجاں نشود

جو طالب جس ٹھار ہے، سب اس کی طلب کا یار ہے ۔ طلب باندیا دروازہ کھولتا، طلب بلاتا طلب بولتا ۔ طلب مطلب کوں انپڑاتی، وہی طالب جس پہ طلب تمام آتی ۔ لا الہ الا اللہ کی ذکر یوں ہے اللہ کے ہے جو لا کتے ہیں تو زمین ہور آسمان کوں فنا کر جاتا، اپنا وجود جملہ جہان کوں فنا کر جاتا ۔ جو طالب اس شغل کے دنبال ہوا، یو تصور اس کا کمال ہوا بیچیں اے دستا سو اوپر کا چھلٹا سب دور ہوا، بھیتر یو بے زبان بولتا سو رہا، جو یو بی اس لا کے سنگات فنا ہوا، بعد ازاں اس بولتے کوں جو بلاتا وو رہا ۔ الا اللہ کے کتے سو دو چہ ہے، طالب کوں اتنی مشقت اس ٹھار تو چہ ہے ۔ عشق عشق کر عاشقاں

نو نچے کو نچے پکارتے ، منصور انا الحق کہا اگر انا العشق کتا تو ہرگز اُسے نا مارتے ۔ خدا شاہد تھا ، معنا واحد تھا ۔ بندا جو اپس کوں تمام دور کیا ، نور کیا ۔ پچھیں بندے میں خدا چ رہتا ہے ، نیں جانتا سو کچھ کا کچھ کتا ہے ۔ خدا اپس کوں خدا ہوں کر بولنا ، خدا ہوں کر بولنے بندے کوں کاں ہے سکت ، یو بولتا سو ہور کوئی ہے کون سمجتا یو گت ۔ کیسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے ، ہور خدا بندے کا بھید پاوے ۔ یو "الانسان سری و انا سرہ" کا ٹھاؤں ہے ، یہاں جدائی کی جاگا نیں خدا ہور بندے کا ناؤں ہے ۔ ایک جھاڑ ایک ڈالی ، سمج آکر دوئی ڈالی ۔ جھاڑ ڈالی کوں جدا کر نکو جانو ، ڈالی تے جھاڑ سہاتا ہے پچھانو ۔ پھول پھل سب ڈالیاں کوں آتے بار ، پھول ہور پھل ہوئے ڈالی جھاڑ کا سنگھار ۔ عارفاں جیتے نشانیاں دیتے نادانا چپ اپس کوں جدا کر لیتے ۔ دل میں دوئی آنی ، ڈالی نے جھاڑتی جدا کر جانی ۔ ایک جھاڑ اُسے کیتاں ڈالیاں سن ، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن ۔ اس ڈالیاں میں بی رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھولی ، پھول کتا میں ڈالی تے آیا ، ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے آئی ، سب جھاڑ ہے نکو بھول ۔ بندے کوں اگر خدا کوں انپڑنے کا طلب ہے ، تو اسے بی پیر مرشد بنا یک سبب ہے ۔ جنے جاں انپڑیا ہے سو یک سبب سوں انپڑیا ہے ، اپنے طلب سوں انپڑیا ہے ۔ انسان کے دل میں جو خطرا آکر دوئی پاڑتا ہے وو خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں نور کرے ۔ ذات کوں انپڑے ، بات کوں انپڑے ، کل کائنات کوں انپڑے ۔ بندا بندگی تے جدا ہوے ، ایچ خدا ہوے ۔ اول دو دیچ تھا دود کا دہیں ہوا

دہیں کا چھاچ ہوا تمام، چھاچ میں مشقت کرتے کرتے کچھ نکلیا اُسے
مسکا رکھے نام۔ جو مسکا آگ کی آنچ کھایا، ہور صورت پایا گھیو کہوایا۔
دودھ اپس کوں گنوایا۔ بندا یو نچہ اپس کوں گنوائے، تو خدا کہواوے۔
اگر خدا میں فنا ہونے منگتا ہے تو توں اتنا جان، اپے نا اچھنا میانے
میاں۔ آخر دودھ بچ جموے تو دہیں ہوتا ہے، دودھ بچ چھاچ مسکا
گھیو ہو کر کام کیں کا کیں ہوتا ہے پچھیں اس گھیو میں یک سباس
ہے کہ اُسے دودھ کہتے ہیں، بندے میں خدا نوچہ سکتے ہیں۔ اپس کوں
پاک کر خدا سوں انپڑنے میں ہنر ہے، نہ لوگاں سوں لڑنے ہور جھگڑنے
میں ہنر ہے اگر مرد ہے تو اپس سوں جھگڑ، دسریاں کا دنبال نکو
پکڑ۔ اپس سوں جھگڑے گا تو ہاتھ میں آئے گا دل، کسی سوں
جھگڑے گا تو کیا حاصل۔ ہر یکیں کوں یک جاگا رکھے ہیں سبھے
جھگڑنے سوں کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں لڑنے سوں کیا غرض۔
اُسے کوئی واں رکھیا ہے تو وو واں رہیا، تجھے اس سوں لڑ و
لگر کون کھیا۔ خدائی کے دعوا کرتا، نیں ڈرتا۔ آدمی نے خدا کے
کاماں سمجھ کر چپ رہنا، کسے کچھ نا کہنا۔ سبیچ اپنے خدا کے ادھر ڈھلے
ہیں، برے کوئی نیں سب بھلے ہیں۔ سب میں عشق ہے سب میں
عشق کی مستی ابلتی ہے، خدا کی خدائچہ یوں چلتی ہے۔ جو آیا سو کچھ
کچھ بولیا چ، آخر پردا کھولیا چ۔ بشریت کے منزلاں جیتاں یو چل کر
آیا خدائیت کے منزل تلک، دل تلک۔ اتنے منزلاں پر بھی لکھا دے
وقت اُسے گذر بی ہوتا ہے، خدائیت آئی تو کیا ہوا بشریت بی اس میں
اچھتی ہے، جاتی نہیں، بشریت بی یک قسم کی خدائیت ہے، دل کا

طلب کدھیں اس پہ بھی ہوتا ہے۔ یو راج ہی اس کا تمام کاج، اس سوں آج نہیں اچھتا، چنداں بشریت کا محتاج نہیں اچھتا۔ یو ہور ہے اس کا خاصا منزل ہے کئیں، یو اگر ہے تو ہے نئیں تو نئیں۔ بادشاہاں رات دیں تخت پہ چہ نہیں بیٹھتے اچھتے ہیں، اپنے محلاں میں بی سیر کرتے ہیں، سب انوچہ کا ہے اگو دل منگیا تو اُدھر بی رغبت دھرتے ہیں۔ واصل پہ کامل پہ اس بات تے کچھ قصور نہیں آتا، بعضے لوگاں اندھلے ہیں، یوں تماشا اُنو تے دیکھا نہیں جاتا۔ یو نادان اپیچہ رہیں گے پکار پکار، اندلیاں ہور احمقاں کے باتاں کوں کیا اعتبار۔ اپنی خاطر کوں پکارتے، جھک مارتے۔ یوں بادشاہاں کی باتاں کا داب ہے، مفلوکاں کوں سننے کا کاں تاب ہے۔ لیکھا دے وقت چار حرام خوراں حرام خوری پہ آتے ہیں تو پادشاہاں بی آزار پاتے ہیں۔ ولے بھی پادشاہ سو پادشاہ سر زور، مفلوک سو مفلوک حرام خور۔ جو عاشق کوں عشق جوش میں آکر، خروش میں آکر جالتا ہے، اُچھالتا ہے۔ اگر جوں عشق کمال کوں انپڑیا تیوں عرفان بھی کمال کوں انپڑے، تو ہزار مشقت سوں جوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق بدمست ہو کر بھرے شیشے کوں نہیں پھوڑتا، جیتا مست اچھو، جیتا بے خبر اچھو ہوشیاری کوں نپٹ نہیں چھوڑتا۔ ہم ہوشیار اچھتا ہم مست، یو حال ہر کسی نہیں دیتا دست۔ مستی اپنی اپس میں سما کر رہنا، نہیں کہنے کی بات جاں نا کہنا واں نہیں کہنا۔ عشق چھپتا نیچ یو خلاصا ہے اُس کی مستی کا، ولے فرق اس میں مستی ہور بدمستی کا۔ جو بدمستی آتی، جیو پہ لیاتی۔ جو عشق ہور عرفان میں یاری ہوتی، تو مستی اس کوں

عین ہشیاری ہوتی۔ جاں عشق ہور عرفان ہوتے یک وجود، واں عالم آکر کرتا سجود۔ یو عشق ہور عرفاں کا وصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب اُس کے جس پر یو حال ہے۔ اتنے پر بی عشق پادشاہ ہے اگر جوش میں آیا چہ تو آیا چہ، نیں سمایا تو نیں سمایا چہ جو یو اپنی وادی پر آتا ہے، تو سب علم اُس میں سماتا ہے۔ غرض ایسے مست کوں عرفان کمال درکار ہے، نیں تو ایسے مست کوں کچھ کا کچھ کرنا کیا بار ہے۔ عشق میں اتنا چہ منا، محرمت کی بات نامحرماں کنے ناکہنا۔ نہیں تو عشق ہے، عشق کا سخن کہیا جاتا ہے، نہیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے؟ اگر یو بات جیسے کہتا ہے اُسے فام ہے، تو اس بات کہنے میں بہوت آرام ہے۔ نکیں کے درد دل کوں یک اپڑتا ہے، نکیں کی بات کا اثر یک کوں چڑتا ہے۔ دونوں مست، دونو ڈلتے، رازاں کے پردے کھلتے۔ نکیں تے یک فیض پاتا، خدا خوش رسول کوں بھاتا۔ زاہد کوں نکو پلایو شراب، نہیں تو توں ہوسے گا خراب۔ خلوت میں جو کوئی آتے ہیں، ایسی باتاں سونچ مارے جاتے ہیں۔ خلوت میں کا پیالہ بھار کے لوگاں کوں پلانے جاتے، پچھیں جیسا اپی کرتے ویسا پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سدنا دھرے، تو کوئی کیا کرے۔ ہر یک بات سمج کر کہتا ہے، اپس میں اپے گرج کر کہتا ہے۔ منصور محبت میں مست ہوا "انا الحق" اس کی مستی کا اُبال تھا، نہ کہ جوں یو نادانا سمجھتے ہیں کہ منصور کوں کچھ ودھیال تھا۔ اُنے حق بولیا، لوگاں اسے ناحق مارے جھک مارے، دنیا میں احمق بہت ہیں، نا سمجھ کر ایسے کام کرن ہارے۔

لہ داد

یو محبت کے پیالے کے چالے تھے، یو محبت کی بے خودی کے اُلالے تھے۔ بندہ اگر اپس کوں سمجھ کر خدا کہے تو پتیانے کی بات ہے، یا جھوٹ ہے یا دیوانہ ہے یا مستی کی دھات ہے۔ دیوانے کوں، جھوٹے کوں مست کوں سمجھا جاتا ہے، نہ کہ دیوانے پہ جھوٹے پہ خون لازم آتا ہے۔ بہوتاں نے اس محبت کے باٹ میں اپنا سر بھائے اپنی جرأت دکھائے ولے قبول پڑیا سو منصور کا سر اُس سر میں تھا کچھ سر۔ یو وو درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑے، سر تیا بلند ہوے تو اس بلندی پہ چڑھے۔ بیت:

تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بے چارہ بجائے نرسد

سکتے ہیں، کتیک طالباں اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں پوچھے، کہ ظاہر کی صورت تماری دیکھتے ہیں اپنی باطن کی صورت ہمنا کوں دکھلاؤ۔ وو مرشد کامل تھا، واصل تھا، صاحب دل تھا۔ بولیا کہ تمہیں جاں عاشق ہوتے ہیں وہاں دونوں میں جو عشق ہور محبت ہے، نازو نیاز ہور لذت ہے، راحت ہور مشقت ہے، دو میں ہوں منجھے دیکھو، منجھے سمجھو، منجھے پاؤ۔ ولے ہر ایک نادان تے ہر ایک ناقص تے یو بات ٹک چھپاؤ۔ یہ "انا العشق" کا مقام، عاشق جانتا ہے، عابد کوں یو کاں خام۔ توں جانتا اُس کا وو جانتا کہ تیرے پہ عاشق ہیں تمہیں دونوں بھی میرے پہ عاشق ہیں۔ میں ترساتا میں تپاتا، میں آگ لاتا، میں جلاتا، اس جلنے میں کیا ہے سو دیکھ، اُس تلملنے میں کیا ہے سو دیکھ۔ وو جلنے میں ہے ہور جلتا نہیں۔ وو تلملنے میں ہور تلملتا نہیں۔

اے عاشق! اے رہ رو! اے نیک! تو کئیں دیکھتا ہے تو اُس دیکھنے میں کیا ہے سو دیکھ، اس دیکھنے میں بی ایک شخص دیکھتا تو کسے خبر بچہ نہیں، سب بیانچہ بے خبر ہو جاتے، وہاں کا کسی میں اثر بچہ نہیں۔ دو دو بچہ ہے، جیکچھ ہے سو یو بچھ ہے۔ بعضے سب کوں ذاتیچ کر جاتے، سب کوں ذاتیچ کر بچھاتے۔ ولے یہاں بات ہے، یہاں برد یہاں شہ مات ہے۔ جوں ہمارا وجود ہے ہمارے سنگھات، تیوں ہے یو ذات ہور صفات انکھی کوں دیکھ سکتے تو دیکھتے، ہات کوں کچھ لیا سکتے تو لیاتا، پاؤں کوں بٹھیہ سکتے تو بٹھیتا، اُٹھ سکتے تو اُٹھتا جدھر جا سکتے اُدھر جاتا۔

ہات ہور پاؤں ہمارے ہیں ہمنا سوں ہیں ولے دو ہمیں نہیں، یو سب ہمارے فرماں بردار ہیں ہمارے حکم باج کئیں جا سکتے نہیں۔ اس وضا سوں، صفات تابع ذات ہے، جوں ہمیں ہور ہمارا ہات ہے۔ یوں کہتے ہیں سب کہ الانسان بنیان الرب۔ جدھر ذات لے جاتا، اُدھر صفات بی آتا۔ بندہ سو صفات خدا سو ذات۔ عشق کوں خدا نزدیک عقل کوں خدا بہوت دور، عقل غائب ہے کر جانتی ہے عشق جانتا ہے کہ حاضر حضور۔ جو عشق کا غنچہ پھول ہو کر کھلے گا، تو اس پھول میں باس ہے سو خدا البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بہوت بڑا عالم ہے، کور باطن کوں اس عالم میں گزر کم ہے۔ یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کا جاگا ہے، یو خوب اندیش دیکھنے کا جاگا ہے۔ اگر کوئی چپ دیکھے گا آسمان کیا سمجھے گا بچارا، جو بات نا آسی میانے میاں۔ بات خدا کی ذات میں ہے، ظاہر باطن سب بات میں ہے۔ جو کوئی بات میں آیا اُنے خدا کوں پایا۔ یو زبان سو بولتے ہیں سو بھی باتیچہ ہے، ہور دل پہ جو خطر آتا ہے وہ

بھی باتیچہ ہے، یو بات ہور جاگا اپنیچہ ہے۔ جو بات نہیں آئی پچھیں چھپی رسب خدا خدائی۔ حیوان کا بھی یو چہ حال ہے، ولے وہاں خطرے کا چال ہے۔ ہور جیتی بھیتر کی ہے ذات، وہاں خطرا ہے نہ بات۔ بھیتر ہے جاں لگن، وو تمام سن۔ زمین بہت بڑی اس میں بنی ہور دنی سمائے ہیں، جائیں گے بھی خاکیچہ میں ہور خاکیچہ میں تے آئے ہیں۔ اسپیچ میں تے نکلے ہور اسپیچہ کا نکلا یا کھاتے، آخر جائیں گے وہانچہ ہی نہ کئیں آتے نہ کئیں جاتے۔ اما خدا کی شان ہور شوکت عدل ہور انصاف کی جاگا سو آسمان۔ اگر اپس کوں کچھ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر رہانا، اگر خدا سوں عشق بازی ہے، ہم رازی ہے، خدا باج ہور طالب نہیں ہے، خدا سوں محفوظ ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے دل میں آنا۔ سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار ہر کسی کنے کہیا نہیں جاتا۔ اس بات میں جیباں کے پاؤں کو پڑے ہیں گھٹے[1]، دلیچہ میں اچھنے خاطر یو عالم سب سٹے۔ کہتے ہیں کہ بات میں بات آتی ہے، تو بات کہی جاتی ہے۔ وہی حسن ہور دل کا گفتار، جو بات سکتے کہتے چھوڑی تھی اس ٹھار۔ القصہ:۔

نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سرگ کی اپچھری اے گنونتی گن بھری! توں دل لائی ہے، تجے بہوت بڑی ہوس آئی ہے۔ توں حسن تجے دل سوں دل لانا سہاتا ہے، دل کوں بھی حسن بہوت بھاتا ہے۔ ولے میں کیوں تجے دل سوں ملاؤں، میں دل کوں کیوں تیرے کنے

---

[1] گھٹے۔

لیاؤں، میں تجھے کیوں دکھلاؤں۔ یکایک کیوں لیا یا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے۔ فرد:

میرے کہنے تے آتا ہے جو میں لیاؤں
وو دل کیا اپنی بھاتا ہے جو میں لیاؤں

دل کوں تیرے کنے لیانا ہے، سو خون جگر کھانا ہے، یک بادشاہی کوں اُلٹھانا ہے، یک بادشاہی میں خلل بھانا ہے۔ کچھ عقل، کچھ تدبیر، کچھ ہنر کرنا ہے، عالم عالم کوں زیر و زبر کرنا ہے۔ سر کا خطر ہے، جیو کا ڈر ہے۔ عقل بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، جو دل بادشاہ صاحب سپاہ کا باپ اُنے دل بادشاہ کوں تن کے کوٹ میں اسیر کیا ہے کیں تا جاوے کر تدبیر کیا ہے۔ نہ کدھر جان دیتا، نہ کدھر آن دیتا۔ کہ دل عاشق ہے، جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کہ دل میں گمان ہے۔ دل کوں تو اس باپ جفا ہے دنے بڑے جو کچھ کرتے ہیں اُس میں بہت نفا ہے۔ فرد:

جو کوئی بند میانے کس کے سنپڑے
خدا بن حال کوں کون اس کے انپڑے

اُس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں ہیں بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا پھرنے تلملتا، دنے وو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ ہیں چلتا۔ ما، باپ، مجازی خدا اُنو کے حکم سوں کیوں ہوتا جُدا۔ اُنو دنیا میں لے آئے، اُنو پرورش کیے، اُنو بڑھائے۔ اُنو سوں بے ادبی کیوں کریا جائے۔

اُنو خوش تو خدا رسول راضی، اُنو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی۔ اُنو کوں اپس نے راضی رکھنا، اُنو کی دُعا لینا، اُنوں سوں ادب سوں چلنا، انوں کوں دعا دینا۔ یو بہت ادب کی ٹھاؤں ہے، تو بچہ لگن خوبی ہے جو لگن سر پہ انو کی چھاؤں ہے۔ ماں باپ کی مہر دوسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی دوسرے میں نا پاسی۔ بڑا مکہ بڑا مدینہ سو ماں باپ، صبا اُٹھ انو کاموں دیکھے تو جھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں اپنا جنم کھوے گا، تو بی ما باپ کا اُترائی کوئی کیا ہوئے گا۔ ما باپ کی رضا میں چلتا ہے سو دو ادب دار، بہوت نیک بخت برخوردار۔ ولے اے نار، اس ٹھار بھی ایک بات ہے، وو تیر بچہ ساتھ ہے۔ اس درد کا دارو سو توچہ ہے، اس دریا کا اُتا رو سو توچہ ہے۔ اس زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے، اُس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے۔ اُس بیمار کوں شفا تجھتے آنا ہے، یو نقصان نفا تجھتے پانا ہے۔ اُس اُمیدوار کی اُمید توں بر لیانا، اس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا۔ وقت پہ انکیں کوں کام آنا بہوت بڑا ثواب، پیاسے کو پانی پلانا بہوت بڑا ثواب۔ پڑے کوں اُٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے، تھکے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے ایسا کوئی[1] نیک ہے جسے نیکی پیاری نہیں، نیکی دنیا میں ضائع ہو تہاری نہیں۔ نیکی جس ٹھار پڑیں گی، اُس ٹھار نکلیں گی، نیکی پھتر پہ سٹیں گے تو پھوٹ کو بھار نکلیں گی۔ نیکی سب ٹھار کرتی یاری، نیکی قیامت کی

---

[1] کون ہے۔

چھیڑا نہاری ۔ نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی ، نیکی سوں جن نے بدی کیا تو بیگیچہ اُسے خوار کرتی ۔ جیتے دنیا میں آکر گئے ، سو بیگیچہ کرو گئے ۔ نیکاں نے نیکی کرنا ، دنیا میں نیکی نا بسرنا ۔ بجے یو فام ہوتا ہے کہ توں ٹک کرم کرتی ہے تو سب کام ہوتا ہے ۔ کیا واسطہ کہ آج برساں ہوئے ہیں ، قرنا گذرے ہیں جو دل کوں آب حیات کی پیاس لگی ہے ، پیاس پکڑیا ہے ، محبت راسک راس پکڑیا ہے ، بہت آس لگی ہے ، اُس آب حیات کی خاطر بہت حیران ہے ، پریشان ہے سو گردان ہے ۔ نشان پوچھتا ٹھاریں ٹھار ، کوئی نیں ہے اس آب حیات کا نشان دینھار ۔ جو کوئی غم میں سپڑ کر اسیر ہوتا ہے ، خدا جانے اُس وقت آدستگیر ہوتا ہے ۔ اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوگی میرے سنگھات ، ہوروجیوں آب حیات کان ہے سو بولے گی بات ۔ تو میں جاکر ، سمجھاکر ، دل کوں تل میں رام کروں گا ، تیری خاطر یو کام کروں گا ۔ تیرا بی کام ہوتا ہے ، اُسے بی آرام ہوتا ہے ، میرا بی نام ہوتا ہے ۔

کیسے ہے عقل اپنی ہور کسے ہے اپنا فام
بہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام

حسن دھن من موھن ، جگ جیون اک غلام دھرتی تھی کہ غلام اک پل میں مشرق ہور مغرب میں پھر آوے ، آسمان زمین عرش و کرسی کی خبر لیاوے ۔ بیگی میں بہوت مشہور باو اس کی شرم حضور ۔ صورت نویسی کے کام میں تمام ، خیال

اس کا نام - چترچوسار، حسن کا آئینہ دار ہر ایک کام میں
واس کا آڑ تھا، تہ لین تے کچھ پیلاڑ تھا۔ بیت :

دل کوں کوئی جاکو بیگ بولو بات
دل ملیا ہے اتال آب حیات

بارے حسن دھن، من موھن کنے ایک یاقوت کی انگشتری تھی، اوس آب حیات کے چشمے پر مہر کری تھی۔ حسن حور نے انکھیاں کے نورنے، دل کوں بلانے خاطر وو انگشتری دی خیال ہور نظر کے ہات، اپنے جیو کی جو کچھ تھی سو بولی بات وکہ آب حیات کا یہ مہر نشان ہے، لے کر جاؤ، دکھلاؤ ہور دل کوں مجھہ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ۔ کہ وو طالب ہے، آب حیات کا اشتیاق اُسے غالب ہے۔ آب حیات کی یو بات سن بہوت آرام پاوے گا، البتہ البتہ آوے گا۔ بیت :

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلائے
دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آئے

خیال ہور نظر حسن کنے تے رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے، دونوں عاشق، دونوں چلے۔ کیتک دیساں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آیے، دل پادشاہ صاحب سپاہ، ظل اللہ کا دیدار پائے۔ نظر یو خوش خبر لیا، تسلیم کر گزریا۔ سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سو سب عیاں کیا۔ فرد :

دل خوشی میانے آج بہوت آیا
دل نے مقصود آپ نے پایا

دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا، بہوت سرفراز کیا۔ ہزار ہزار شاباشی دیا، گلے لایا۔ کہیا کہ مردان جو ہیں سو ہمت کرتے ہیں، جیوں بولتے تیونچہ کرتے ہیں۔ ہمت دھرے تو یوں دھرنا، کچھ کام کرے تو یوں کرنا۔ فرد:

خبر معشوق کا جو کوئی لیاوے
وو بی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے

دل رو رو کر، ہنس ہنس کر یوچہ بات پوچھیا۔ کیتک وقت لگ یونچہ پھر پھر کر یوچہ بات پوچھیا۔ اُس کا بس ہوے تو سارا دیس ساری رات، پوچھتا اچھے یوچہ بات۔ جیتا نقل کیسے کھول کھول، دل کیسے کیوں کیوں پھرا بول پھرا بول۔ عاشق سکھ جو معشوق کے موں کی بات آتی ہے، وو ایک بات لاکھاں پاتی ہے، اس کی لذت کیاں کہوں کہی نہیں جاتی ہے۔ من ذاق عرف یعنی چاکھی سو جانے، نہیں چاکھیا سو کیا پہچانے نظر سوں اس دھات بول یو بات بول حسن دھن، من موھن، محبوبی کا گلشن جگ جیون کے خیال کوں، اس خبر دھندۂ وصال کوں انگے بلایا بہت خاطر داشتی کیا، بہت سمجھایا، تقواد یا۔ آخر خیال ہور نظر، دونوں مل کر یک دل کر، وو یاقوت کی انگشتری کا نشان کہ اُس پری نے، ان ہور تی عالی استری سنے ان گونتی گن بھری نے دھا تھی سو دل کے ہاتھ میں دیے، خدمت اپنا بجا کیے۔ دل وو انگوٹی دیکھ چوم چاٹ سر چڑایا، کہیا بارے کام یہاں لگ آیا، میں آتال اپنی اُمید پایا۔ یو باتاں ہوے

لہ لگن

پچھیں، یو حکایتاں ہوے پچھیں، نظر نے، صاحب ہنر نے، بجیو کے جگو نے، خوش خبر نے بولیا کہ اے دل بادشاہ، صاحب سپاہ عالم پناہ ظل اللہ حقیقت آگاہ ایتی مشقت ایتی محنت میں اس خاطر کیا کہ توں پچھانے، توں مجھے مانے، میرا تھا سو میں کیا، اتال تیرا توں جانے۔ آصف نے ایسا کام سلیمان کی خاطر نہیں کیا بلقیس کے باب، تو صاحب تھا، اس عشق میں بڑی بے تابی دیکھ میں اپس پر قبول کیا یو عذاب۔ اے دل بادشاہ، عالم پناہ، توں جس کی خاطر تلملیا، میں تجھے دیکھ جلیا، توں اتھا بے تاب، بے دل، بے آرام، میں نفر تھا مجھے آسودگی ہوئی حرام۔ نفر کیے تو کیا سب نفر ہوئے، سبیچ اصیل سبیچ معتبر ہوئے۔ نفر ہونا کچھ جدا ہے، جو کوئی نفر ہیں انوں کو سمجھے گا انگے خدا ہے۔ نفر نفر فرق ہے سب کوں برابر نکو دیکھ، ہر ایک بندگان خدا سے سیر نکو دیکھ۔ جس نفر تے کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر، باطن وو بھائی۔ خوب نفر کوں کہاں ہے جوڑا، جتنا اُسے دیے اُتنا تھوڑا۔ مال خوب نفر کون دنیا خوش حال کر، کیتا کوئی رکھے گا صندوق میں گھال کر۔ جس نفر کی خدمت بادشاہ کے دل میں جمی، اُس نفر کوں مال کی کیا کمی؟ کہاں آگ کا شعلہ کہاں برق، میرے کام کوں ہور دسریاں کے کام کوں زمین آسمان کا فرق۔ صاحب سمجھ کر نفر کوں ہات پکڑے تو نفر کا ہووے نام، کون جاکر کس بادشاہ خاطر کیا ایسا کام۔ ساری پادشاہی تھی ولے یو کام کوئی قبول نئیں کیا میں قدم آنگے رکھیا، جیو پر ہوڑ کھیلیا، میں یو کام اپنے سر لیا۔ مرد

وو جہاں سب ڈرتے وہاں نڈرے، مرد ووہے کوئی نہ کر سکے سو کرے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے بولیا، کہ اے نظر اے پر ہنر، جو کچھ بولتا ہے سو خوب بولتا ہے، بہوت خوب بولتا ہے، دل کی کھڑکیاں کھولتا ہے۔ یونچہ ہے، جوں توں کتا تیونچہ ہے۔ میں بی جانتا ہوں، نقر کوں پچھانتا ہوں۔ جیوں تیرا منگتا ہے دل، وونچہ تیری مراد ہویں گی حاصل۔ توں دانش مند دانا دور اندیش بہوت راست ہے، مال کیا تجھے زیاست ہے۔ سچ کتا ہے مال خرچ کرنے کوں ہے نہ کہ خالی صندوق میں بھرنے کوں ہے۔ مرد ووہ جو خدا دیا سو مال اپنے خرچے، اپنا نانوں جگاوے، نہ کہ یو مال چھوڑ جاوے تا ہور کوئی آوے۔ ہور کوئی کھایا ہور کوئی اپنا نانوں کیا تو اُسے کیا حاصل، میں سمجھتا ہوں اتنا اس بات منے نئیں ہوں غافل۔ خدا دیا سو مال اپنا آپے کھانا، ہور اپنا ناؤں آپے جگانا۔ جو کوئی جوڑتا ہے، سو ہور لکیں کی خاطر چھوڑتا ہے۔ گناہ گار ہور بدنام یو کہواتا، مال سو میاں بیاں ہور کوئی کھاتا۔ کھا نہارے کھا کر جاتے، خدا کے پوچ بچہ ار سب اُس پر آتے۔ کدھر کدھر کا حساب، کاں کاں کا بچارا دیں گا جواب اپنا اپنے نا کرنا نقصان، شرم حضوری خود را زیان۔ حساب کا بول سب کسے بھاتا، ملاحظہ کام نیں آتا۔ کس مفلوکاں کا توں کیا لیوے گا، تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوئی دیوے گا۔ یہاں سب پھسلا کر کھانے آئیں گے، وہاں کوئی کیا میانے آئیں گے؟ نفسا نفسی کھڑے گی، اپنی اپنی پڑے گی، میں پوست کندہ کتا ہوں فاش،

جاں ایسے دوست اچھیں گے، وہاں دشمن کیا قماش۔ یو بات سن آدمی
بھلے، ایسے دوستاں تے دشمن بھلے۔ دشمن تو دشمنیچہ ہیں راستا
پاک، یو دوست ہو کر دشمن تے نیاست کرتے ہلاک۔ توں اگر اپنا
دوست ہے تو دشمن کوں پچھان، گمان گیا خاطر رکھنا میانے میاں۔
توں اپنی حد پہ چل جو دوسرے بھی اپنی حد پہ آویں؛ ایتے بی میٹھے نا ہوتا
جو مکھیاں توڑ توڑ کھاویں۔ بھلا آدمی کچھ کرتا تو یو کچھ کوں کچھ پاتے، کوتیاں
کوں سلک دیے تو موں چاٹتے آتے۔ جکوئی ہیں ملوک، جیساں سوں
ویسے کرتے سلوک۔ نفر ہزار ہزار بڑا ہو تو بی صاحب[1] تے اپنا داب رکھنا
اپنا حساب رکھنا۔ توں حساب نکو چھوڑ یہاں نکو جاطرہ کہ خدا بولیا۔
ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جاں صاحبی تیری ہے یہاں وعدہ
ہے کتاب ہے، وہاں ذرے ذرے کا حساب ہے۔ دکاں کھا
کھا کر جاتے تقاضے اس پہ آتے۔ یو عقل نہیں دیوانگی ہے،
یو عقل نہیں نادانگی ہے۔ عاقل ہو کر کوئی دغا کھاتا ہے، جان کر کوئی
اپس پہ بلا لیاتا ہے۔ اپنے مال کی خبر لینا، فرشتہ ہوا بی حق
تے زیاست نا کھانے دینا۔ نقران کھا جائیں گے نقران کا کیا جاتا
خدا رسول کا بول صاحب پہ آتا۔ جیوں خدا دیا تیوں لینے بھی جانتا
ہے، کیسے کچھ دیتے بی جانتا ہے۔ اگر ایک نہیں دیتا تو دوسرا آکر دیتا
اسے عقل میں کم نا جانا ایتا۔ اپس کوں بی خدا بڑا کیا ہے، بہوت
کچھ دیا ہے۔ اسے بی بہوت کچھ دینا بہوت کچھ لینا۔ خدا کیا ہے کہ دنیا
میں دس آخر کون ستر، یو خدا کی بات ہے اسے توں نکو کتر۔ تجھ میں

---

[1] صاحب

بہوت ہے گن، کسی کا یوں ہی بول سن ۔ دنیا دو دیس کی مہان، ٹھیک پچھان ۔ نام کرلے، کچھ کام کرلے ۔ جی کیا فرصت پاوے گا، جی کیا تیں کرتے آوے گا ۔ رہیا سو جگن ہور کا ڈیرا، جو کچھ توں لیا سو تیرا۔

بارے القصہ نظر نے حسن کی دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازہ ہوا بلکہ تازہ تر ۔ دل کی دل میں پھری تھی آس، آس یاقوت کی انگشتوی تے آنے لگی آب حیات کی باس ۔ دل کے دل میں جیو آیا، خیال کوں نزدیک بلایا ۔ پوچھا کہ توں کیا کام کرتا ہے کیا ہنر دھرتا ہے ۔ بیت :

اے یار آدمی آوے اگر یار پاس تے
پھر پھر کے بات اُس سوں کرے عاشق آس تے

دو بات بہوت سواد بھری، جو بات دو تار کری، جیوں جیوں سنتی تیوں تیوں بھاتی، جیو میں ہزار ہزار خوشی لیاتی معشوق کنے کا جو آدمی آتا، دو بہوت بھاتا، اُس پہ جی بہوت پیار آتا ۔ معشوق بول پھیجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے، یو باتاں پھر پھر پوچھنا، پھر پھر سننا عاشق کا فعل خاصا ہے ۔ جہاں جیو لگتا، وہاں ان باتاں تے جیو نہیں بھگتا ۔ بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں صورت نویسی میں میرا ثانوں ہے، بچتر ہوں چتر چتر نامیرا کام ہے ۔ ایسا چتر چتروں جو دیکھے سد نارے، جو کوئی دیکھے سو شاباش شاباش کہے ۔ بیت :

خوش خیال نے اپس کے ہنر کی صفت کیا
عاقل اتھا تو جیو بھلانے یو گت کیا

دل کہیا کیا چتر نا سو چتر، دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش رحال ہو کر ہات میں لے قلم، اُسی دم، من موہن کی صورت جگ جیون کی صورت، حسن دھن کی صورت، لکھ کر دکھلایا دل دیکھتے اُس حسن کی عجائب صورت پر من ہر مورت پر عاشق ہوا وو نقش بھایا۔ اُس نقش کوں جیو لایا سن کھویا بد کھویا آہ نالے بھرنے لگیا دیوانی دیوانی چالے کرنے لگیا۔ عقل سٹیا ہچہ ہوا، کچھ تھا سو کچھ ہوا۔ طاقت گئی، صبوری نہ رہی۔ بے خواب ہوا، بے تاب ہوا۔ معشوق میں ایسی دوری عاشق میں کاں کی صبوری۔ نس دن کہے حسن حسن یوچہ لگی تھی اس کوں دھن۔ بیت:

بہت بے تاب ہے دل، دل منے کچھ تاب نیں اُبریا
جگر میں لہو کہاں کا لہو کی جاگا آب نیں اُبریا

بارے آخو خیال ہور نظر سوں بچار کر دل شہر دیدار کا عزم کیا، عزم جزم کیا۔ اُس وقت دل پاس یک وزیر تھا وہم اُس کا نام، درہم اُس کا کام، برہم اُس کا فام۔ فرد:

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا
یو دل کے کام منے وہم آخلل بھایا

اُن نے سنیا کہ دل اتال جاتا ہے، آپ دل بھاتا ہے۔ ایسا اندیشا اندیشا اپی مارتا اپنے پانوں پو تیشا۔ خیال ہور نظر کی بات کون لگے گا، تو کیا ہمارے ہات کوں لگے گا۔ بہو تیچہ پکڑیا ہے اضطراب، آخر ملک سب کرے گا خراب۔ پر انہیں

کرتا تاج ہور تخت کا، کیا جانے کیا لکھا ہے بخت کا۔ بیگ بیگ
عقل پادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ کتے جا کر جیو لا کر
اُن چور نے اُن حرام خور نے چاڑی کھایا، پچھاڑی کھایا، انکھیاں
میں پانی لیایا، سب کھول کو کھا مایا، کہ نظر جو تن کے شہر میں
تے تایب ہو گیا تھا، غایب ہو گیا تھا، کیا جانے کاں دھیا تھا، سو
آتال آیا ہے، فتنہ اُچایا ہے۔ عشق پادشاہ عالم پناہ کی باوشاہی
میں تے یک گھر گھالو دغاباز خیال نام نقاش کوں سنگھات
لیایا ہے۔ یو دونو جنے مل کر منگتے ہیں جو دل کوں دیدار کے
شہر کے اودھر لے جاویں، اُس بھرے شہر میں کچھ فتنہ
اچاویں۔ تن تے ملک کوں خراب کریں ایک بلا لیاویں، لشکر
سب بے خبر، کوں جانتا ہے کس میں کیا ہے مکر۔ مبادا کیں
کی بلا آوے، یو ملک ہمارے ہات تے جاوے۔ اس بات کو
تکو تاخیر کر، بیگیچہ کچھ اُس کی تدبیر کر۔ جو کرتا ہے سو کر
آج، کچھ بھلا برا ہوا تو پچھیں کیا علاج۔ مُیں تو وہیچہ
مرھٹی مثلا ہوتا، جبوت جھیلا جھیل جھیلا، بیل کی لاہکی
زھوں پاکیلاہ ہور فارسی میں بھی بولیا ہے، سمجھایا ہے مرد
(مصرع) کہ علاج واقعہ پیش وقوع بایہ کرد۔ ایسیاں تے
بہتیاں کا گھر گیا زد گیا۔ نہ تانوں نہ نشاں رہیا۔ اگر کچھ
دل میں برائی لیاوے تو کیا عجب، ہمارے لوکاں کو ہمارے
تے پھراوے تو کیا عجب۔ جو کوئی اس مکر سوں جا کر اُس مکر
سوں پھر آوے گا وو کیا ایسے کاماں تے پچھیں جاوے گا۔

میں کتا ہوں تجے، توں تو عقل ہے، ولے تجھے یوں دستا کہ آخر کچھ خلل ہے۔ یو نظر کا آنا جانا، یو خیال کوں سنگات لیانا یوں دل کوں پھسلانا، ہور یو زمانہ۔ خدا خیر کہے، کسی سوں نہ بیر کرے۔ تجھے کچھ دھرکت نیں دستا، کچھ گت نیں دستا۔ میری فکر میں یو دوست نہیں آتا، تجھے نیں بھاتا۔ میرے بول بہت تتے، ولے داناپاں کے دل میں رہتے۔ باقی سب ٹکڑے کے کتے، جو صاحب کے تو ہوے صاحب ہوے صاحب کے خوش آمدی کا یک بد، اے عقل بادشاہ میری بات جان پچھان کہ عشق بادشاہ آخر تجھہ سوں لڑے گا تجھہ میں ہور عشق میں کچھ قصہ کھڑے گا، کام مشکل پڑے گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صلح کیا ہے، عشق نے تجھے بھاگ بھر دسا دیا ہے۔ قول و قرار ہے کر کتا ہے، ہمارے تمارے میانے میاں پروردگار ہے کر کتا ہے۔ اپنی محبت اپنی ہمت دکھلایا ہے، بہت اخلاص میں آیا ہے۔ پادشاہاں میں یو بی یک جنس کا مکر اچھتا ہے، اس شکر میں ذھر اچھتا ہے۔ خوب اگر یو قول و قرار ہے اس قول میں ہول نہیں تو واہ واہ اس تے کیا خوب اس تے کیا بہتر، و اگر اس میں کچھہ ہور فکر ہے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے، آدمی سمجیا کدھر کدھر خدا کرے جو یو قول و قرار اچھو، اس کا یو پنجہ پیار اچھو، یو پنجہ دوست اچھو، دایم دوست دار اچھو۔ غرض نامراد کیا منگتا ہے مراد۔ اڈیا کیا منگتا ہے امداد۔ جس پہ مشکل ہے اسے کیا

ہونا آسانی، بقول اہل ہند پیاسا کیا منگتا، پانی۔ دانا کی تدبیر بہت دور جاتی ہے۔ مجھے یہاں بڑی فکر آتی ہے۔ مقصود یوں محبت لانے کیا ہے، خدا جانے کیا ہے۔ ڈونگی دانش کا اوتھل بد کوں جانے کہاں دستا ہے، اجھوں مقصود ما بین خوف و رجا دستا ہے۔ دانا اتیا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کی عقل کی نظر وہاں کام نہیں کرتی ایکیچہ بات میں ہزار منزل ہے فام نہیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم، کہ دل میں بادشاہاں کا بہت اچھنا سہم۔ بولے ہیں اہل سلوک کہ "لا وفا للملوک" جیوں شراب کا اثر تیوں بادشاہ کا پیار، ایسے پیار کوں کیا اعتبار، تل میں اترے تل میں چڑے، ایسی جاگا ہوشیار۔ اچھو کئے ہیں بڑے۔ ایسے پیار کوں ناپتیانا، ایسے پہ مغرور ہوتا جانا۔ چڑھتے وقت دو خوشی ہور اترتے وقت یو جفا، نعوذ باللہ آدمی کی ذات تل میں سینا ہوے خفا۔ آدمی کا دل سو کتنا، جو سو سے جفا اتنا۔ آدمی ہور یک دم، اس پہ بھی ہزار ہزار غم۔ بادشاہاں کوں کس کے غم کا کیا خبر بلکہ عالم کا کیا خبر۔ جوں حافظ کتا ہے۔ بیت:

خفتہ بر سنجاب شاہی ناز نینے را چہ غم
کہ زخار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب

جو کچھ بادشاہاں کے دل پہ آتا، وو کس تے دکھیا نہیں جاتا۔ جو آگ پہ بارا چلتا، تو سو کا ہور گیلا مل جلتا۔ شراب کے اثر کا نتیجہ آخر خماری ہے، ہلاکی ہور خواری ہے۔ اس مستی کا وقت تو بی میسر نہیں آتا، پچھیں خماری کے کھینچا کھینچی تے جیو جاتا۔ جو کوئی نیک ہے،

اُسے سمجھنا واجب ہے دنیا کا بد، جو فارسی میں کہیا ہے کہ ایں محنت باں راحت نمی آرزد۔ ایسی مستی سوں ضرور ڈرنا لگتا ہے، بہوت حذر کرنا لگتا ہے۔ آسودگی سوں جینا ہور تھوڑا کھانا بہوت غنیمت ہے اگر کوئی سمجھے گا تو اس بات کا مانا بہوت فضیلت ہے۔ بہوت کھا کر بہوت دکھ پانا، اد لیچہ تے تھوڑا کھانا۔ توں بہوت کھائے کر بہوت مرتا ہے، دلے بہوت کھا کسے جیتا ہے بہت ہیتی پادشاہ ہور باگ دیتے بھی ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑے کوئی سلامت بھار آوے، بہوت جل راکھ ہوے اس اگیچہ میں سمائے۔ آگ کی جنس تک غافل ہوے تو جا لیچہ گی، راک کر اُچھا لیچہ گی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے نیں بار۔ پادشاہاں اس دنیا خاطر اپنے باپ ہور بھائی تے نیں گزرتے، اتال دوسریاں کا انو کون کیا ملاحظہ دوسریاں سوں قول و قرار کیوں کرتے۔ دانش منداں اندیشہ اندیشتے بہوت دور، ہور حدیث یوں ہے کہ "الدنیا کذب لا یحصل الا بالذور" یعنی دنیا جھوٹ ہے اور جھوٹ بغیر ہاتھ نیں آتی، یو حدیث تو فکر کوں کئیں کا کئیں لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کی عقل کوں قرار نہیں ہے، یو ایمن رہنے کی ٹھار نہیں ہے۔ خدا یو کام راست لاوے، کسے کسی کے پھاندے میں نا بہاوے۔ جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی، جیتی محبت، جیتی مروت جتی دل داری اچھے تو بی، اے اپنی جاگا بہوت ساؤچیت رہنا، جو کوئی اپنی دوستی دکھلاوے تو اپنے بی دو سیتچہ ہی کہنا۔ جوں حافظ کہتا ہے سنگھ چیتر سبحان غیب کی بات بولی ہارا۔ "با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا"۔ موں پہ بہتیچہ دوستی دھرنا، موں پہ اُس تے بھی محبت کیاں چار باتاں

زیا ستیچہ کرنا۔ اس کے اودھرتے خوب آتا، تو ہمارے ادھرتے بھی خوب آتا، تمیں تو چار باتاں کرتے ہماما کیا جاتا۔ فرد:

دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر
از سوئے کینہ کینہ و از سوئے مہر مہر

مقصود جاں اچھوتاں، ولے موں پر ہاں کوں ہاں۔ غرض اپی اپنی سمجھ سوں اچھے تو برا نہیں ہے، اپنا تمام کام سمجھ سوں اچھے تو کچھ برا نہیں ہے۔ ہوشیاری مرداں کوں بہوت پیاری ہوں دکھن میں چلیا ہے کہ میاں ہتے دنیا میں رہتے، ہاں کوں ہاں کی نیں کہتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا ہوتا، یک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا۔ یو بھی بات سنی اچھے گی شاید، شب حاملہ است فردا چہ زاید۔ نفر کیا منگتا، صاحب کا ظفر، صاحب کا فتح ہوے تو مراد کوں انپڑے نفر۔ جبتی فکر صاحب کوں ہے اس تے زیادت فکر نفر کوں اچھنا ایسا نفر گھر کی نگہ داشتی کرنے کوں اچھنا۔ گھر کی خاطر صاحب کوں غم کیا مانا، گھر کے دھندے بدل صاحب پر کم کیا مانا۔ صاحب کوں فکر کچھ بھار کے بڑے کام کون اچھنا ہے۔ صاحب کوں فکر کچھ زیاستی مال ملک ننگ نام کوں اچھنا ہے۔ صاحب کوں جو گھر کے دھندے کی فکر کچھیں ننگ نام کی کون کرتا فکر۔ صاحب اپے آسودہ اچھنے نفر کوں ملاتا، صاحب جیچ دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ پھکٹ کھاتا، نہیں سو تفادے لیاتا۔ ایسے نفر پیکے ستر۔ عیاری نفر ایسے نفر بغیر سرے گا، ایسے نفر نہیں اچھتا تو بلا کے کوئی کیا کرے گا۔ ایسے نفر کوں چولے میں بہاؤ، ایسے نفر کوں آگ لا جلاؤ۔ نفر میں کچھ فرا اچھنا، نفر کوں ہر ایک کام میں ظفر اچھنا۔ نفر

تے صاحب کا نیک نام، نفر تے صاحب بدنام، جو نفر نفرائی نیں سمجھیا اُس نفر تے کیا ہوے کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہت مشکل ہے، نفر کوں نفرائی آنا بہت مشکل ہے۔ صاحب دیہیہ جیہے صاحبی کرنی آئی، نفر دیہیہ جو کر جانتا ہے نفرائی۔ "رام" جیسا صاحب آوے تو ہنونت[1] جیسا نفر پیدا ہوے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی تو وہاں آوے گوہر پیدا ہوے۔ صاحب نے صاحبی کی جھڑتی دینا، نفر کنے بی نفرائی کی جھڑتی لینا۔ جو صاحب ہے دو یوں چلنا جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نا دھرے، صاحب جو صاحبی کرنی نا جانے تو نفر کیا کرے۔ صاحب نے نفر کا دل ہاتھ لینا ہے، جوں جوں نفرائی دے تیوں تیوں کچھ دینا ہے۔ نا نفر کچھ اُس پکڑے، ہر یک کام کا ہوس پکڑے۔ نفر تے کچھ کام ہو آوے، صاحب کا بی نام ہو آوے۔ جو اتنے پر بھی نفر نفرائی پر نا کرے قرار، تو ایسے نفر کوں جاں پانی نا ملے واں گردن مار۔

القصہ عشق پادشاہ سوں صلح صلاح کیے ہیں کہ نے غم نا اچھنا، ہر چند جہاگ بھروسا کئے ہیں کہ نے غم نا اچھنا، اپے اپنی جاگا کم نا اچھنا، جہت ہشیار اچھنا، دردھم نا اچھنا۔ تیرے پاس صبر و شکیب طاقت و قرار، آرام راحت، نشاط، آسودگی، فراغت، آسائش، خوش دلی، خوشی خورمی، عیش عشرت، بہجت، شادمانی، بے غمی بہت خوب وزیراں ہیں، صاحب ہمت، صاحب دانش، صاحب رائے، صاحب شمشیر، صاحب تدبیراں ہیں۔ اینو کا دل ہات لے، اینو کی موں کی بات

---

[1] ہنومت۔

لے اینو سوں قول قرار اچھے[1]، اینو کوں یک وقت کر کے یاراں جو تیرے دل میں ہے اس پر اپس کوں اختیار کر اچھے۔ عشق بادشاہ بہت ہے ور زور، تیرا عالم کچھ ہور۔ ہوتا ہے تقدیر کا کرنا ولے مرد تدبیر نا بسرنا۔ جتنے دنیا میں آئے، انو میں دو جنیاں نے حیفی کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا کچھ نیں کیا، جنے اچھ کر نیں کھایا کسے کچھ نیں دیا۔ یو دنیا ہے سو عین لینا ہے۔ لوگاں کتے عین دیتے ہیں، دینے ہی لیتے ہیں۔ دنیا دو دیس کی کچھ دینا لیناچ کام آوے گا، کسی کوں کچھ دیناچ کام آوے گا۔ حدیث بی یوں آئی ہے کہ "السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا والبخیل عدو اللہ ولو کان زاھدا" یعنی سخی اگر فاسق ہے تو بھی خدا کا اُس پہ پیار ہے، ہور بخیل اگر عابد ہے تو بھی اُس تے بیزار ہے۔ جھاڑ کوں پھل ہونا پھول ہوں باس، جس جھاڑ کوں پھول نہ پھل اُس جھاڑ کی کسے کیا آس۔ دو جھاڑ اینچ نراس، کون آوے گا اُس جھاڑ پاس۔ دو جھاڑ کسے نیں بھاتا سو کیا تو جلانے کام آتا، آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت نہیں سو ہات ہے، نہ وو ہات ہے۔ جس دل میں ہمت نہیں سو گل ہے نہ وو دل ہے۔ جس نظر میں اثر نیں سو پتھر ہے، نہ وو نظر ہے۔ فلانے کی فلانے پہ نظر ہوئی کہتے وو نظر کاں ہے، ہر کسی اُس نظر کی خبر کاں ہے۔ دل کوں دریا کہتے ہور قطرہ جوش نہیں کھاتا، ہات کوں بادل کہتے ہور بند بہار نیں آتا۔ ہات کو موتی کہتے ہور کوڑی کا کام نہیں کرتی، ویہچہ بات موتی جو موتی کا قیمت دھرتی۔ کسے کچھ دینا کہتے

---

[1] آج

سو اول بابیچ دیتا ہے، اُس بابیچ میں مانک موتی لیتا ہے۔ جس بابیچ میں دریا ہے، اُس میں سب بھریا ہے۔ سامری نے موسیٰؑ کا دین پھرایا، مسلمان ہوئے تھے سو لوگاں کوں کفر میں لیایا، تو اس وقت موسیٰؑ نے سامری کوں بد دعا کیا، خدا کوں خوش نہیں لگیا، خدا نے موسیٰؑ کوں منا کیا، کہ دوستی ہے اُسے بد دعا ں نکو کر، اُس بد دعا کرنے اگرچہ ان خطا کیا توں اُسے خطا نکو کر، درگزر۔ یہاں تے معلوم ہوتا ہے کہ سخی پر کسی کی بد دعا چلسی نا، سخی دشمن کے بلائے ملسی نا، سخی سخاوت کے دریا میں ہے کسی کی آگ سوں جلسی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت ہے، جس میں سخاوت ہے اُسیج میں شجاعت ہے۔ سخاوت نا اچھے اگر کوئی شجاعت کی بات کرے تو غلط جانتا ہے، شجاعت سخاوت سوں پچھانتا ہے۔ شوم کوں سخاوت کا لذت معلوم نیں اچھتا، شجاع ہرگز شوم نیں اچھنا۔ شجاع جیو پر نیں نظر کرتا سو زر پر کیا نظر کریگا، شجاع اپنے نانوں کا عاشق ہے وہ سیم و زر کیا کرے گا۔ دنیا مہمان ہے کیا قماش سیم ہور زر، یو سیم ہور زر صدقہ ہے ایک تل کی خوشی پر۔ اسے گئے کھپیں پیکا جائے گا دلے ناؤں جاسی تا، ناؤں کام آوے گا پیکا کام آسی تا۔ سخاوت بہت بڑی نعمت ہے کہ جان، سخاوت ہر دو جہان کا لشتی وان، سخاوت میں دین سخاوت میں دنیا سخاوت میں ایمان۔ اس دنیا میں دو دیس خاطر اپنی سو رات دھرتا، کچھ آخرت کی فکر نیں کرتا۔ وہ ابدالآباد کی ٹھار ہے، یہاں تے وہاں جاتے کیا بار ہے۔ یو باٹ ہے جیوں لوگاں آتے ہیں تیوں چل جاتے ہیں، جیسا یہاں کرتے ہیں، ویسا وہاں

پاتے ہیں۔ یہاں اچھکر بچ اپنا گھر واں بنہ ہاتا ہے ایک دیس
تحقیق یہاں تے واں جانا ہے۔ ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں کے
کچھ کام کرنے خاطر، یاں اچھ کر وہاں کے کام خام کرتے خاطر۔
جنے یہ خام کیا، اُنے کچھ کام کیا۔ عاقل پر اتیا سمجھ کر کچھ نا کرنے
تھی بہت کچھ لازم آیا ہے، یا جاہل ہے یا شیطان باٹ مارا ہے
یا دیوانہ ہے یا حضرت پر ایمان نہیں لیایا ہے۔ نیں تو کیا مقدور
ہے اتنا عقل دھرے، سمجھے بوجھ نہ کرے۔ جو کوئی عین جاگا پر
دغا کھائے، جیتا عقل اچھے تو بھی اُسے عاقل کہیا نہ جائے۔ اگر
تجھ میں کچھ پہچان ہے، تو تیرا نصیحچ تیرا شیطان ہے۔ سیتے میں
شیطان، کیوں آوے یاد رحمان۔ اگر انسان ہے تو اپس کوں
بوجھ اپنے شیطان کوں پچھانے، یو دشمن اسے دوست کرنہ جانے۔

القصہ زور آور سوں لگیا ہے کام، اتال یہاں بہت
ہونا غفل بہت ہوتا خام۔ زور آور کوں زور سوں ٹا ہنکارتا،
زور آور کوں ہنر سوں مارتا۔ اتالیچہ تے کچھ سمجھ کر اپنا
لشکر سج کر کیا ہوا جو پانچہ لاک جوڑے، کام کے لوگاں
بہت تھوڑے۔ کام کے لوگاں کیا باٹ میں پڑے ہیں، کام
کے لوگاں کیا بازار میں کھڑے ہیں۔ کام کا آدمی ہزار میں
ڈھونڈے تو ایک ملتا، اصیل یک بیڑے پانچ پر ہلتا۔ ولے
عزت بہت منگتا، حرمت بہت منگتا۔ جو اہل ہے، اس کے آگے
کھانا بنا سہل ہے۔ بھلے لوگاں کی یو چہ ہے گت، فارسی میں کہتے
اول عزت دویم نعمت۔ اصیل مہر محبت کا بھوکا، اصیل شفقت پر

مردت کا بھوکا۔ جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتا اُسے کچھ جفا نیں، کہ بدلے ہیں، اصل تے کچھ خطا نیں، کم ذات تے وفا نیں۔ کام پڑے بغیر کس کا ذات دس نہیں آتا، بھلا ہور برا اصیل ہور کم ذات دس نہیں آتا۔ سیچ بڑیاں باتاں کرتے، یک بات کوں سو حکایتاں کرتے۔ جس آدمی میں بہت اچھے گا گیان، اُسیچ میں کچھ ہے بھلے برے کی پچھان۔ آدمی بہت بڑا گوہر اُس گوہر کوں پرکنا ہر کسی کا کام نیں ہر کسی میں یو دور بینی یو نازک فام نیں۔ یو خدا کا دینا ہے، یاں کیا کچھ زوراں سوں لینا ہے۔ اصیل کی بلا دور، اصیل تے صاحب شرم حضور، اصیل لوگ بادشاہاں کوں بہت ہیں ضرور۔ اصیل پیکاں پہ نظر نیں کرتا، اصیل اپنی شرم کوں مرتا، اپنے نیم دھرم کوں مرتا۔ جو کچھ ہوتا خدا کا بھاتا، برا وقت کیا پوچھ کر آتا۔ توں عقل بادشاہ، توں صاحب سپاہ، تجے واجب ہے چن چن کر خوب لوگاں ملانا، ایک جاگا کا نہیں بل پھبیا تو یک جاگا کا دھندا اچانا۔ دشمن تے کھ نا موڑنا، لہوا ہات کا نا چھوڑنا۔ لہوے بیچ بادشاہی آئی، انگے بھی لہواچ کرے گا رہنمائی۔ لہوے کوں دے سٹ، پچھیں کیوں نبرتے جھٹ۔ دل گھٹ اچھنا، مرد کوں لہو کی چٹ اچھنا۔ یکھادے وقت خدا نا کرے اگر۔ اجوٹ اڑے، پچھیں تو لہوے سوچنچہ کام آپڑے۔ لہوے کوں زور اچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نہیں تو راجوٹ کھڑی تار سہی آخر ٹلے گی۔ اگر راجہ ٹیچہ تے بادشاہی آتی تو سب کوئی کرتا، کوئی نا گزرتا۔ لہوے کے سر سہرا، لہوے تے عزت تیرا۔ جیکھ دلاے سو دا

دلاور لوگ ملا۔ پادشاہاں کوں نہاٹنے کا نین پھبتا ہل، چھوڑتا کوں کدھر جائیں گے نکل، یہاں تو واجب ہے کچھ کرنا عقل۔ پادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے دل سوں پر دل توڑنا ہے۔ یو دو دیس کی دنیا کوئی دیکھیا کوئی سنیا یاں کچھ کرنا ہے، اگر ہزار برس جیوے تو بی آخر مرنا ہے، دنیا میں آنا ہے ناؤں چھوڑ جانا ہے۔ اگلے کے لوگاں آنہارے ناؤ نچہ پوچھتے آتے، مرد کے نانوں نیچ مرد کوں پاتے، بڑا کر جانتے اعتقاد لیاتے۔ مرد اپنے نانوں پر بہوت گرم اچھنا نہ سرد، فارسی میں بھی کہتے ہیں کہ نام مرد بہ از مرد۔ ایسے زندہ دلاں کوں موے نہیں کہتے ہیں، خراب ہوئے نہیں کہتے ہیں۔ یو دائم بجیے سو لوگاں، یو کاماں کیے سو لوگاں۔ اُنو کوں خدا جانتا خلق خدا جانتا، نہیں تو چپ کسی کوئی کیوں مانتا۔ لیتے دیتے انو کوں خوب نہیں کہتے، یہاں دیے لیے بغیر بندے ہو رہتے۔ مشقت ہور ہمت تے ہوتا نام، یو نام بہت بڑا کچھ ہے کام، اول نام آخر نام سب کوں نام سو نچہ ہے کام۔ خدا بی نامیچہ دھرتا ہے، عالم بھی اس نامیچہ سوں کام کرتا ہے۔ جن نے جو کچھ پایا، سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا، دولت کوئی ماں کے پیٹ میں تے نہیں لیایا۔ بڑا ہونے منگتا ہے تو بڑے لوگاں کوں پیدا کر، بڑے لوگاں تے کیا ہوے گا گھرے[1] لوگاں کوں پیدا کر، بڑے لوگاں کی بڑی فکر بڑی دھانوں، بڑے لوکاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ خدا کا نانوں۔ نہنے لوکاں کے ہات تے کیوں ہووے گا بڑا کام، توں عقل پادشاہ۔ تو

---

[1] گھرے

تجھے بہتر ہے خام، تجی روشن ہے تمام۔ یو بولاں لوکاں رکھے ہیں
چن چن، سکلائی بد دہلیز تلک گھر گھٹ کی ووڑ باڑی لگن۔ بگولا
ہزار پہ دھرے گا، تو کیا بھری کا کام کرے گا۔ جیتا تیتر ہوئے سوئی
تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی۔ بلی کوں باگ کا کس آئے گا، لانڈ کا چیتے
کے جھانپ بھائے گا۔ کھنگا بتی کے کام سارے گا، سیاہ گوش
شترنے کے ابھالے مارے گا۔ بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا، نھنے
آدمی کا کام گھر میں آنا جانا بجرے لانا لے جانا۔ نھنے آدمی تے
کچھ مختصر کام لینا، نھنے آدمی کے ہات بڑا کام نا دینا۔ آدمی کی
ذات ہے جیوں تیوں کام چلاتا ہے، ولے کام کے وقت جان
کام پڑتا ہے وہاں دغا کھاتا ہے، گھابرا ہوتا ہے، کھواتا جاتا
ہے۔ نقوا قرار نیں اچھتا، ہمت نکل جاتی دل یک ٹھار نیں اچھتا۔
دیکھا دیکھی تقلیدی کام سرانجام کوں انپڑنا مشکل، ننگ نام
کوں انپڑنا مشکل۔ کام نا تمام، اونتری سکھیا سو کام۔ آدمی
ہی بات کرتا ہے۔ ہر ایک کام کوں سو رات کرتا ہے۔ پاچ ہوئے
کاچ دونو ہرے ہیں، ولے دانش منداں یہاں فرق کرے
ہیں۔ کاچ میں کیا پاچ کا جھلک جھلکے گا، کنکے ہیں موتی کا ڈھلک
ڈھلکے گا۔ اگرچہ ہم رنگ ہیں کنکا ہور موتی، ولے موتی کی جوت
کنکے میں نیں ہوتی۔ پانی سب ایکچہ جنس ہے سب جاگا بہتا بارا،
پیے تو معلوم ہوتا ہے کئیں میٹھا کئیں کھارا۔

القصہ اگر تجھ میں کچھ زور اچھے گا تو عشق تجھ سوں
صلح پوھوے گا راضی، وگر زور تجھ میں نا اچھ سی تو عشق

البتہ تجھ پر کہے گا دست درازی، ہشیار ہوے تو کچھ کا کچھ ہوے گا اتا لیچہ تے کہ کچھ کار سازی۔ جاں تے دشمن نے مطلق زبوں پایا، پچھیں دگدایا۔ دسرا اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، ولے اپنا دشمن اپے ہونا بہت جہل ہے۔ لوگاں تھوڑے ہوے تو ہوے ولے خوب اچھنا، بہت کام کے دلاور اپردپ اچھنا۔ جو ایک ہزاراں پر اٹھے، ایسے لوگاں ملے تو دشمن کا منہ ٹٹے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہتاں میں تھوڑے برے چل جاتے تھوڑیاں میں بہوت برے کام نہیں آتے، بہوت بہا وقت لیاتے۔ پچھیں تھوڑیاں میں بہو نیچ تھوڑے ہوتے، کام مشکل ہوتا باٹ کے روڑے ہوتے۔ جو کوئی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا، اس کے آنگے نہ اچ ٹڑا۔ خدا بی ہمناکوں ہماری ہمت آزماتا ہے، خدا کوں بی ہمت کا بہوت کام بھاتا ہے۔ ہر ایک کام اپے سنبھالتا آتا ہے نہیں تو کیا ہمناتے سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر دو چہ ہے سنبھالنہارا، تو مرداں کوں ہمت بغیر کیا چارہ۔ اگر ہمیں دشمن پہ ہمت کر نہیں دیسے، تو ہمنا یو پڑیا ہے نہ کہ خدا ہمنے۔ دو بیٹھیا ہے آزمانے، ہور ہمنا میں ایتے یہانتے۔ ہمیں بی عجب مرد ہیں، بہوت کوئی بڑے فرد ہیں۔ کسی کی بات کوں یہاں ٹھانوں نا دھرنا، اپنی تھریت پیچ کرنا۔ راجوٹ بی در اصل عاجزی کی نشانی ہے، قوت کچھ اور ہے قوت کی کچھ ہور عالی شانی ہے۔ راجوٹاں ضرورت کی حکایتاں ہیں، آخر لہوا چہ کام آوے گا باقی باتاں ہیں۔ جدھر چلتا، ادھر اول پانوں اٹھتا، آخر لہو پچ پر تال ٹٹتا۔ لوگاں خوب جوہر دار لوگا

کوں نہ برتے، کھترے ہور کنکرے سو عجما[1] کرتے۔ جنوں میں ایسے کاں ہوئے دھل، انو میں کیا ماٹی اچھے گی عقل۔ جوہر دار لوگاں ہات لے جاتے ہیں تو وقت پر کیا کنکر کھتر کام آتے ہیں۔ خوب لوگاں جائیں گے، پچھیں کیا برے کام آئیں گے۔ خوب لوگاں تے ملک ہور مال خوب لوگاں رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال۔ جیسے توں کچھ محبت سوں دیا، اُسے توں اپنا کیا۔ مشہور ہے کہ جدھر ہنڈی ڈوئی، اودھر سب کوئی۔ جیسے توں اپنا کیا وہ چہ تیرا، ہر کسی کوں تکو جان کہ یو وقت پر ہے میرا۔ عاقل انگیتچ جانتا، نادان پچھیں تے پہچانتا۔ اپنیاں کوں اپنے کرنا اپنیاں تے مال دریغ نا دھرنا۔ اپنے سو اپنے، پرائے سو پرائے، پرایاں کوں اپنیاں میں کیوں لیایا جائے۔ اپنیاں میں بہت تواضع بہت تعظیم، نوے سو نوے قدیم سو قدیم۔ کہیچ ہیں کہ اول خویش بعدہ درویش۔ اتال سب خوب دستے دلے سن رہے جیوا، گھر کوں دیوا تو مسجد کوں دیوا۔ یہ دو قصہ کہ چار بلائی چودہ ائے سنو گھر کی ریت، بھار کے آکر کھا گئے گھر کے گائیں گیت۔ آشنا کوں جانتا بیگانے کوں پچھانتا۔ دنیا میں اپنایت خوب ہے، اپنایت غایت خوب ہے۔ مال ملانے منگتا تو مال ملاتیاں کوں منگ، دلیر لوگ ماتے ہتیاں کوں منگ، خدا ہور رسولؐ کے بھاتیاں کوں منگ، ریجھتے ہور ریجھاتیاں کوں منگ۔ کچھ مشکل پڑے بغیر خوب لوگاں پچھانے نہیں جاتے، وقت پر سب کوئی کام نہیں آتے۔ پادشاہ نے ہر یک ملک تدبیر میں پڑ کر لینا، تدبیر

---

[1] جمع

نا پھیے تو ڈھیل کر لینا جھگڑا کر لینا۔ سال میں یک گز زمیں تو بھی فکر کرنا
جو بات آوے، کچھ بھی لینا تا سال خالی نہ جاوے۔ جن نے چار
نہنیاں کوں سمیٹا وو بڑا ہوا، چار بڑیاں میں اپے بھی کھڑا ہوا۔
بڑے ہوئے ہیں سو سی کرتے کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے دھرتے
ہوئے ہیں گڑ کوٹ لینا ملک لینا ایک کا ملک ایک کوں دینا یو
پادشاہانچہ کا کام ہے، اس خوشی کی لذت دسریاں پر حرام ہے۔
کون انسان اس خوشی پر ہے، کسے یو خوشی میسر ہے۔ خوب عورت
خوب کھانا، خوب لہوا خوب گھوڑا، یو سب کسے میسر ہے تھوڑا تھوڑا۔
پادشاہاں نے اپنی خوشی نا صبرنا، اپنی خوشی کی کچھ فکر کرنا۔ تو پادشاہ
تو عالم پناہ، تو ظل اللہ، تو صاحب سپاہ، پادشاہاں سب تے
بڑے سب تے معتبر، انو کی خوشی ہور دسریاں کی خوشی کیوں ہوتی ہے
پادشاہاں تیر ترکش کمان لہوا سیر اپنے سنگھات لے کر مستعد ہو
سب کوں دلاسا دے کر، مہابت سوں، صلابت سوں، جیوں
ترکش بندی کا قاعدہ ہے، جس بات میں ترکش بنداں کوں فائدہ
ہے، خوب نمائش سوں، خوب آرائش سوں بھار آنا، بہار آئنے
تو غافل نہ ہونا ہشیار آنا۔ اپنی مردی کا سنگھار اپے دیکھنا،
اپنے لشکر کوں دکھلانا۔ تا دسریاں کوں دیکھ اُمس آوے ترکش
بندی کا ہوس آوے۔ ترکش بند ترکش بندی کرے، خوبصورتا
اچھے وہ بی جوت دھرے۔ ترکش بندی کا عالم بولیچہ ہیں کہ
الناس علیٰ دین ملوکھم۔ پادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش
بنداں کوں اپنوں ہاٹ دکھلانا، اپنو کوں ترکش بندی پر لیانا۔

لہ آدم۔

انبو دیکھا بندان تو ترکش بند کا دل قوت پکڑتا ہے، تو ترکش بند
لڑتا ہے، ہمت یاری دیتی ہے آگ میں پڑتا ہے۔ جو بادشاہا پھیج
یو روش چھوڑے، تو کدھرتے ترکش بندی کریں گے نگوڑے۔
جو کام بادشاہاں کوں بھاتا ہے، عالم سب اُسیچ کام پر آتا ہے۔
جو کوئی جو کام کرتا ہے سو بادشاہاں کوں رجھانے خاطر کرتا ہے،
بادشاہاں کوں خوش آنے خاطر کرتا ہے، اپنا مراد پانے خاطر کرتا ہے۔
بادشاہاں مظہر اعظم ہے، خدا سب کچھ دیا ہے کیا کم ہے۔ جس
کام پر قصد دھرتا ہے وو کام کرتا ہے کہ یاں جیسے خدا دیا اُسے کوئی
رنیں لیا اجارہ، عربی میں کہے ہیں کہ اقل تکفہ الاشارہ۔ اس بات
میں کہی وہی مہارت، تو دکھنی میں بی بولے ہیں کہ ٹوٹکو کون ٹومنی تیزی
کوں اشارت۔ جن نے خوب فکر کیا اس کا کام ہوا خوب، کہاوت ہے
طالب دا مطلوب۔ یوں کچھ ہوے تو بادشاہی کا سودا ہے، اپنا حکم
اپنی درا ہی کا سودا ہے۔ جن نے یوں کیا اُس کا نام ہوا، جاں عشق
تمام لگیا وہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دھرے، فرصت ہے لگن
کچھ کرے۔ عشق بادشاہ بہوت قسمت، بہوت زبردست۔ سست
کوں پتیا کر اچھنا عقل کا کام نہیں، بھروسا اُس پر بھاکر اچھنا عقل
کا کام نہیں۔ پھر یا تو اُسے تنا کرنے ہارا کون ہے، بڑے کوں
ٹھنا کرن ہارا کون ہے۔ دنیا ہے ڈرنا کچھ فکر کرنا۔ ہر کوئی ٹھاٹ
کر بادشاہاں پاس آتا، بادشاہ نہاس کر کدھر جاتا۔ یک وقت ٹوٹیا
تو جوڑتا کون، بادشاہ نہاتیا تو چھوڑتا کون۔ غنیم لگن کیا کام جاتے
پیچھے لوگاں تو دشمن ہو آتے۔ لوٹے ننگاتے، ہزاراں ہزار بلایاں

لیاتے۔ اول اپنے لوگاں تے ڈرنا، پچھیں دشمن کی فکر کرنا۔ کوئی بادشاہ مال دھن سوں نھاٹ کر سلامت گیا، جیوں نکلیا تھا تیوں امانت گیا۔ البتہ ننگاے ہیں، یا مفلس ہوکر گیا یا پکڑ لیائے ہیں، بادشاہاں کوں جتی خوشی اتناچ دکھ بی ہے، جتا نیک اتناچ بد بی ہے۔ بادشاہ تو یگچ جو لشکر گھوڑے ہتی ہے، سب نھاٹے پچھیں کیا بادشاہاں کی عزت رہتی ہے۔ مالی جیتا جیتا ہے، ولے جھاڑ پیڑ تے اکھڑے پچھیں کیا پنپتا ہے۔ شیشہ پھوٹے پچھیں جڑتا نیں، پر کٹے ہوے پچھیں جاندر اڑتا نیں۔ یو بات دانش کا معما اس بات کوں فاہتا کوں، اسمان ٹٹ پڑیا پچھیں تھامتا کوں۔ حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک باندھی جاتی ہے، ولایت گئے پچھیں بی بات آتی ہے۔ جیوں کمان کا تیر جو بولے سو بات یو دونو گئے تو مشکل ہے پھر آنا بات۔ عقل دیا ہے خدا نے آدمی کوں بڑا انگ، بادشاہاں کوں تدبیر کرنا واجب ہے ولایت بات میں ہے لگ۔ عشق کے انگے عقل کوں کیتا گماں، وہیچ قضا کہ ہتی کوں چڑی ضماں۔ عشق کوں کون پتیایا ہے بہوتاں کوں لوٹیا بہوتاں کوں تنگایا ہے۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے۔ لوگاں آتال بہوت پھسلا کھاتے ملے ہیں اوا سوا ولے وقت کوں کام آن ہارا ہے سو اپنا خدا، اپنی عقل اپنی ہمت اپنا ہوا۔ یو صحف کی آیت ہے سن، سمج ہور دل میں رکھ جتن 'کم من فیئۃ قلیلۃ غلبت فیۃ کثیرۃ۔ یعنی بجوئی مرد ہیں جیو کوں عزت پیارے ہیں تھوڑیاں نے بہوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کروں بولیا دل ہوا داغ

کو کہیے ہیں وما علی الرسول الا البلاغ۔ یعنی حاجب کا یو کام ہے
جو بولے راسک راس، پیلیاڑ اس پر عمل کرنا ہے سنن ہارے پاس۔
اتا لیچی اپس کوں سنبھال رکھ، خوب لوگاں ملانے پر خیال رکھ۔
خوب لوگاں کیا ایکچ بار ملیں گے، چنتے چنتے کیتک دلیاں کوں دو
چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن کوں موں پہ تے ٹالنے
کوں کوئی ہونا نچ، و گر خدا نا کرے شکست ہوئی تو بی سنبھالنے
کوں کوئی ہونا نچ۔ اگر ایک جاگا ہوڑ ہارتا، تو دوسری جاگا جا کر[1]
لہوا مارتا۔ اگر دشمن کی فتح ہور شکست تے دل درہم نیں، تو کیا اپنے
گھر کا بی غم نیں۔ اپس کوں ہور اپنے ملک کوں سنبھالنے تو اچھنا،
یہ آگ گھر کی بلا کوں جالنے تو اچھنا۔ جیوں تیوں دلاوراں کوں جما
کرنا ضرور ہے، بہادراں کو جما کرنا ضرور ہے۔ پادشاہ وو خوب
جو لشکری کوں خوب کر جانے، خوب لشکری کوں محبوب کر جانے۔
مانگ موتی انو پہ تے وارے، یو غازی مرداں جیو دین ہارے۔
اگر کوئی منگتا کسی کا جیو لیوے، جیو کوں جیو نیں تو جیو کے بدل پیکا تو بی دیوے۔
پیکا بات تے نیں دیا جاتا جیو کسی کا کیوں لیا جاتا۔ جیو لینے کا بہوت دل، ہور
پیکا دینا ایتا مشکل۔ اگر تو منگتا ہے کہ خلق بچے منگے تو توں پیکاں کوں نکو منگ،
جو تو پیکاں کوں منگتا تو بچ نیں ہرگز تا رہیں رنگ، کام سب ہوسے گا
بھنگ۔ پادشاہاں کوں لشکر بچہ بڑا مال جس پادشاہ کے خزانے
میں یو مال، وو بادشاہ دائم خوش حال۔ اس پادشاہ کو دائم
فتح جا سکے تہ دار، خاطر قرار۔ زیاستی کام تج کر لشکر اپنا سج کر

---

[1] چاکر

لشکر کے دل سوں دل ساندنا، پھتریاں کا کوٹ کیا کام آتا خوب دلاں کا کوٹ باندنا۔ جس بادشاہ کوں خوب دلاں کا کوٹ نہیں، اس بادشاہ کوں اوٹ نہیں۔ پھتریاں کا کوٹ گھڑی میں اوڑ جاتا، اس کے آسرے کون آتا۔ بھاد کوئی چھڑاں ہارا اچھے تو دو دیس کوٹ میں جانا، نیں چپ کوٹ میں جانا کیا مانا، عبث دل میں فکر ایسی نالیانا۔ لشکر میں سو کوٹ، جانو ہات میں باندکر دیئے موٹ۔ جو سر پا پانی ہور دانہ، تو دیچہ[1] ہوا بندی خانہ۔ پچھیں کام ہوتا سخت، قول منگنے کا آتا وقت۔ کسی کا نیں سنیا کہا، کدھر نکل جانے تے بھی رہیا۔ دشمن کے لوگاں آتے، بند پکڑ کر لے جاتے۔ دو عاجزی دو شرمساری، توبہ الٰہی یو بڑی خواری۔ اس واقع ہوں جو کوئی جینے کی ہوس کرتا ہے، اس جیونے پہ یو مرنا ہزار جاگا شرف دھرتا ہے۔ لوگاں لڑ کر مریا دلیں گے، مرد تھا، شاباش خوب کریا بولیں گے۔ اگر دل میں ہے مردی کا ہوس، تو مرد کوں دنیا میں ناؤ پچ بس۔ پادشاہی کا کیا سواد عاجز ہو نکیں کے بند میں جانا، جہاں پادشاہی کا رچ ہے وہاں یو کیا مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پہ نا لیاوے، مرد کوں عار پہ نظر کرنا ضرور ہے جو کام عزت پہ نا آوے۔ مرداں کوں یو جاے محک ہے اس میں کیا شک ہے۔ وو تو سب ہوا اتال یو کہنا، یو فکر کیا سو قایم کیوں کر رہنا۔ توں تو جوں جیو پکڑ رہیا ہے تن، یو بھی ماٹی کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے بھوتاں کے ایسے کوٹ لیا ہے، لیا سو اجھوں کسے پھرا نیں دیا ہے۔ توں عقل

---

[1] کوٹیچہ = کل دانے

پادشاہ ہور اس کوٹ پر بھروسا کیا ہے، کیا مست ہے اے کیاں
کا شراب پیا ہے۔ کوٹ سو دلاں کا چلتا کوٹ، جس کوٹ پہ دشمن
نہ کر سی چوٹ۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہیا جاوے سو یو کوٹ ہے، جس
کوٹ میں رہیا جاوے سو یو کوٹ ہے۔ یو کوٹ ہوے تو وو کوٹ سہاوے
یو کوٹ نئیں تو وو کوٹ کیا کام آوے۔ کوٹ کوں ہور ملک کوں
لہوا سنبھالتا ہے۔ جیسی بلا آتی ویسی بلا کوں لہو اٹالتا ہے۔ لہوے
تے لوگاں ڈرتے ہیں، تو آکر نکیں کی طاعت کرتے ہیں۔ لہوا غازی
جن نے لہوا ہات پکڑیا اُس کی دائم چیش بازی۔ خدا کا رسوؐل خدا
کا قبول مقبول اسے یوں بھایا ہے اُن نے بھی یوں فرمایا ہے، یو
حدیث آیا ہے۔ اس میں کچھ نئیں شک ہے کہ رزقی تحت ظل رمحی
یعنی میرا رزق میرے نیزے کی چھانوں تل ہے، جو کوئی مرداں ہیں
انو کوں یو بل ہے۔ مرد نے روٹی لہوے کے زور سوں کھانا، چار
مرداں میں اپس کوں مرد کہوانا، اپنے نانوں کا علم اُچانا۔ جو عالم
میں یو بات ہوئی فاش، جو کوئی سنے سو کہے شاباش شاباش۔
جوں حضرت کتے یک دیس نکیں کے گھر گئے تھے مہمان، وہاں لہوا
نہیں دیکھے تو نئیں اس کے گھر میں ہرگز کھائے کھان۔ کہ تیرے دل
میں غذا کا نیت نہیں، خدا کی رضا کا نیت نہیں۔ مرتضیٰؓ کوں ذوالفقار
آیا تو مرتضیٰؓ اس جاگا کوں اپڑے، تو سب انو کے زیر ہوے
تو سب انو کے ہات تلے سنپڑے۔ لہوے کا مراتب بہت بڑا
لہوا عرش پہ کھڑا ہے۔ پیغمبر کہ خدا کے رسوؐل تھے انو اے لڑے
انو کے اصحاب بڑے۔ ان کا دانت مبارک شہید ہوا، تو دین کا

دولت مزید ہوا۔ کفر کوں اسلام کیے، خدا فرمایا تھا سو کام کیے۔
یو محنت یو جفا کھے بھائی، بیٹھے بیٹھے دلابٹ آئی تو انو کوں آئی
وو تمامی، ہور خدا جیسا حامی۔ ایتا اچھکا ایتے دکھ میں پڑے، ملو
لے کر میدان میں کھڑے۔ کافراں کے خون ہوئے تو کافراں نہ بون
ہوئے۔ خراج دیے، دین قبول کیے۔ یو فتح تو ہوئی تھی جو مال پہ
نظر نہ تھی دلاور لوکاں پہ نظر تھی، انو بڑے تھے انو کوں اول آخو
کی سب خبر تھی اول یاراں تھے تھوڑے، رہتے رہتے بہوت
جوڑے۔ تربیت ہور تدبیر کے صاحب تھے، شمشیر ہور تدبیر
کے صاحب تھے۔ قول و قرار تھا، وعدہ استوار تھا۔ بات میں
خطا نہ تھا، یک بات تے دوسری کوئی کتا نہ تھا۔ اتال بی اگر کس
میں پاک نیت ہور ہمت ہے، تو انو پنج کے فرزنداں انو پنج کی ا
ہے۔ اتال کیا خدا جدا ہے، اتال بی وہیچ خدا ہے۔ اتال بی بہوتا
نے تھوڑیاں تے بہت کچھ ملائے ہیں، ہمت کیے ہیں جداں میں
آسے ہیں، محنت دیکھے ہیں، اپنی مراد پاسے ہیں۔ گنج کیا بے رنج
ملتا ہے، رنج دیکھتے ہیں تو گنج ملتا ہے۔ خدا پہ توکل کرنا، دل پہ
خوشی دھرنا، ہمت کوں تا بسرنا۔ کو لگ صبا اٹھ چاروں طرف کا
غم کھاتا، دنیا دو دیس یہاں غم کھانا کیا مانا۔ مرد یو بات یاد رکھتا
ہے، نہیں بسرتا ہے، مرد کا یقین پورا ہوا تو خدا بی مدد کرتا ہے۔
ہر روز خوشی کر ہور اپنا لشکر سج، سنجھ بازو ٹھونک ہور بادل ہو کر
گرج، مرد کوں رج ہو رج۔ یو بات تکو بسر، جتنا سکے گا اتنا اپنا
لشکر درست کر۔ جس لہوے تے بڑائی پائے، اس لہوے کوں صبر یا

کیوں جائے لوے تے یو ملک یو راج آیا، لوے تے یو تخت یو تاج آیا۔ لوے تے سایۂ خدا خلیفۂ خدا کہوائے، لوے تے اس مراتب کوں آئے۔ پادشاہاں کوں لوے بغیر واچھ نیں، آخر بھی لوے بغیر علا چھ نیں۔ جیتی فکر جیتی عقل آوے، ہات تو لوا تا سٹیا جاوے۔ آدمی جس پہ دھیان رکھتا ہے تو کچھ بی ہوتا ہے خالی نیں جاتا، خدا کی درگہ تے نا اُمیدی کفر ہے نا اُمید ہونا خدا کوں نہیں بھاتا۔ آیا اگر کوئی پادشاہ اپنا ملک چھوڑ ضرور کوں ہور ایک پادشاہ کے ملک میں جاوے گا، تو کیا اپنے ملک کی جیسی خوشی پاوے گا، جیو نہ بھاوے گا۔ پادشاہی چھوڑیا سو تل تل آوے گی یاد، اس میں کیا ہے سواد۔ کچھ نہیں رچھ نہیں، جو کوئی پادشاہ ہے اسے ضرور ہے جو اپنی عاقبت کی فکر کرے، فرصت کا وقت غنیمت کر جان تدبیر پہ من دھرے۔ پادشاہاں کی یکیلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا پادشاہاں کے سنگھات۔ پادشاہاں کوں بہت اچاٹ خوب نیں، پادشاہاں کوں بسراٹ خوب نیں۔ مثلاً ہے دکھن میں، اگر کوئی سمجھے من میں، لوٹ میں لوٹ کا کلوٹ، لت میں لت غفلت، جیو نا توچیج ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست۔ تو بھی عقل پادشاہ ہے، عالم پناہ ہے صاحب سپاہ ہے۔ فرصت دھرتا ہے، جو کچھ کرنے منگتا ہے سو کرتا ہے۔ تیرا فہم تیری دانش تیری دانائی مشہور ہے، میں تیرا دولت خواہ ہوں کیا کروں تجھے یو بولنا ضرور ہے، اس جاگا چپ رہنا نمک حلالی تے دور ہے۔ بیت:

خرامش بود دولت پادشاہ کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

وقت پہ دشمن چپ رہتا، دوست جو کچھ جانتا سو کہتا۔ جس کا دل صاحب خاطر جلے گا، سو بولے گا جس کا دل صاحب خاطر تملیگا سو بولے گا۔ ابی تو یک بار بولنا میانے، پچھیں صاحب کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ اچھنا نمک بر حرامی ہے، یو تمام خامی ہے۔ تجے چھوڑ میں پڑنا کس گھاٹ، جو کچھ تجے باٹ سو مجھے باٹ، جو کوئی صاحب سوں یوں اختیار اچھے اُس کا دل صاحب خاطر کیوں نا پکڑے اچاٹ۔

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یو سب من وھم کوں گل لایا، وھم کا اندیشہ بہت بھایا۔ کیا شاباش وھم، ترا بہت خوب ہے فہم۔ تیری فکر میرے خاطر آئی تجھے ھم وزیری دینا ھم پیشوائی۔ اگر فلاطوں اچھتا تو تیرے فہم کا داد دیتا، بلکہ خدمت کرتا کچھ فیض لیتا، جانتا کہ خدا کے عالم میں ایسے بھی خردمند کامل ہیں، صاحب ھمت صاحب دانش صاحب دل ہیں جوں فارسی میں کتا ہے فرد:

حریفاں بادھا خوردند و رفتند
تہی خم خانہ ھا کردند و رفتند

خدا کی خدائی اتال بھی دوپخ ہے جیوں اول تے آئی وہی خم ہے وہی شراب، وہیچ مستاں ہیں، دیسچ دانا، دیسچ عاقل دیسچ زبردستاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئے واں نیں کرنہ کہیا جائے۔ فارسی میں بھی کتا ہے۔ بیت:

دیدہ را بکشا ببیں دل را منگیں دیگراں — مرد نیست در بر پیرہن مغز نیست در بر استخواں

اے دھم، تجھہ پو مجھے بہت آتا ہے رحم۔ دل نے تجھے
نیں جانیا، تیری قدر نیں پچھانیا۔ توں بہت دوراندیش، تجھے
ھم پادشاہ منگے ھم دردیش۔ توں کیا یو بات کیا ہے، تمام کراماں
کیا ہے۔ دانش منداں نے طاق بلند پر عاقل رکھے، لوگاں نے
اس کا ناؤں کراماں رکھے۔ دانایاں میں یوں چلی ہے بات،
العقل نصف الکرامات۔ دھم کیا سو باتاں بہت خوب ھیں بہت
معقول ھیں کر دل میں لایا، فی الحال لشکر بھیج کر دل کوں
ھور نظر کوں بند کرنے فرمایا۔ کہ ھمارے شہر میں آئے
کیا ستا ہے، جو کچھ دھم کتا سو خوب کتا ہے۔ دھم کی باتاں کا
اثر چڑیا جو کچھ دھم کیا تھا سو اس کاماں کے خیال میں پڑیا۔
دائم اس کام نیں جیتاچ اچھے تو کام رھیا، یک تل بسریا
تو کام کیا۔ جو کام پکڑے بھی گھٹ پکڑنا، خوب ڈٹ پکڑنا، مرد
دانائی کا ہیٹ پکڑنا۔ نئیں تو ان نے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا،
دل میں گانٹ باندیا تھا سو کھولیا۔ اپنی فکر ہوئی داناواں، لوگاں
کی فکر آئی میانے میاں۔ پادشاہاں روشن دل ہیں، خدا کے خلیفے
ہیں خدا سوں مل ہیں معلوم ہوتا آخر تا اول، یو لوگاں انو کے پڑتے
انو کی عقل۔ ہر ایک بات سر چڑتی، کچھیں عادت وہی پڑتی۔ اپنی عقل
کا سواد کیا، اپنی عقل کا امداد کیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوائی، جانو
لوکاں نچ کرتے پادشاہی۔ اس کی کچھ نیں تدبیر، یو جانو ایک تماش گیر۔
لوگاں کی عقل تے اگر خوب ہوا تو بھی سہل امداد ہے، اپنی عقل تے
جو کچھ خوب ہوا اس میں سواد ہے۔ دانا کی عقل دغا نہیں کھاتی دانا

کی عقل بہوت کام آتی ۔ دل تازہ اچھتا، اپنے کنے اپنا اندازہ اچھتا۔ اپنا مدعا اپنے پاسکتا یکاوے وقت خدا نا کرے کام گیا تو بھی نیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ دھات، کیا ہوں ایک بات۔ جیوں تیوں عاقل اپنا کام کر لیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دیتا۔ اپنی عقل سوں اگر دسرے کی عقل ملے تو واہ واہ اس تے بھی کیا خوب، عاقل لوگاں بہت ہیں مطلوب۔

بلند عقل دل کا اجالا، بھوتیچہ خوب بھوتیچہ آلا۔ یو بات سمجھایا، یہی قصہ کہتے سوآیا۔ کہ دو یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن من موھن تے عاشق ہولیا تھا دو انگشتری کچھ مصلحت دیکھ نظر کوں دیا تھا۔ ولے سناراں اُس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے، کہ جو کوئی وہ انگوٹی موں میں رکھے تو کسی کی نظر نا پڑے۔ ہور دسری خاصیت اس میں یو تھی کہ جو کوئی وہ انگوٹی رکھے اپنے سنگھات اس کی نظر تلے دسے چشمۂ آبحیات نظر، وہ انگوٹی موں میں لے کر، سب کی نظر ان کوں دغا دے کر، ہنستا کھیلتا اُس عقل پادشاہ کے بند میں تے بھار آیا۔ خیال کا وھانچہ خیال لایا۔ بھی ہزار شوق سوں ہزار ذوق سوں دیکھنے اس حسن نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، دل کے آدھار کوں شہر دیدار کوں، جانے اختیار ہوا، پانوں سار ہوا۔ نظر تھا طالب، طلب تے غالب، بیگیچہ شہر دیدار میں، رخسار کے گل زار میں آیا، سیر کرتے کرتے دھن کا چشمہ، شہد ہور لبن کا چشمہ جسے ابلوج بنات کہتے ہیں، جسے آبحیات کہتے ہیں، سو اس رخسار کے گلزار

میں پایا۔ نظر لالچی لالچ بھریا خام طبعی کر یا غلط قصد دھریا
اُس شیریں چشمے تے آب حیات کا سواد دیکھے، ایک گھٹ پیوے
ہور اے بھی دنیا منے دائم جیوے۔ جینا، کوئی ڈھنڈے جینا
کوئی دھاوے، بختاں میں لکھیا سو پاوے۔ بادے جیوں
آبحیات پیونے کوں موں پساریا، اپنا ست اپنا پت سب ہاریا۔
چوری کیا، تناخوری کیا۔ قضا اُس وقت یوں گھڑی، کہ دو
انگوٹھی موں میں تے نکل اس آب حیات کے چشمے میں پڑی۔ فرد:

امانت میں خیانت کیا ہے دد کار
جو کوئی یوں ہوے اُسے کیوں ہوے بھلی بار

دغا کھا کر، بہت پچھتا کر حیفی کھانے لگیا، دل پر کچھ کچھ
لیانے لگیا تی ترسیا تی تپیا، آب حیات کا چشمہ نظر تلے تے
چھپیا۔ نظر حیران ڈانواں ڈول کسے کہے کھول، موں میں
تے بھار نہیں نکلتا بول۔ فرد:

گنوالیا پچ توں اب کیا گماتے پچتاوے
یو بست وو نہیں جو گئی سو ہات پھر آوے

نظر تڈھال، نظر کا یو حال، جو یکایک رقیب کیں دیکھیا
سو نظر کے لگیا دنبال۔ پکڑیا جکڑیا، آزار دیا ماردیا، دند سار
جالیا، اپنے گھر لے جاکر بندی خانے میں گھالیا کیتک دیں
پونچہ ٹالیا۔ نظر وہاں نیت بدلایا یہاں اس کا اجو پایا۔ اس ہات
کا اس ہات وہاں کا وہانچہ خدا نے دکھلایا۔ جہت دیکھیا
نجادی، بد نیتی کی تاثیر ماری۔ خدا کوں نہیں ڈرتا، یکس کے

مال پر کیوں نظر کرتا۔ پریشاں درہم، جدھر دیکھتا اُدھر آتش غم۔ کوئی دست گیر نہیں کچھ تدبیر نہیں۔ یکایک یک تا ذلف نے جو اس دمیں اپنے بالاں دیے تھے اُس کے ہات، وقت پر یاد آیا۔ اچھو سو اس وقت وو وقت آیا، فی الحال یک دہ بال لے کر بیگ بیگ آگ پر جلایا۔ تو کا تو پچھ دیکھتا ہے جو ذلف حاضر ہو آئی، پوچھی کہ کیا حال ہے رہے بھائی۔ کیا کیا پوچھیں گی میرا حال، میں کیا بولوں اتال۔ ذلف کہی غم نکو کر، ہمت کم نکو کر۔ ہر ایک بلا ہے سو مرد انچہ پرسے، صاحب دردانچہ پرسے۔ فرد:

ہمت دنیا مرد نے عاجز ہو کر اٹھے کیوں
دیکھنا نظر وقت پر ہر یک وقت پڑے کیوں

مردانچہ پر ہے قناعت ہور فاقہ، مردانچہ پر گزرتا ہے یک آدھے وقت واقا۔ جیسے دنیا میں غم نیں وو نادر ہے، خوشی غم سب مردانچہ کے سر ہے۔ چلتا سو چہ اڑتا ہے، چڑھتا سو چہ پڑتا ہے لہوار کا کھیل جو آگ سوں ہے تو یکادے وقت جلتا بھی ہے، تیرا لو جو دائم پانی میں، غوطہ مارتا کدھیں دم کو نڈیا جاتا نکلتا بھی ہے۔ پادشاہاں جو پادشاہی کرتے ہیں، حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں انو بھی کدھیں غم گیں کدھیں خوش حال ایسیاں کا بھی یو حال۔ دکھ سیا سو مرد، غم کے وقت خوش حال رہیا سو مرد۔ گنگا بھی دھوپ کالے میں کھتی پر شگالے میں بڑی جنگل کا جھاڑ اسے کدھیں پھول کدھیں پت جڑی۔ اگر دایم اچھے یک وقتا، تو عبث ہے یہ قدر قضا۔ یو اس کا چہ ذات ہے، جو دائم یک دھات ہے، مرد وو جو اپنے وقت کوے کل وقت

ابدالوقت اچھے نہ ابن الوقت۔ ایسی جاگا نکوا چہ کھڑا جو کدھیں نھتا ہوے کدھیں بڑا۔ واصل اسے کہتے ہیں، صاحب حاصل اسے کہتے ہیں۔ گھر گھر نکو پھرا آس، اپلے ہور اپنی بھوک پیاس۔ جنے بھوک پیاس میں باندیا گھر، وو نڈر اسے کیا ڈر۔ دولت بے زوال سو یو چہ ہے، مرداں کا دھن مال سو یو چہ ہے۔ بیت:

دولتے را کہ بناشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشاں است

اول بھوک پیاس پہ کھڑے رہنا، پھیں مرداں میں بزرگی کی بات کہنا۔ باؤ کے جھاڑتی کوئی پھل لیا ہے، بھیں چھوڑ کر کوئی سادنا کیا ہے۔ یو نیچہ ہیں کہ بھوک ہور پیاس، نعیاں ہور ولیاں کی میراث۔ کھانا بھوک کے نوالے ہور پینا پیاس کے گھونٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات جھوٹ۔ بڑائی جو پیکیاں سوں آتی، پیکے گئے تو وو بڑائی بی جاتی۔ نکو کر تو ایسی خام طبا، یو بڑائی کس بڑائی میں جما۔ شرم نیں آتی ایسی بڑائی کرتے، اس بڑائی پہ بھی اینٹ اینٹ مرتے۔ دو دیں ہوتے جاں وزیر، بھی آخر فقیر کے فقیر۔ وو بڑائی مغز میں تے یوں نکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نیں آتی۔ بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی، جو بڑائی خدا ہور رسول کوں بھائی۔ حدیث نبوی صلعم الفقر فخری والفقر منی۔ دنیا کو بڑائی کیے تو کرنا، دلے اپنا فقر و فاقہ نا بسرنا۔ ایسی بڑائی پر تیا مغرور ہو جاتے، جو دوسرے کسی کوں خاطر نیں لیاتے۔ اول کیا تھے اتال کیا ہوے آپس کوں پچھاننا، اپنے درد جیسا دوسرے

کا درد جاننا۔ دنیا کی بڑائی بادشاہا بچہ کوں سہاتی، بجھنے جو حد تے بڑائی زیاست کرتے سو انو کی عقل جاتی مدمستی چڑتی بے خبر اگی آتی۔ انو بڑائی کر خوشیاں سوں مارتے تالیاں، لوگاں پس غیبت کھڑے کھڑے دیتے گالیاں۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق اڑاتے شرع پر حکم گالیاں کھاتے۔ دنیا کا حرص دنیا کی بلا میں گھالتا، بلکہ آخرت کوں بھی دوزخ میں جالتا۔ دنیا کی بندگی دین سوں کرنا خلق کوں سمجھنا خدا تے ڈرنا۔ عالم کو سب دنیا کا شغل لگیا، آخر اس دنیا تے کس کا دل نہیں بھگیا۔ جیے سب پکڑے ہیں اسے توں چھوڑ توں خدا چہ کوں پکڑ کہ تجھے کھینچ نہیں چوڑ۔ جہاں استقامت، وہاں امامت۔ دنیا کا دھندا اگر کرے گا تو کر، ولے اپنی بھوک پیاس نکو بسر۔ جیے نیٹ نیں، اسے بھیٹ نیں۔ محبت سوں دل کوں معمور کر، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہور عاجزی دور کر۔ سبحان اللہ جو کچھ ہے استغنائی، ولے یو استغنائی ہر کسی نیں آئی۔ یہاں جفا کوں مارنا ہے، یہاں خوشی کوں سنگھارنا ہے۔ یو بہت مشکل ہے ٹھار، جو پارا آگ پر رہیا وو قائم النار۔ دنیا کی بڑائی کو لگن چلے گی، یو گھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھوبچہ سوں جلے گی، یو سونے کی ٹھار نیں جاگ، کچے سوت پہ کو لگ لگے گا لاگ۔ حیات باؤ کا ہلنا چلنا، اس حیات پہ اتیا کیا اچھلنا۔ کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے، کچھ سمجھ کے بیچ ہوا ہے۔ دنیا جیوں دوپہر کی چھانوں، اس دنیا کوں سر ہے نہ پانوں۔ دنیا دو دیس کی مہمان، یو تحقیق ہے کر جان۔ یو جیونا سب یک دم، اگر خوشی اچھو دگر غم۔ دنیا کا کام

ٹہ جوڑ

جیوں یتوں گزرتا ہے، ولے وہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچھ کرتا ہے۔ جتنی راحت منگے اتنی محنت پر کھڑے، تو بنی تو ولی تو بڑے۔ اتو لے ہوا حرص تے نیں پائی بڑائی، انو کوں بھوک پیاس نے یاں لگی انپڑائی۔ اگر توں سمجھے گا یو عالی شانی، تو عربی میں کہے ہیں کہ تجوع توانی۔ یعنی کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچھ، تو چکنائی ست ملک روکھا اچھ۔ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور ست میں ہے، جو کچھ ہے سو غریبی ہور غربت میں ہے۔ غریب فقیراں کا کھانا سو فقر فاقہ تمام حاصل کا مانا۔ سو فقر ہور فاقہ خدا کچھ نیں کھاتا، جو کوئی خدا کا عاشق ہوا اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق دو جیں میں معشوق کی صفت آوے، نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں ہور کچھ بھاوے۔ خسرو دہلوی یو بات کہیا بہت نوی۔ فرد:

بہر کہ جوید مراد از معشوق گوئی او عاشق مراد خود است

معشوق سکنے معشوقیچہ کوں منگ، عاشق کوں اس بات کا بہت ہے ننگ۔ یو وحدت لوگاں میں خاص ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک نظار نظر ہور سو ہزار دل، ایسی عاشقی تے کیا حاصل۔ یہاں دل کوں سنبھالنا ہے، جو تھی اپس کوں جانتا ہے۔ جوں فارسی میں اس مقام پر آرہیا ہے ہور کہیا ہے۔

در عشق نہ پا فتادہ می باید امید بباد دادہ می باید

آنجا کہ رسد دمد دل خود گوید دنداں بجگر نہادہ می باید

الماس تے ہونا سخت، جو اپنی مراد کا ہووے وقت۔ غم تے اپی عاجز ہونا جانا، غم آیا تو غم دوں بھی کھانا۔ دوہرہ۔ جو لگن

تو سہس بل جو بھر جن تو ماس۔ اے سینہ کھکھیا کیوں کے سٹ
تن کا گھاس۔ مرد کدھیں پھول تے نازک کدھیں فولاد تے سخت
اچھنا، ہر یک جاگا ہمت سوں رہنے مرد کوں بخت۔ اچھنا۔ جس
یں کچھ نیم ہے جس میں کچھ دھرم، جیوں سنا جیسا چہ سخت ولیسا
چہ نرم۔ دوہرہ:۔

سیو سنت نہ چھاڈیے ست چھوڑیں پت جائے
لچمی ست کی داس ہے پگ لاگے تجھ گھر آئے

ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کافران آگ میں سٹے انگارے پھول
ہو پانوں تلیں آئے، یوسف کا کوئے میں تقوا قرار تھا تو بھار نکلے
پیغمبری ہور پادشاہی پائے۔ مرد کوں قرار عجب کچھ ہے، ہر ایک
کام چہ اختیار عجب کچھ ہے۔ ایک تل میں سو جنس سوں پھرتا
یہ عالم، نہ دائم خوشی اچھتی کسے نہ دائم غم۔ سر چہ چرخ پھرتا
ہے، آدمی کدھیں آٹا کدھیں گرتا ہے۔ آدمی نہ اپنے بھاتے
آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا، ہور انکیں کا بھاتا ہوتا ہے اپنا
بھاتا کہاں تے لیاوے گا۔ جوں مرتضیٰ فرماتے ہیں جنوں کی بات دایم
قایم، عرفت ربی بفسخ العزایم یعنی جیوں میں سنگتا تھا تیوں
ذیں ہوا تو میں خدا کوں پچانیا، میرے ہات میں نہیں ہے کام ہے
ایک کے ہات میں ہے کر تحقیق جانیا۔ عارفاں بات بات میں
دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات پاتے۔ ذرے ذرے کوں
تحقیق کرتے، ایک تل اس کی معرفت کوں نہیں بسرتے۔ عارف
وہیچہ ہے جو کوئی خدا کی معرفت سمجھے، حق شناس اُسے کہتے ہیں جو

جیوں تیوں گزرتا ہے، ولے وہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچھ کرتا ہے۔ جتنی راحت منگے اتنی محنت پہ کھڑے، تو بنی تو ولی تو بڑے۔ انو لے ہوا حرص تے نیں بائی بڑائی، انو کوں بھوک پیاس نے یاں لگی اپڑائی۔ اگر توں سمجھے گا یہ عالی شانی، تو عربی میں کہے ہیں کہ تجوع توانی۔ یعنی کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچھ، تو چکنائی سٹ ملک روکھا اچھ۔ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور ست میں ہے، جو کچھ ہے سو غریبی ہور غربت میں ہے۔ غریب فقراں کا کھانا سو فقر فاقہ تمام حاصل کا مانا۔ سو فقر ہور فاقہ خدا کچھ نیں کھاتا، جو کوئی خدا کا عاشق ہوا اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق وو جیں میں معشوق کی صفت آوے، نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں ہور کچھ بھاوے۔ خسرو دہلوی یو بات کیا بہت نوی۔ فرد:

بیک جوید مراد از معشوق گوئی او عاشق مراد خود است

معشوق سکنے معشوقیچہ کوں منگ، عاشق کوں اس بات کا بہت ہے ننگ۔ یو وکھتے لوکاں میں خامی ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک نگار نظر چہ سو ہزار دل، ایسی عاشقی تے کیا حاصل۔ یہاں دل کوں سنبھالنا ہے، چیز تی اپس کوں جانتا ہے۔ جوں فارسی میں اس مقام پہ آرہیا ہے ہور کہیا ہے۔

در عشق نہ پا فتادہ می باید امید بباد دادہ می باید
آنجا کہ رسد دل خود گوید دنداں بجگر نہادہ می باید

الماس تے ہونا سخت، جو اپنی مراد کا ہووے وقت۔ تم سے اپی عاجز ہونا جانا، تم آیا تو تم دوں بھی کھانا۔ دوہرہ۔ جو لگن

تو سہس بل جو بھر جن تو ماس۔ اے سینہ کھکھیا کیوں کے سٹ
تن کا گھاس۔ مرد کدھیں پھول تے نازک کدھیں فولاد تے سخت
اچھنا، ہر یک جاگا ہمت سوں رہنے مرد کوں بخت۔ اچھنا۔ جس
میں کچھ نیم ہے جس میں کچھ دھرم، جیوں سنا جیسا چہ سخت ولیسا
چہ نرم۔ دوہرہ:۔

سیوست نہ چھاڈیے ست چھوڑیں پت جائے
لچھی ست کی داس ہے پگ لاگے تجھ گھر آئے

ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کافران آگ میں سیٹے انگارے پھول
ہو پانوں تلیں آئے، یوسف کا کوئے میں تقوا قرار تھا تو بھار نکلے
پیغمبری ہور پادشاہی پائے۔ مرد کوں قرار عجب کچھ ہے، ہر ایک
کام چہ اختیار عجب کچھ ہے۔ ایک تل میں سو جنس سوں پھرتا
یہ عالم، نہ دائم خوشی اچھتی کسے نہ دائم غم۔ سر پہ چرخ پھرتا
ہے، آدمی کدھیں آٹا کدھیں گرتا ہے۔ آدمی نہ اپنے بھاتے
آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا، ہور انکیں کا بھاتا ہوتا ہے اپنا
بھاتا کہاں تے لیاسے گا۔ جوں مرتضیٰ فرماتے ہیں جنوں کی بات دائم
قایم، عرفت ربی بفسخ العزایم یعنی جیوں میں منگتا تھا تیوں
نہیں ہوا تو میں خدا کوں پچھانیا، میرے ہات میں نہیں ہے کام ہے
ایک کے ہات میں ہے کر تحقیق جانیا۔ عارفاں بات بات میں
دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات پاتے۔ ذرے ذرے کوں
تحقیق کرتے، ایک تل اس کی معرفت کوں نہیں بسرتے۔ عارف
وہیچہ ہے جو کوئی خدا کی معرفت سمجھے، حق شناس اُسے کہتے ہیں جو

کوئی طریقت میں آ کچھ حقیقت سمجھے ۔ خودشناسی خداشناسی عارفاں کا کام ہے ، جو کوئی عارف تمام اسرار ہے اسے کون فام ہے۔ کدھیں کوئی ہنستا ہے ، کدھیں کوئی روتا ہے ۔ یو دنیا ہے یوں ہوتا ہے۔ دنیا کا کام بہت ہے سخت ، اپنے نہیں ساتوں وقت ۔ آدمی کو پریشانگی ہے بالیں بال ، خدا چھ ہے جو وو رہتا یک حال۔

القصہ بارے زلف نے دھرم کری ، بہت کرم کری۔ اس بندی خانے میں تے ، اُس بلا آشیانے میں تے ، کچھ فند[1] کر دست بند کر ، بھار کاڑی ، اُس رقیب کوں اُس بدبخت بدنصیب کوں پچھاڑ میں پاڑی ۔ نظر کوں گلے لائی ، رخسار کے گل زار ہور شہر دیدار کی باٹ دکھلائی ۔ کہی ایتال جا ، اپنا مدعا پایا۔ مروت بہت کی لگ چوٹی کی جائی بلاتی بھار کاڑی باٹ دکھلائی

نظر زلف سوں وداع ہوکر چلیا سو دیدار کے شہر میں رخسار کے گل زار میں آیا ، حسن دھن کا من موھن کا جگ جیون کا ملاقات پایا :۔

دل کا حسن کے دل میں بہت انتظار تھا دیدار دیکھنے کوں دل امیدوار تھا

گھڑی ایک آہ بھریا گھڑی اساس ، گذدیا تھا سو قصہ کہیا حسن چھند بھری اوتار استری پاس ۔ حسن نار کوں ، خوبی کی گل زار کوں ، محبوبی کی نوبہار کوں حیرانگی لگی ، پریشانگی لگی ، کہ میں جانتی تھی کہ دل جیوں تیوں آوے گا ، بارے دیدار دکھلاوے گا ، میرا دل دل تے آرام پاوے گا ۔ یوں نہیں

---

[1] فن کر دست بند کر ۔

تھی کہ یو قصہ یوں کھڑے گا، بھی ایسا وقت پڑے گا۔ ہر کوئی اپنی سمجھ پر گمان دھرتا، بندہ کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا۔ غلبہ کیا اشتیاق، بھی قوت پکڑیا فراق۔ دل میں کچھ لیائی، اپنے غمزے کوں نزدیک بلائی، اپنے عشق کی جو بات تھی سو اُسے سمجھائی۔ فرد:

کرنے آسان اپنی مشکل کا راز غمزے سوں بولی سب دل کا

کہی اتال اس کا علاج یو ہے کہ توں ہور نظر دونو مل کر ایک دل کو تن کے شہر کوں جاؤ، ہور دل کوں کچھ تدبیر کر تسخیر کی کچھ فن کر سحر ٹونا ٹامن کر جیون تیوں مجھ لگ لیاؤ۔ فرد:

بارنا لگ سی دل کوں آنے کوں غمزے کوں بھیجی ہے بلانے کوں

حسن دھن من موھن جگ جیون کے فرمانے پر غمزہ ہور نظر، لوگاں چنے چنے جلے جلے بھنے بھنے، اپنی سنگھات لے کر شہر دیدار تے تو کے شہر کے اُدھر رخ دھرے یوں چلے سو منزل کی ایک منزل کرے۔ دونو چست دونو چالاک دونوں روشن ضمیر دونوں دل کے پاک۔ دونو چڑھے اپنے کام میں جھوت کھرے۔ اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جس وقت عقل کے مندر میں تے جا آیا تھا، عقل توچہ بھید پایا تھا کہ نظر یہاں تے جو جاوے گا، البتہ کچھ فتنہ اُچاوے گا، کام کیں ہوے گا کچھ خلل ہونگا بلا کچھ آیا ہے گا۔ فرد:

عاشق کی بات توڑنے کو اس میں ٹوٹ نہیں

عاشق کے دل اوپر جو گزرتا سو جھوٹ نہیں

دل میں رچ کر، اوسیچہ نے سچ کر، لکھیا تھا اپنے سرحد کے سردار اوں کوں، کہ چاروں طرف کے مستعد رکھو جہاں دا

کوں اس نظر کوں اس نڈر کوں، اس ملک میں تے بھار جا
تکو دیو، ھشیار اچھو خلل اچاں لکو دیو۔ بیت :-

امر ھوتا سنبھال کر ایتا جاتے کوں کوئی جتن رکھے کیتا

زھد و دیا کا کوہ کو تھا ایک مقام، ھود زرق کا ایک بیٹا تھا توبہ اس کا نام، اُسے فرمایا تھا یو چہ کام۔ کہ نظر کوں سنبھال کہ سرحد تے بھار نہ جاوے، مبادا کیں کی بلا بساوے۔ جوں عقل فرمایا تھا کار بار، دونچہ سب اپنی جاگا تھے ھشیار۔ بارے قضا یوں ھوتا ہے جو غمزہ ھور نظر، دونو بے خبر رات کی خماری سوں، بہت باری سوں، مل کر اس ڈونگر تلیں آئے، اس ڈونگر تلیں ایک پھول باڑی تھی اس پھول باڑی میں کھڑے آسائش پائے۔ جاگا بہت بھائی رات کے جاگے تھے تک نیند آئی۔ بیت :-

غم میں عالم اچھے تو بی غم نیں نیند کیتے سو موت تے کم نیں

حدیث ہے، عربستان میں بی یو بات چلی ہے بہوت کہ النوم اخ الموت یعنی حدیث یوں آئی ہے، نیند موت کا بھائی ہے۔ بارے یو عالم ظاہر کہ جاگے تو اس عالم کا تماشا دیکھا جاتا ہے، آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے آدم کوں یو عالم بہت بھاتا ہے۔ دسرا عالم خواب کا وو بھی ایسا چہ ہے، اس عالم کے جیسا چہ ہے۔ وہاں بھی یونچہ ہنسنا کھیلنا کھانا پینا ہے، جیوں یہاں جیتے ہیں وہاں بھی یونچہ مرنا جینا ہے۔ جو یاں کرتے سو واں بی کرتے، جو یاں مرتے جیتے توں واں بی جیتے مرتے وہاں بی دوست ہے دشمن ہے شادی ہے غم

ہے ، جیوں یو عالم ہے تیوں وو بھی ایک عالم ہے۔ نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے ، وو لطیف ہے۔ یو جسمانی ہے ، وو روحانی ہے۔ کل میں زمین تے آسمان پر جایا جائے ، آسمان تے زمین پر آیا جائے۔ عرش و کرسی لوح و قلم کا سیر کرنا میسر ہو آتا ، جیوں منگتا تیوں ہوتا جاں منگتا وہاں جاتا۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے ، عجیب تماشے دستے ہیں تماشے تماشے کا خیال ہوتا ہے۔ انسان کوں کہ عقل ہور نظر ہے ، اُس عالم کی بی خبر ہے۔ اس عالم تے اس عالم میں جانا ، اُس عالم تے اس عالم میں آنا ، یو سب انیں مینچ ہے تو انیں میں دستا بھار نیں ، توں جانتا اچھے کا دسری ٹھار نیں۔ بھار اچھتا تو تجے کیوں دستا۔ توں تو تن میں تے نکل کر بھار نیں جاتا ، اگر یو تجھ مینچ نیں تو توں خبراں کہاں تے لیاتا۔ کہ میں خواب میں فلانے کوں دیکھیا آج رات ، اُن نے مجھ سوں یوں کری بات ، میں یوں کیا اس کی سنگھات۔ وہاں ایسا باغ ایسا محل تھا کتا ، وہاں ایسا حوض اس میں ایسا کنول تھا کتا۔ ایسے تماشے جیسی نار وہاں دیکھتا یہاں اس نار کی تعریف کرتا ، اس کے روپ کی ، اُس کے رنگ کی ، اُس کے سنگھار کی تعریف کرتا۔ اُس عالم میں اُسے دیکھ کر اس عالم میں اُس کی خاطر تپتا ، جاگیا تو پھر پھر سوتا ، پھر اُسے دیکھنے جیتا۔ اُس کا نین اُس کا ادھر یاد آتا ، اُس کا جوبن اس کی کمر ہور اُس کا زر کمر یاد آتا ، دل میں اُساس آتی ، سینے میں تے آہ نکل جاتی۔ بعض وقت جو وہاں دیکھتے ہیں دو نچ یہاں ہوتا ہے۔ جیوں یہاں جاگتا سوتا تیوں وہاں بھی جاگتا سوتا ہے۔ بعضے شاعران اُس عالم میں شعر بولے ہیں ،

ہور اس عالم میں آکر لکھے ہیں، کچھ کچھ اس عالم میں کئے ہیں، اس عالم میں سکے رہیں۔ بخت جاگے ہور وہاں بشارت مُوں دکھلائی ہے، تو پادشاہاں کوں یہاں پادشاہی آئی ہے۔ یوسف نے خواب دیکھیا کہ آفتاب سجدہ کیا اُس کا نتیجہ خدائے یہاں پیغمبری ہور پادشاہی دیا۔ بعضے پیغمبراں کوں بھی خواب میں غیب کی خبر دیے ہیں، انو وہاں تے خبر پائے سو یہاں آکر خبر کیے ہیں۔ بشارت وہاں تیچ ہوتی ہے، بشارت وہاں تیچ ہوتی ہے۔ خواب بہت بڑا عالم ہے، اس عالم میں ہونا محرم محرم ہے۔ سبیچ پھول بیچے تو کانٹے کون بیچتا، سبیچ اگر چندن ہور مشک بیچے تو ادھر اُدھر کے پھانٹے کون بیچتا۔ یو بھی بڑا عالم بڑا گھاٹ ہے، عارفاں کی سُچ کی بات ہے۔ موے پچھے بھی ایسا چہ کچھ عالم ہے، جنے سمجھیا اُسے مرنے کا کیا غم ہے۔ ایتا کیا خاطر دل کوں بتانا ترسانا ہے، ایک عالم تے ایک عالم میں جانا ہے، یہاں کے لوگاں کی دل بستگی توڑ کر جانا ملک مشکل لگتا ہے فعل نیک ہے جان، اُسے کیا یہاں کیا وہاں۔ بھی خوباں ہیں محبوباں ہیں، یاراں ہیں مصاحباں ہیں مظلوباں ہیں۔ وہاں بھی سب رچ ہے، سب کچھ ہے۔ وہاں بھی یوچہ لوگ یوچہ وضا، یوچہ قدر یوچہ قضا، یوچہ حکم یوچہ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچھ فعل نیک ہات آوے، خدا ہور رسول کوں بھاوے مراد اپنی پاوے، اس کا دل صافی پکڑے، اُس کے دل تے کدورت جاوے۔ باقی سب خیر ہے، فعل غیر غیر ہے۔ ماں کے پیٹ تے نکلتے وقت جتنے عذاب سوں نکلتا ہے اتنے عذاب سوں اس تن تے نکل جانا ہے، دلے جیوں وہاں تے کچھ لے آیا تیوں یہاں تے بی کچھ لے جانا ہے۔

کھولے ہیں اس بات کی گرہ، کہے ہیں الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ یعنی دنیا آخرت کی زراعت ہے، اس زراعت کوں بہت مشقت ہے۔ جیسے جھاڑ یہاں لاویں گے، ویسے پھل وہاں پاویں گے۔ جو کوئی عاقل ہے، واصل ہے، اُسے اس دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا اس کام کوں بہت خوب ہے، اس مقام کوں بہت خوب ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری ہے، جو وہ بولتا رہتا ہے تو وہ خواب میں خواب ہوا بے خبری بے ہوشی بے کاری ہے۔ وہاں نہ شادی نہ غم، نہ عشرت نہ الم۔ نہ بپتا نہ آرام، نہ کام نہ دھام۔ وصال تمام واں ہوتا ہے، دانش کا خیال تمام واں ہوتا ہے۔ وہاں خدا چہ اچھتا، اپنے نہینچہ اچھتا۔ اپنے خدا میں نیچ اچھتا، وہاں کچھ نہیں ظلمات اندھارا ہے، اس کچھ۔ نیئچہ میں نیچ سب کچھ اس ہارا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا کہ یومنون بالغیب، یو غیب کا عالم ہے، اُس عالم میں جانے عالم سب درہم ہے۔ یعنی مسلمان وہ جو غیب پر ایمان لیاوے، خدا بیچوں بیچگوں ہے کر اپس کوں سمجاوے، اپنے دل کوں سمجاوے۔ اس کوں کالا نور کہتے ہیں، بہت آلا نور کہتے ہیں اُس نور کی خبر کیسے معلوم نیں، مفہوم نیں، جو کوئی مومن مسلمان ہے اس بات تے اُس کا دل شاد ہے، یو دانایاں کوں ارشاد ہے۔ انسان کوں صورت ہے تین، تحقیق جاننا ایک اپنے رب العالمین۔ ایک یو ظاہر کی صورت دسری خواب میں کی صورت ہر کسی دس آتی ہے، تسری صورت اُس خواب کی صورت میں یک صورت ہے وو صورت کس تے دیکھی نہیں جاتی ہے۔ عارفاں نے جوں کہتے ہیں اس نھار

دے اُس صورت کا نہیں دیکھ سکے دیدار۔ جیتے لاف مارے، اس بھاگا پہ آکر ہارے۔ یو بے اختیار کچھ ہووے تو ہوئے، یہاں محض خدا کا پیار کچھ ہوے تو ہوئے۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا، سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کہتے ہیں، جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کہتے ہیں۔ خدا کوں دیکھنے کی یو پہ ٹھانوں ہے، معراج اپنے کا نانوں ہے۔ یو معراج عاشقاں نے یہاں تے پائے ہیں، تاج یہاں تے پائے ہیں۔ حقیقت کا رس انو یہاں چو آکر بولے ہیں، راز کا پردہ کھولے ہیں۔ کہ بعد از عمرے واں ہم یک نفس، سمجھنے کوں ایک نکتہ بس۔ اس بادشاہی کوں وہی جانے جن سکے تن تاج ہے، ہر منزل کی کمالیت کوں ایک معراج ہے۔ ملے ہور پھانکے، دکھلائے ہور جھانکے۔ حبیب سوں ملی کر حبیب ہونا، اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا۔ یو وصال ہونے کی جاگا ہے، یو محال ہونے کی جاگا ہے۔ یو واصلاں حیران ہونے کی ٹھار ہے، یو جاہلاں سرگرداں ہونے کی ٹھار ہے۔ ناداں اس بات کوں کیا مانے گا، نادان اس بات کی قدر کیا جانے گا۔ دانایاں نے جنم گنوائے ہیں، تو اس نکتے کوں پائے ہیں۔ نادان منگتا ہے اتا لیچہ سمجھے اتا لیچہ جانے، خاطر لیانے، ہر ایک ہنر مشقت کیے بغیر نئیں آتا، یو منگتا یکایک پاوے، یکایک کیوں پاتا یکایک کیوں آوے، یو بھی کیا بھلوا ہے جو کوئی لے کر موں میں بھاوے۔ اُسے بھی موں کوں ٹک ہلنا چلنا لگتا ہے، ٹک چابنا لگنا لگتا ہے۔ ناداں اس کا کوئی کیا لیوے، نادان کی صحبت تے خدا پناہ دیوے۔

القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڈیا، آسمان کا پردا

پھاڑیا۔ اُجالا سنپر یا ٹھاری ٹھار، روشن ہوا سب سنسار۔ اجھوں
دیں چڑیا نیں پاڑ گھڑی، جو صباح پڑی۔ اس قلعہ سکے
دیدبان نے دیکھیا، اُس بلا اُس طوفان نے دیکھیا۔ کہ نظر
نڈر بے جگر، سنگھات لشکر لے کر یہاں اتریا ہے، حیران ہوا
کہ ہیں نیں سو یہ کیا ہوا ہے۔

جاسوس کا ہے کام یہی جو جنبش کے دیکھا ہے دیچہ ایک ایک سر بسر کے

بیگ بیگ توبہ کنے آکر، سجا کر، نظر کوں، جیوں لشکر صوں
ڈونگر تلے دیکھیا تھا یوں کہیا، توبہ کوں اس وقت بہت غصہ
آیا چپ نہیں رہیا۔ عقل بادشاہ ظل اللہ حاتم پناہ صاحب صیاہ
کے فرمائے پر خوبی خاطر لیائے پر اپنے لشکر سوں، شاہ ہور
فراست سوں، نظر ہور غمزے پر جاکر پڑیا، نظر ہور غمزا دونو
اپنے لوگاں سوں یکایک نیند میں تے ہر جڑتے اُٹھے دکا بکا ہوئے
لڑتے پڑتے اٹھے، اپنا سو اپنے گھٹے جھگڑا انو پا کر کھڑیا۔
نظر ہور غمزا دونوں مست دونو بی دلاور دونو اپس تے توبہ
کوں خوار کیے مار کر استغفار کیے۔ گھڑی میں جھگڑا ہوا فتم بیت:

غمزا ہے اپنی بات سنے تو چہ چھوڑے گا
غمزا ہزار توبہ کوں اک تل میں توڑے گا

توبہ کا لشکر نھاٹیا، توبہ کا سینہ پھاٹیا۔ توبہ کوں پکڑیا اچاٹ
آیا ناٹا نھاٹ توبہ بارہ باٹ۔ بیت:

کتا غمزے کی کھاوے مار توبہ بچارا کیا کرے اس ٹھار توبہ

توبہ کا کوٹ لوٹے توبہ کوں نگارے، توبہ کے سر پر ہزار

ہزار بلایاں لیائے۔ توبہ کوں مشکل پڑیا سخت، توبہ کوں توبہ کرنے کا آیا وقت۔ توبہ پائمال ہوا، توبہ کا یو حال ہوا۔ پچھیں زرق کا جو دھاں موصعہ تھا اُسے بھی توڑے بگھڑا جیتے وو جاگا بھی چھوڑے۔ دھاں تے عافیت کے شہر کوں جانے انگے رکھے قدم، غمزا ہور غمزہ اپنا لباس پھرا کر قلندری پکڑے رہم باٹ سری من میں امید بھری۔ عافیت کے شہر میں آکر بات کیے، ناموس بادشاہ سوں عالم پناہ سوں ظل اللہ سوں صاحب سپاہ سوں ملاقات کیے۔ ناموس بادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب صحت تھا۔ گلیا تھا، تلملیا تھا، جلیا تھا۔ یو وہ نوچھ پایک، یو وہ ٹوٹنے وایک، یو وہ نو حسن کے مد نایک۔ ناموس بادشاہ انوکوں دیکھتیچ مال ملک سب چھوڑیا کچھ نہ توڑیا۔ قلندر ہوا، سمندر ہوا۔ فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا، اسیر ہوا۔ غمزے کے ہات میں سنپڑیا، ناموس نے عشق میں ناموس گنوایا، لکھیا تھا سو انپڑیا۔ فرد:

جس ٹھار پر سایہ ہلے مژگاں وہاں نشتر اُٹھے
غمزا اے خنجر برہنہ جاں بیٹھے واں کچھ کر اُٹھے

ناموس کا یوں حال ہوا، ناموس پائمال ہوا۔ بعد اناں نظر ہور غمزا شہر بدن کے اُدھر چلے مقصود حاصل ہوئے، دونو پھولے پھلے۔ ولے جو شہر بدن کے نزدیک انپڑے، بھی اپنا لباس پھرائے بدلائے پھر کر پہنے کپڑے۔ غمزا شراب پیا اتھا کیفی، اپنے لشکر پر پڑے پھونکیا دعائے سیفی۔ اُس دعا میں تھا جہت اثر، ہرناں کی صورت پکڑیا سب لشکر۔ فرد:

دیکھیا جو کوئی غمزے کوں وہ مبتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا

القصہ کہ جس وقت توبہ غمزے کے لشکر نے شکست کھایا، سو بدی کے شہر کے اُدھر دانہ ہو کر عقل کے آیا، تسلیم کیا خدمت بجالایا۔ غمزے تے جو کچھ بیدادی ہوئی تھی سو سب بیان کیا، عقل کوں پریشان کیا حیران کیا۔ عقل جیسا پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ غمزے کی یو بیدادی سوں کر بہت بیگھو دل کوں طلب کر یا، جتنا سعی کرنا تھا اُتنا سب کر یا۔ دل کے ہات پاواں کے بند ان بانڈیا تھا سو کھولیا، غمزے کی بیدادی کا قصہ بولیا

موں موہنج کو سب چپا رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نیں کرتا ہے کوئی

جس کا لشکر ہے بہت بیداد اُس کی بات کوں وفا نئیں اُس کا کام تمام ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایساں کے حیلیاں پر توں مغرور ہوسے گا، تو اپنے تخت اپنی شاہی تے دور ہوسے گا۔ فرد:

جو کوئی عاقل اچھے گا اپنی بالذات بریاں کی کیا سنے گا دو بری بات

جنو نے ایسے دغے کی باتاں پر بھروسا لیائے، انو آخر اپنی پادشاہی اپنا ملک گنوائے۔ یو غمازاں ہیں، یو دغا بازاں ہیں۔ انو سوں جیولا نکو، انو کوں پتیا نکو۔ پچھتاوسے گا، دغا کھاوسے گا۔ اگر اتنے پر بھی تیرے دل پر آتا پ ہے کہ شہر دیدار کوں جاتا پ، ہور حسن دھن من موہن کا وصال پاتا پ، اسے

گلے لاتا پنج، تیوی انکھیاں تلے اس کی محبوبی دستی، جتنی برائی
اس کی تجھے خوبی دستی، جوں تیوں بھی جانچ منگتا ہے، مقصود
اپنی پانچ منگتا ہے: تو یک بات میری سن، اس بات میں ہے
بہت گن۔ ہمارا لڑتا سو لشکر، دشمن پر پڑتا۔ سو لشکر تن کے
ملک میں تے اپنی سنگھات لے، ہور شہر دیدار کے اوپر ڈیرا ہے خیمہ
براکی سو بواچ ہے اس تے ڈر ناچ عقل میں خوب دستا ہے سو کہنا ناچ

یکیلے جانا بہت زیان ہے، عقل میں بہت نقصان ہے۔ حسن
دھن من موھن جگ جیون پاس لشکر بہت ہے، عورت کی ذات
میں حیلہ مکر اکثر بہت ہے۔ فرد:-

مکر سوں کوہ کوں توڑے کمر تی دغا عاقل بھی کہاتا ہے مکر تی

اس عشق کے جہانے کیا ہوتا، کوئی کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر
تیرے پاس بھی لشکر اچھے تو خوب ہے، توں بھی در زور ہو کر
نڈر اچھے تو خوب ہے۔ اگر یکھاوے وقت، معاملہ ہوے
سخت، تو توں بھی کچھ کام کرے، بارے اپنا نام کرے۔ ڈاوا
ڈول نہ ہوے، گھانگرا گھول نہ ہوے۔ دل کوں یو بات
بہت خوش آئی بہت بھائی۔ باپ کوں کیا اتال میں اختیار
اپنا تیرے ہات دیا، جو کچھ توں کہتا سو میں کیا۔ عاشق جانم
بازی ہوں، جوں توں کہتا ہے دو نچھے راضی ہوں۔ جوں تو
فرمایا ہے تیو چھے جاتا ہوں، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل کر
حسن کوں بھی چھاندے میں بھاتا ہوں۔ عاشق وہ جو معشوق
کوں بھاوے، عاشق وہ جو معشوق کوں رجھاوے جوں اپنے

ملتا تیوں اُسے بھی ملاوے ، جوں اپنے ترستا تیوں اُسے بھی ترساوے
عاشق معشوق کوں چاہے تو خوب ، معشوق بی عاشق خاطر چاہے تو ۔
خوب ۔ دونوں گرھن تے محبت اچھے تو محبت کی خوش حالی ، دونو
ہاتھ ملے بجتی ہے تالی ۔ غزل گفتی دل در فراق حسن از عشق ۔ غزل :۔

اے ماہ شام ہوئی ہے سحر تجھ فراق تے — کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجھ فراق تے
ہنستی ہے توں سکھیاں سوں سکی پھول ہوئے کر — رہتا ہوں میں سو نون جگر تجھ فراق تے
تیرے ادھر کوں یاد کر اے نار من موہن — لوٹا دیتا ہوں اپنے ادھر تجھ فراق تے
طاقت نہیں ہے مجھ میں تیری دوری کی تال — میں مار کر لیوں گا خنجر تجھ فراق تے
لوگاں یہ کیا کہتے ہیں سو معلوم نیں مجھے — مجھ بے خبر کوں کاں ہے خبر تجھ فراق تے
توں کیوں ملے گی مجکوں یو مشکل بہت پڑا — بسلا لیا ہوں میں [illegible] تجھ فراق تے
بر آئیں گی امید کدھیں تو بھی وصل کی — گر جیو یو بچا سی سندر تجھ فراق تے

بیت :۔

لکیا چو ساری دل پر بہت لیا نے
کہ دل منگتا حسن کا دل بہلا نے

صمت کے تونگ پر چڑیا ، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ
ہو پڑیا ۔ ہور عقل کا سپہ سالار ، جس کے حوالے عقل کا
سب گھر دار ، صبر اُس کا نام ، شجاعت اُس کا کام ، لشکر
آراستہ کرنے میں بہت اُسے نام ، دلاور ہیٹلا دن کا دن
کھام ۔ بیت :

صبوری تے خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا
صبوری کیتی ہے جس تے کلف مقصود کا کھلتا

صبوری تے دنیا، صبوری تے دین، کو مصحف کی آیت ہے کہ ان اللہ مع الصابرین، کو یا ایھا الذین آمنو اصبروا وصابروا و رابطوا۔ ہور حدیث بھی یوں آئی ہے صبح، الصبر مفتاح الفرج۔ ہور گوالیر کے سجان، یوں بولتے ہیں جانی۔ دوہرہ:

دھرتی میا نے رتیج دھر بیج بکھر کر بوئے
مالی سینچے سر کھڑا رت آئی پھل ہوئے

بارے دل صبر کوں بلا کر لشکر حاضر کرنے کا اُسے حکم دیا، لشکر اپنا سب دیکھیا لشکر کی گنتی لیا۔ ہمت کر یا، سینے میں اساس بھر یا۔ شہر دیدار کے باٹ میں پاؤں کی جاگا سو دھر یا۔ عقل دیکھیا کہ دل تو دوانہ ہوا، میری بات اُسے بہانہ ہوا۔ بہت مہرو محبت سوں، اپنے ارکان دولت سوں، کچھ فکر کر، ذکو کر، تیں منزل انچڑاتا آیا، دل کوں عقل دیا سمجھایا۔ ایسے میں سنگھات کے لوگاں کیں سد پائے، خبر لے کر آئے، کہ اس صحرا میں ہرناں جھوت ہیں ٹھاریں ٹھار، بادیکیاں موٹاں ہویاں ہیں آشکار۔ بیت:

بلا تے یو بلا پیدا ہوئی ہے جہاں تو لگ نہ دنا
جہاں غمزہ کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرنا

سلگے ہیں وے سلگے ایسے دس نہیں آتے نظراں تلے دستے نہیں یوں جھالاں جاتے۔ بیت:

لاگے لاگاں یو باؤ پر لیئے
عقل دل دونوں کوں دغا دیئے

بارے سوں جوڑتے، پوں پر اُڑتے۔ یوں ہرن من ہرن، کوں سکے انو کوں رام کہن۔ چھاندے میں پاڑیں گے ولے چھاندے میں پڑسیں نا، دسریاں کو سنپڑاویں گے ولے اپے سنپڑسیں نا۔ ہرن تو ہیں بہو نیچہ آلے، ولے ہرناں میں ہیں آدمی کے چاہے جنگل میں رہتے، اتنا نچہ ہے جو بات ہیں کتے۔ عجب ہے یو جواب سب آدمی کا دھرتے گیان۔ یا جناں نے ہرناں کا لیے لباس، اس بات کوں خوبی کرنا تفاس۔ ہرناں میں ایتی تنہ ی ایتی چالاکی کہاں ہے، ہرناں میں ایتی لطافت ایتی پاکی کہاں ہے۔ دل باد شاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ ظل اللہ، بات اس دھات سں، بہت پکڑیا امس، اس ٹھار شکار کھیلنے کی آئی ہوس۔ بیت:

دل عشق میں ہلاک ہوئی آہ ہرن سوں
منگتا شکار کھیلنے ٹونیاں کے ہرن سوں

اے نواں نوتی کا جوان، تیزی پر سوار ہو ہات میں لے تیر ہور کمان۔ ہرناں کے پچھیں گھوڑے کوں دیا تاؤ یا باؤ پچھیں جانوں دوڑی باؤ۔ انو کوں ہرنا کتے، وو ہرناں نہ تھے تھا غمزے کا چشم، انو کوں پکڑنے کوں کر سکتا ہم، انو کوں ایسے شکار کا کیا غم۔ بیت:

ہرناں نے اپنا مکھہ دکھا لیائے ہیں دل کوں کشتیں
صیاد ہوا ہے صید یہاں کیا سحر ہے اس دشت میں

دل نزدیک آئے لگن ہرگز دور نہیں جاتے تھے، عقل ہور دل کوں ہور انو کے لشکر کوں باٹے باٹ یونچہ کھینچتے جاتے

تھے۔ دور گئے تو کھڑے رہ کر اپس کوں دکھلاتے، بہت نزدیک آئے تو نکل جاتے۔ غمزے کے لشکر کوں بھی غمزے کی عادت پڑی ہر ہر یک نازکی بچل چھڑی۔ ایک ہر ہر صدفنے اس نازاں کوں غمزاں نے جنی۔ ایک غمزے پر عاشق ایتا خوش حال، جاں غمزہاں کا لشکر اچھے وہاں عاشقاں کا کیا حال۔

کاں کاں سنبھالے جیوں کوں عاشق بچارا کیا کرے
روں روں کوں دیوے لالینا غمزیاں کے ہتھاں تے بھرے

یو عشق کا ہے گھاٹ، دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بارے عقل نے دیکھیا کہ دل کوں حسن کی محبت کا اثر چڑیا، اس من ہر ہر دنبال لگ یو تو بیاباں میں پڑیا۔ بیت:

دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا

عقل پادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ رہیا تھکیا، عقل پادشاہ صاحب سپاہ کوں برا لگیا۔ بیہوش آیا، خون جوش آیا۔ فرزند حگر گوشہ، ہر دو جہاں کا توشہ۔ سینہ چھوڑ یا کیوں جاتا ہے، فرزند کوں چھوڑ یا کیوں جاتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تے فرزند اگلا دل ایمان تے۔ مہر سو ما باپ کی، باقی مہر پن پاپ کی۔ دنیا میں سب ملیں گے یو تحقیق جان، نامل سی سو ما باپ ہور سگے بھائی ہور بھان۔ انو کی مہر ہے، سو طلسم ہے،

ا ہنگامے۔

القصہ عقل بادشاہ اپنا لشکر جوڑیا، یو بھی ہرناں کے پچھیں لگیا شہر بدن کوں چھوڑیا۔ کام ہوا کدھر کا کدھر سنے عقل بھی بھاندے میں سنچڑیا دل کے ادھر تے۔ دل ہور عقل دونو ہوے بیابانی، دونوں کوں لگی حیرانی سرگردانی۔

بارے نظر صورغمزا جو مل بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کوں بلانے جاتے تھے لیانے جاتے تھے، سو دل کو نچہ ادھر آتا دیکھے جوں دھن من موھن جگ جیون خاطر تلملاتا دیکھے۔ کہے الحمد للہ کام پایا سرانجام، ایتاں فتح ہوا کام۔ جس کی خاطر ہمیں جاتے تھے سو وچہ انگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا۔ اپس میں اپنے فکر کیے، ایکس کوں ایک عقل دیے۔ کہ ہمیں توبہ کوں شکست دے کر ناموس کوں نگائے، ہور عقل کوں بھی ڈرائے۔ جو دل کوں اپچہ بلا کرہ لاصادیا، جیوں دل کا مدعا تھا وونچہ تدبیر کیا۔ عقل دل کوں آن دینا نہ تھا سو اپنے تے اپنے نشکر سوں آتا ہے، عقل بھی بڑا بادشاہ ہے کیا جانے کیا فتنا اُچاتا ہے۔ فرد:

نظر غمزا دو ٹھگ دونو ڈھٹارے
اپس میں آپ مل کچھ کچھ بچارے

اتاں فکر یو ہے جو ہمیں دل کے مکنے تا جانا، عقل ہور دل ہمتا نا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا۔ کیا واسطہ کہ نشکر ہور حشم آتا ہے، دیکھنا خوشی آتی ہے یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے، معاملہ یک وضا کا ہے۔ ایک

پادشاہ ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا، کیا جانے کس کے جیو میں کیا آتا۔ بادشاہان کے مکر تے حذر کرتا، بہت ڈرتا۔ انو مال ملک پر نظر دھرتے، دوستی سوں آتے دشمنی کرتے۔ مضحفاں کیاں سواں کھاتے، ہور ایمان بد لاتے۔ رزق پر ہات مارتے، ہور اپنا دنہ سارتے۔ کوئی آگ سوں جالتا ہے انو پانی سوں جالتے ہیں، دغا دیتے ہیں بلا میں گھالتے ہیں۔ بیت:۔

بریاں تے بہت شکل خوب آنا برا اگر خوب کئے بھی نا پیتا نا

عقل ہور دل کوں کہتے، ان دونو نے یو متا ہتے۔ ٹونے کے شور شور سوں، مکر ہور مکر کے زور سوں، عقل ہور دل کوں کیں کا کیں لیا پاڑے، ان دہ نو نازنیناں نے اُن دہ نور عاقلاں کوں تاڑے۔ بیت:۔

نظر ہور غمزے کے چالے بلا لیائے
کہ دل ہور عقل دونو مل دغا کھائے

یو نچھ چیٹک لاتے لاتے، چماندے میں بھاتے بھاتے، پھسلاتے پھسلاتے دیدار کے شہر لگن لائے اپنا کام فتح ہوا کر بہت خوش حالی پائے۔ ہزار ہزار افتہ سوں لاکھ لاکھ چھتہ سوں حسن دھن جگ جیوں من موہن کے گئے سلام کیے، گہ دیا سو قصہ بولے تمام کئے۔ سوخ رو ہو آگے بہت شاباشی پائے۔ حسن دھن من موہن جگ جیوں نظر ہور غمزے کوں گلے لا لئی، لئی کچھ بخشے لئی کچھ دئی۔ ہور فکر اچیں میں یکہ کہ عقل بھی بڑا بادشاہ ہے، جبھوتاں کا پناہ ہے، اپنے لشکر سوں نزدیک آیا ہے، کسی کوں

پتیایا ہے کون ہنستا کون روتا خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت:

جو کچھ ہے سو کنا نزدیک آ
بڑیاں تے بات ہرگز ناچھپانا

اس مصلحت کا کام، اس وقت کا کام، یوں دیکھے کہ قصہ یوں ہے کہ باپ کوں خبردار کرنا ہوشیار کرنا کہ اس لشکر کوں دور کرنے کا کچھ علاج کرے، کچھ کام ہوے اپنا رواج کرے۔ بیت:

عاشق جو کوئی ہوا اُسے آرام نہینچہ ہے
اپنے سجن کے کام بغیر کام نہینچہ ہے

مکتوب معقول مقبول جوں محبوب لکھ کر بھیجے باپ کنے، مضمون یوں تھا اس مکتوب منے۔ کہ نقاش خوب بے بدل، سب نقاشاں میں اول۔ میرا تھا یک غلام، مانی تے زیاست اس کے کام۔ خوش طبع بہوتیچ خوش فام، جس کے کام کوں دیکھتے دل کوں ہوے آرام، خیال اُس کا نام۔ آج مدتیک ہے کہ میرے پاس تے گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سنپڑ رہیا ہے۔ عقل پادشاہ نہ اُسے پانی نہ اُسے کھان دیتا، نہ ادھر آن دیتا۔ اسے واں بہت خفا ہوا ہے، اس پر بہت جفا ہوا ہے۔ ہمیں اُسے بلا بھیجے تو بہت غصہ کر، اپنے لشکر ہور حشم سوں آکر بہت ہوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا ہے۔ فرد:

جیتا حق بولے تو ہرگز کسے تاثیر نیں ہوتا
دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نیں ہوتا

منگتا ہے جو شہر دیدار کوں اس گل بھرے گل زار کوں لیوے

یاں کے متوطناں کوں آزار دیوے۔ عورت کی ذات کچھ جھوٹ
کچھ سچ ملا کر بولی بات۔ کہ اس کی تدبیر کچھ کرنا، یو بات نا بسونا۔
کام گیا ہات تے، پچھیں کیا فائدہ کس بات تے نکتہ چینی بہت
کچھ خوب ہے، پیش بینی بہت کچھ خوب ہے۔ توں عشق ہے تجھ
سوں عقل کیا کرنا، ولے عقل مکری ہے اُس کے مکر تے بہت ڈرنا۔
توں مست و ہشیار، دغا دیتے کیتی بار۔ جیتا کوئی قوت دھرے گا،
دغے کون کیا کرے گا۔ جاں زور سوں کام ہات نہیں آتا، دشمن وہاں دوستی
لاتا۔ خدا تے نہیں ڈرتا، دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا۔ سنکھ ہوجائے
آکر سنکھ پھنکا دے، دغے سوں چمٹی ہتی کوں مارے۔ دغے سوں
بکری غالب باگ پر ہوئے، دغے سوں شرزے پر روباہ در ہوئے۔
یہ بات سب خاطر لیانا، ہشیار اچھنا دغا تا کھانا۔ اس بات کوں حدیث
ہے سن اے عزیزا، قتل الموذی قبل الایذا۔ یعنی کیا حاجت ہے
دنہی آکر دند سارنا برائے نیں کرے لگیچہ برے کوں مارنا۔ برے تے
خدا کہیا ڈرو برے کی آگے تیچہ فکر کرو۔

عشق بادشاہ، ظل اللہ صاحب سپاہ عالم پناہ یو واقعہ سنیا
غصے تے سر دھنیا۔ بیت:

غصہ چڑیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی ۔ لا
کیا حال آخر ہوئے گا کیوں سوچے گا یو زلزلا

کہیا عقل کوں وجود کیا ہے جو ایسا کام کرے اپس کوں رسوا
ہمنا بدنام کرے۔ اگر عقل کوں اپس پر گمان اتنا ہے، تو
میں بی عشق ہوں خدا ہے یو کام کتنا ہے۔ بیت:

جلالت میں یو عشق آیا نہ ہوسی کم قہر ہوگز
عقل کے گاڑوڑی تے چھاو ترسی نا زہر ہوگز

عقل دیوانہ ہے جو عشق سوں کلاتا، عقل کوں عقل اچھتی تو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کوں ایتی کاں ہے زیادہ سری جو عشق سوں کرے برابری۔ عشق سوں قوت کرتی عقل ہوتی دیوانی، ہتیاں انباں سوں ڈبتے بکری کتے مجھے کیتا پانی۔ عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے، سو عقل گم کیا ہے، قطرے نے دریا سوں ہم کیا ہے۔ ذرہ آفتاب سوں کیا کرے گا، آتش آب سوں کیا کرے گا۔ چمٹی کا سلیمان سوں کیا چلے گا، زمین کا آسمان سوں کیا چلے گا۔ فرد:

دوڑیا ہے دل پہ عقل کے بادل یہ لشکر عشق کا
کس کس کوں جا کر مارتا کیا جانے خنجر عشق کا

بادے مہر نام، خوش فام، شیریں کلام، شجاعت میں تمام نڈر، بے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر، عشق کا یک سپہ سالار تھا، اپنے ٹھار بہت ہشیار تھا، سب لشکر تے خبردار تھا اسے فرمایا کہ جفا، مشقت، درد، محنت، غم والم قلاشی، زاری، بے نوائی بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خوں خواری، دشواری، فغاں، زاری، آہ نالا، مبتلائی حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بیقراری بے تابی، اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب، حیرانگی پریشانگی، سوگواری، دیوانگی یو وزیر بڑے بڑے، سب حاضر کھڑے، انو کے جی کی بات لے، انو کا دل ہاتھ لے، انو کوں اپنے

سنگھات لے۔ جاں ایسے اچھیں وزیراں، وھاں کسکیاں کیا چلیگیاں تد بیراں۔ جو کوئی انو کا ٹانوں سنتا سو ڈرتا، انو سوں کون لڑنے کون دعوا کرتا۔ یو نام کے وزیر، بہت بڑے کاماں کے وزیر۔ ھور مشرق کے ادھر کا جیتا لشکر ھے باقی وزیر سرما جیتا نرھے کارگر ھے۔ یو سب یک بار شہر دیدار کے اُدھر لے جا، بارے عقل ھور دل کے لشکر سوں تک جھگڑا بجا۔ اُس لشکر کوں بے جان کر، بخاک یکساں کر، دانا دان کر، پریشان سرگردان کر، کہ دوسرا ایسے کام تے ڈرے، دسری بار بھی کوئی ایسے رچالے نہ کرے۔

عشق لشکر رواں کیا ست کا وقت آیا ھے اب قیامت کا

مرد بے ہمت نا اچھنا، ہمت دھرنا، دشمن کوں اپس پر دلیر ناکرنا۔ جاں ادب داں سب جتنا قاعدا اتنا فایدا۔ بے ادب بے تمیز، ادب دار سب کوں عزیز۔ مہر سپہ سالار نے، مرد کارزار نے، جوں عشق پادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ نے فرمایا تھا، جیوں عشق کی خاطر میں آیا تھا، تیوں سب لشکر جمع کیا، سب نر جمع کیا، ایک تے ایک خوب تر جمع کیا۔ چاروں طرف صف باند، جیوں پولاد کی کاند، بسم اللہ کر ہمت دھر عقل ھور دل کے لشکر پر چلیا، جانو کوہ قاف کا ڈونگر ھلیا۔

دل نے کیا ھے کام یو اس عقل پر کیا بول ھے
دل کی اُدھر تے عقل بی حیران ڈاواں ڈول ھے

عقل یو خوجان، یو قہر کے دریا کی موجاں دیکھ اپنی جاگا تے

ھلیا، تلملیا، ھیبت تے آپس میں آپے گئیا۔ فرد:

یو واقع عقل کوں آیا، سو اس دل کی اولالیاں تے
بلا ما باپ پر آتی ہے فرزنداں کی چالیاں تے

ناجان کر گمان کو ایسے کام میں پڑیا، اپے اپنی عقل سوں اپے اس دام میں پڑیا۔ عشق کا مایا نہیں پایا۔ ایسی عقل تے یہاں دغا کھایا۔ فتنہ جاگیا، جھگڑا لاگیا۔ یادے او ایک دیس غمزا آکر عقل کے موں پو چڑیا، خوب دو دو ھات لڑیا، عقل کوں سنبھالتے مشکل پڑیا۔ دسرے دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکر میں قیامت کیا۔ تسرے دیس رات کوں زلف جا کر شب خون پوی کوتی تھی سو ھوئی بڑی۔ بہوتاں کو پنچی، بہوتاں کوں تھانچی۔ ٹھاڑ ٹھار ھیری، دھواں ھوکر گھیری، ناگ ھوکر چاروں طرف لڑی، بہت قائم ھوکر کھڑی۔ فرد:

جو غمزا آئے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا
اُٹھے گا ھات کیوں اس ٹھار یہاں تروار کیا کرنا

ویسے میں خوش بوئی کی باس کہ دل کوں جلانہاری تھی، دل کوں بہت پیاری تھی، دل میں ھوا اُس میں یاری تھی، غم خواری تھی۔ دو ھوئی دل کے اُدھر دل کوں کہنی نکو ڈر۔ یو باؤ کاں لگے اسے کس کے زخم، زخم کا اُسے کیا غم۔ اگر بارہ ھزار جنے ماریں گے تو بی مارا ماریچہ ھاریں گے۔ یو باو بارا، اس سوں کس کا کیا چارا۔ آڈے وقت واے کوں مدد آئی بارے سنبھالی، یاری کوں قرار رکھی۔ دل اپنا یک ٹھار رکھی۔ محبت کوں پالی اپنے آشنا تے بولی کام ھوا ھے مشکل۔

ایتال ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا؛ اپنا نانوں کرنا۔ نھاٹے تو کیا آوے گا، نھاٹے تو کیا باغچے پاوے گا۔ بختاں میں لکھا سو کیا جاوے گا، یہاں ناٹے تو خدا کوں بھی بھاوے گا جیو کیوں کیتا ڈرنا، یو مردی کا وقت ہے کچھ تو بھی کرنا۔ جیو گیا تو کیا ولے شرم نا جانا، نہ کہ جیو ہور شرم دونو گنوانا یوں ہوا تو مرداں میں مرد کیوں کہوانا، ہور لوگاں میں بھی کیا موں دکھلانا۔ یو حضرت کی حدیث ہے سن (من مات العزت فقد مات شہید قد قتل عند عزۃ فہو شہید) یعنی جو کوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا سو شہید ہے، جو کوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا سو شہید ہے۔ دل کہیا خوب کہی اے سو باس راسک راس اس وقت مجھے تیر پیچہ ہے آس۔ میں بھی دل ہوں بڑا ہوں، قائم ہو کر کھڑا ہوں۔ کیا کہوں عشق ہور حسن کا لشکر قوی ہے، یو عشق کا گھوڑا نیں باگاں کی گوی ہے۔ یہاں باگاں ہیں پھاڑیں گے، ہڈاں میں تے گد جھاڑیں گے۔ یہاں چیونٹی اٹھنا اپنا نہو اپنے گھٹنا۔ یہاں مرد کوں مرن کا قصا ہے، یاں باگ اور ہرن کا قصہ ہے۔ یہاں چیٹی کے انگے ہتیاں ہارے۔ اس جنگل کے کولیاں نے شرزیاں کوں مارے۔ نبی ہور دلی جو ویسے تھے مست، ویساں کا لشکر یاں کھایا شکست۔ میں بھی یہاں ہات جیو تے جھاڑیا ہوں، ہمت کیا ہوں دن کھام گاڑیا ہوں۔ کوے میں پڑ کر رسری کاٹنا نہینچہ پھبتا، عاشق کوں نھاٹنا نہینچہ پھبتا۔ دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں آتال خدا کیا کرتا۔

تآل اللہ توکلت علی اللہ۔ جون فارسی میں کتا ہے استاد کہ "زدیم برسرِ زندان ھر انچہ باد اباد" بارے وو سو باس جو دل کے آئی تھی، دل سوں دل لائی تھی، اُن نے خوب دو چار حملے کری، بہت تے ہمت بھری، ہمت دھری۔ ہمت بڑائی فوجاں اچائی۔ عشق کے لشکر کوں حیران کری، پریشان کری سرگرداں کری۔ فرد:

لھوے نازاں کے ھاتاں میں ھیں دل نامل جھگڑتا کیوں
کہ عقل ھور عشق کا جھگڑا ایکایک یوں نبڑتا کیوں

چوتھے دیس بھی یو جھگڑا آفتی نبڑیا نہیں تھا، یو ھوتا وہیچہ تھا۔ اپس میں اچے لڑتے تھے، جھگڑتے تھے۔ نہ یو نہاٹتے، نہ وو نہاٹتے، ایک کوں ایک ڈراتے ایک کوں ایک داٹتے۔ آتا آٹ تھا، کاٹا کاٹ تھا۔ ڈاواں ڈول سب شہر تھا یو کچھ خدا کا قہر تھا۔ حسن دھن من موھن جگ جیون لشکر تے ایسی خبر پائی، بہت حیفی کھائی، دل پر شکست لیائی۔ کہ آخر خوشی ہے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم۔ یو جھگڑا کیوں آخر نبڑتا ہے، کس پر کیا وقت پڑتا ہے۔ قضائے آسمانی، بلائے ناگہانی، فتح شکست خدا کے ھات، یہاں نہ کئی جائے بڑی بات۔ حیران ھوئے، اندیشوا ن ھوے۔ آخر وو بن پر کی پری، آپس میں اپنے کچھ فکر کر کے بہت پر دل دھری۔ بیت:

ھر ایک کام اول اختیار کر کرنا
جو کام کرتے اُسے ٹک بچار کر کرنا

اپنے خال کوں عالم کے کال کوں جگ کے جنجال کوں، اس

نیک خواہ نمک برحلالی کوں بلائی، اس سوں مشورت لائی۔ فرد:

وو من ہر دل ربا او تار مودت
سو اس کالی بلا سوں کی مشورت

اس خیال نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال نے بولیا، حسن کا نمک حلال نے بولیا۔ کہ اے حسن دھن من موہن جگ جیون کہ تجھ کوہ قاف کی پریاں میں ایک ہم زاد ہے، تجھ تے ہمیشہ اس کا دل شاد ہے، عالم اسے دیکھن کوں آرزو مند ہے، سو مست آزاد ہے۔ بہت دلاور بہت زور آور کسی تے نہ ڈرے، جاں جاوے وہاں فتح کرے۔ جیتا کوئی شجاعت میں پنواتا، اس کے موں پر کون آتا۔ جکوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا، اس کے آپنچ تے گلتا۔ جیتے مرد ہیں مردانے اندازہ نہیں اس کے انگے ہات اوچانے، تقوا کر کھڑے رہنے کسے تاب، سامنے آکر کوں دے سکتا جواب۔ ہٹیلی ہٹ بھری جکھی کہی سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، من ہر مورت، روپ بھوتیچہ اگلا، جاں بیٹھے وہاں پڑے اُجالا۔ ہنسے تو پھول جھڑے، بولے تو بنات ہور موتی پڑے۔ جو کوئی دیکھے سو بے تاب ہوئے، جاگتا اسے خواب ہوئے۔ بیت:

برائی خویش تے دیکھیا نجاوے عزیز ہوے سو وقت پر کام آوے

وو یہاں آئے تو بہت بھلا ہے، وو آدمی نہیں یک بلا ہے۔ وو دھن ٹک بھار نکلے تو بس، خدا دیا ہے اُسے جس۔ ولے اُن نے ایسی جاگہ پر کری ہے گھر، کہ ہرگز نہیں پڑتا کسی کے نظر۔

وھاں جاں کوئی کھہ دسے نا، اُس کا نشان کوئی کسے دسے نا۔ اس کا ناؤں بھی حسنچ ھے اُسے بھی حسنچ کہتے ھیں، جیتے عشاق دنیا میں رھتے ھیں۔ فرد:

کھول کر کیا کہوں کہ کیسی ھے حسن کی جاں حسن جیسی ھے

وو بھی لئی نازاں لئی چھنداں لئی غمزے لئی عشوے لئی کچھ دھرتی ھے، عاشقاں پر ظلم کرتی ھے۔ تیرے نیہاں اتنا جو قوت دھرے تو کیا عجب، عاشقاں پر یوں ظلم کرے تو کیا عجب۔ تج میں کیا عشوا تھوڑا ھے، وو بھی تیرا چھ جوڑا ھے۔ ایک کوں چھپانا، ایک کوں دکھلانا، نادر ھیں تمیں دنیا میں دونو بھانا تمیں دو پھول دو تارے دو دیوے دونو مانک جھکا وے، دو پریاں دو حور، دو چاند دو سور۔ دو حسن کیاں لہریاں دو حسن کے باز، دونو صاحب صورت دونو صاحب ناز، دو گلزار دو بادشاہ، نیں خوار دونو صاحب سپاہ، دونوکوں خوبی بخشیا ھے اللہ۔ دو سو دو شش شام جنو کا قد قامت دیکھ خدا آوے یاد۔ دو سکھیاں دونو بھی دو عالم کیاں انکھیاں۔ دونو دو بہشت دونو دو عالم کی آس کی کشت۔ یو دو محبوب دو نادناں یا عاشقاں کے دل کی مراد بخشن ھاریاں، جیو کیاں پیاریاں، سب گن نیں ساریاں۔ جو کوئی انوسوں جیو لاوے وو ھرگز نا مرے، دونو دو آب حیات کے جھرے۔ جاں انہی من موھن ہوئی یار، وھاں خضر ہونا کیتی بار۔ تمیں دونو بھی دو آفتاب، اس شرح کوں بی ھور ایک ہونا کتاب۔ اگر توں ھور وو دونو مل کر آتے ھیں، تو البتہ اس عقل پر ظفر پاتے ھیں۔ دل سوں تو یاری ھے، دل کا جھگڑا ستاری

باپ ہے کر دل عقل کے پاس ہے، ولے اُسے بہوت تیریچہ آس ہے۔ دل حسن کے غلام کا ہے غلام اُسے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام۔ ادھر بائیں اُدھر کو ہے، اُس بیچارے کوں بھی بہت مشکل ہوا ہے۔ دو عاشق ہے اہل ہے، اس کا کام سہل ہے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون نے بولی کہ کیا فایدہ، دو گلگوں بچن نے بولی کہ کیا فایدہ جھگڑے کوں آکھڑے ہیں حسن ہور دل، دو مدد آئے لگ بہت مشکل۔ امّاں ہمیں جھگڑے کی لاف میں، دو بہزاد ہماری کوہ قاف میں۔ درد خراسان میں، دارو ہندوستان میں۔ دو دارو کو آنا، کو اُس کا درد جانا۔ اگر دارو کر نہا ہارے کوں یو ہے فام، دارو آئے لگن دردمند کا کام تمام۔ شاباش تجھ سوں مشورت کری ساری رات، توں مجھ سوں بولیا آخر ایسی بات۔ میں تو تجھے عاقل کر جانی تھی، تجھ میں کچھ عقل ہے کر پچھانی تھی۔ خال نے کہیا، عالم کے کمال نے کہیا، جگ جنجال نے کہیا، حسن کے نمک حلال نے کہیا۔ فرد:-

نازمیں اپنے مست محبوباں ناز پر ناز کرتے ہیں خوباں

توں حسن ہے تجھ میں نازکیاں باتاں بہت ہیں، تجھ میں غمزے کیاں حکایتاں بہت ہیں۔ ہر ایک بول تیرا ناز ہور غمزے سوں آتا ہے، ناز ہور غمزہ تجھے بہت بھاتا ہے سہاتا ہے۔ فرد:-

عاقل جو کہتا بات وو اس بات میں مانا ہے کچھ
غافل نہ ہو اندیش دیکھ اس ٹھار پہ پانا ہے کچھ

کچھ میں بات کے پچھیں بھی غم کرنا ہے، کچھ سمجھنا ہے پانا ہے
دل کوں بے غم کرنا ہے۔ کیا واسطے کہ میرے پاس ایک عنبر کا
دانا ہے، بہت پرانا ہے۔ جس وقت کہ میں آگ پر رکھوں گا اُس عنبر
کے دانے کوں، تو کیتی بارے تیرے ہمزاد کوں تیرے پاس لیا تے
کوں۔ گھڑی میں آئے گی پون داری کہ وو ہے پریاں میں کی
رھنہاری۔ حسن دھن من موھن جگ جیون یو بات سن نیٹ
فارغ بال ہوئی، اس اشارت تے اس بشارت تے بہت خوش حال ہوئی، جیوں پھول
پھولی لال گلال ہوئی۔ خال فی الحال اس عنبر کے دانے کوں آگ
پر جلایا، اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے حضور لیایا۔
حسن دیکھ ہوئی حیران، یکایک یو کہ ھرتے پیدا ھوئی یہاں۔
پریاں میں تے آئی پری، یو بھی بہت تواضع کری بہت تعظیم
کری۔ دو ناز ھور غمزے کی گھڑیاں، ایک کوں ایک دیکھ دونو
ھنس پڑیاں۔ بارے بعد از ملاقات ھات میں لی ھات دونوں
سکی، چکل چکل گلے لگی۔ بیت :-

دو بچھڑے دو عزیزاں آملے ھیں
دو غنچے دو نو پھول ہو کر کھلے ھیں

ماضی مستقبل حال، ایک کا ایک پوچھے احوال۔ ایک رات
بات میں بات عقل ھور دل کے لشکر کا قصا کاڑی، اپنے راز کا پردہ
پھاڑی۔ کانٹے کا زخم گھاؤ درد کہی، اپنے ھمدرد پاس درد کہی
کہ ھمنا ھور دل میں عاشقی ھور معشوقی کی نسبت درمیان
ھے، دو تن ھیں ولے دو تن کوں ایک جان ھے۔ دوھرہ :-

جے میں کہی سو ان کہا پریت ہے اس دھات

دو من کا ایک من بھیا اب دو کی ایک ہی بات

دل باپ کے ملاحظے سوں چپ جھگڑے میں آتا ہے نہیں تو یو جھگڑا اُسے کدھاں بھاتا ہے۔ وو عاشق صاحب صورت صاحب محبت، اُسے جھگڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے، اس کے جھگڑنے کوں ایک سبب ہے۔ یہاں کچھ ہم نیں، اس کا کچھ غم نیں۔ وے جھگڑا اتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصہ مشکل کھڑیا ہے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون کی بات حسن کی بہزاد سن سب خاطر لیا بچاری، کہی خدا ہے نڈرنکو عقل کیا اچھے بچاری مہر جو عشق کا سر لشکر تھا، سب پرور تھا۔ حسن کے بہزاد حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزا اپنا شیوا اپنا جالا اپنا چھند بند سب اس کی مددگاری کوں بھیجی، اس کی یاری کوں بھیجی، مت دی، ہمت دی۔ مردانا اچھ کہی توانا اچھہ کہی، دانا اچھہ کہی اپنی عزت کی شمع پر پروانا اچھہ کہی۔ بیت :-

ناز غمزے تمام بھار رچے دل کے تئیں بھار ٹھار رچے

ہور حسن کنے بھی ایک حاجب تھا عاقل کاری، خوب کستا تھا کماں داری۔ بے خطا تیر مارے، ایک، تیر سوں ہدف اُتارے۔ اُڑتا جناور تو اُس کے آنگے جاتا کہاں، چلتا سو جناور تو اُس کے آنگے آتا کہاں۔ کمان داری کا دیوا اس کے گھر جگیا ہے، خیال سوں تیر مادیا سو تیر لگیا ہے۔ دو تیر اگر ڈونگر کوں مارے تو پیلا ڈجاوے نکل، اس کا تیر عاشقاں کا اجل۔ بال سوں باریک

اس کا تیر، پولاد کوں سٹے گا چیر۔ یہاں حیران ہم بادشاہ ہم فقیر، سب عاجز کس کی نہیں چلتی تد بیر۔ جو عاشق ساہنے آیا، بے خطا یک آدھا تیر کھایا۔ نانوں اس کا ہلال کماں دار، دھاک اس کا ٹھاردین قہار۔ اس شہباز کوں بھی، اس تیر انداز کوں بھی، حسن اس مہر سپہ سالار کے، اس ہیلے سردار کے اس خوں خوار کے مدد کوں جا کہی بیگ فتح آکر آکہی، سرخ رو ہوکر ہنساموں دکھلا کہی۔ بیت :-

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرمائے
نفر کا نیت ہوے ثابت تو ہمت غیب سے آئے

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال، یو ہلال کماں دار، غضب ناک قہری قہار، مہر سپہ سالار سوں، صاحب تروار سوں مل کر یک دل کر بہت قرار کیے، بہت اختیار کیے۔ بات کر خاطر نشان کیا، ہات میں تیر کمان لیا۔ عشق کا لشکر بہت ور زور ہوا، لشکر میں سب شور ہوا۔ لئی غمزے لئی عشوے، لئی نازاں ملے، لئی اوباشاں، لئی دغابازاں ملے۔ کام کچھ ہوا، لشکر سب ہچھ ہوا۔ شجاعت کا شراب سر چڑیا، ہلال کماں دار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف تے اُسے مار پڑی، مجلس عجب کھڑی۔ ہلال عاشقاں کا کال دل گھٹ کیا، تقوا نپٹ کیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، ولے اپنی ہمت نہیں چھوڑیا۔ مرد انا تھا، دانا تھا، توانا تھا، عقل کوں جا کر ہٹ کیا ہنکا دیا۔ باپ کے جہل تے، اپنی قوت کے بل تے، نادیکھ سک کر

اس غلغال میں، اس قیل و قال میں، یکایک دل میانے میان آیا سو ناجان کر اناچتی دل کوں تیر مادیا، دل کوں گھوڑے پرتے اُتار دیا۔ جھگڑا بیگ نہیں بھگیا، کسی مارنے گیا سو کسے لگیا۔ جیتا کوئی گیان دھرے، قضا کوں کیا کرے۔ قضا کوں کیوں سنبالے قضا کوں کیوں ٹالے۔ مصحف میں یوں دیے ہیں خبر' (اذا جاء القضا عمی البصر) یعنی جو آتا ہے قضا، تو انکھیاں کوں اندھاری آکر انکھیا ہوتیاں ایک وضا۔ عقل دل کوں گھوڑے پرتی پڑیا دیکھیا، کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہوا عقل کا سینا پھاٹیا، عقل کا لشکر سب نیا ٹیا کیا خھنا کیا بڑا، ایک جنا نہیں رھیا کھڑا۔ بیت :-

عشق سلطان عشق سرور ہے عشق دایم عقل اوپر در ہے

عقل گیا جنگلے جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل۔ عقل ڈاواں ڈول کیسے یو قصہ کہے کھول۔ قضا یوں کھڑیا، عقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا۔ بادشاہاں کوں لشکر خوب رکھنا کتے سو اس خاطر، جوانان دلاور خوب رکھنا کتے سو اس خاطر۔ کہ ایسے وقت پر کام آویں، بادشاہاں کی عزت رکھیں، بادشاہاں کوں بچاویں۔ اول کے بادشاہاں خوب جوانا رکھتے تھے، سو کچھ جان کر رکھتے تھے۔ اپنی عزت اپنی شرم اپنا نیم دھرم بچھان کر رکھتے تھے۔ جو بادشاہ اول تے یو گت نہیں پایا، اُن نے آخر یو نچہ دغا کھایا۔ عقل کوں اتیال عقل آئی بچانے لگیا، سر کوٹ لیا موں میں ماٹی بھانے لگیا اول تے نہیں رکھیا اپنا قاعدہ، اتیال بچادے تو کیا فائدا۔ سب چھوڑ کر ہوا جہت بے تدبیر، یوں تھی

تقدیر۔ بارے یو عقل تائب ہوا خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ بیت:۔

عقل نے عقل سوں کیا فہیں کام لشکر اپنا کیا خراب تمام

کوئی کتا شہر بدن کوں گیا پھر، کوئی کتا بائینچہ میں پڑیا گر۔ کوئی کتا جھگڑ یچہ میں مارے گیا، کوئی کتا باٹ میں کس کے ہات اتارے گیا۔ کونچے کونچے یو حکایتاں، ہزار جنے ہزار باتاں۔ طالع عقل کا کچ ہوا عقل کا کام بے سچ ہوا۔ دل کے بختاں میں بی لکھیا تھا سو انپڑیا، دل بی حسن کے ہات میں سنپڑیا۔ آخر حسن کا فتح ہوا، جیوں منگتی تھی کتے ہوا۔ فتح کا باجا بجنے لگیا، حسن کا بازار گجگجنے لگیا۔ حسن دھن من موھن جگ جیون پری، خدا کی درگاہ ہزار ہزار شکر کری۔ شکر کر غم کوں دل پوتی بسرائی، اپنی زلف کوں فرمائی۔ کہ عقل پچھیں دوڑ بیگ، ناسنگ دیکھہ ناریگ۔ اپنے تاراں سوں، دھوئے کی دھاراں سوں، اس کے سردارں سوں، اس کے یاراں سوں، اس کے خدمت گاراں سوں اسے جکڑ لیا پکڑ لیا۔ اپنے بہت پنوایا اتال کیوں گنوایا۔ لاف کر آتے، ہور یوں نھاٹ جاتے۔ یوں لاف مار کر یو کیا کیا لوگ ہنسائی نھاس جاتی لاج نہیں آئی۔ فرد:۔

عقل غافل ہو بہوت پچتایا وھم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو حسن کے پانوں لگا کر جاوے، تو بچاری زلف کدھر کھینچہ کر لیاوے۔ بیت

جو نصیباں میں تھا سو وو انپڑیا
عقل نھاٹیا فقیر دل سنپڑیا

وں عاشق کہواتا، ہوساں سوں زخماں کھاتا۔ معشوق کے زخم، عاشق کوں بہ از مرہم۔ عاشقی حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی پریشان ہونے کی خاطر کرتے ہیں۔ تپنے ترسنے خاطر کرتے ہیں، عاشقی انکھیاں میں تے انجواں برسنے خاطر کرتے ہیں۔ فارسی میں یک کوں کہنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے کچھ ماردم، ان نے کہیا سوختم سوختم سوختم۔ عاشقی حیرانگی کوں میانے میاں لیا تا ہے، پریشانگی کا لذت پاتا ہے۔ عاشق ہے تو عاشقیت پچھان، ہزار جمعیت اس عشق کی یک پریشانی پر قربان۔ اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے، تو ایک ساعت کے رونے میں عالم عالم کا سواد ہے۔ کس آرام میں اس بے تابی کا راحت ہے، کس آسودگی میں اس محنت کا فراغت ہے۔ تپنا ترسنا لگیا سو، تو نانوں پکڑیا مجنوں تو ٹھانوں پکڑیا فرہاد۔ یو آگ دل میں رکھے تو بجھاتی، اس آگ پر چلنے ہوس آتی۔ یو محنت راحت بھری ہے، اس غم میں خوشی دھری ہے۔ یو زہر ہے ولے آب حیات کا کام کرتا ہے، یو تو کڑوا ہے ولے مٹھائی پر لاف دھرتا ہے۔ عاشق عشق کے زور سوں جیا ہے، تو یو محنت سو سنا تو عاشقی قبول کیا ہے۔ جن عاشق عشق کی آگ سوں، اس بجاگ سوں، روشن کیا دل کے دیوے کی باتی، اس دیوے پر باد کام نہیں کرتی اس دیوے کی جوت کدھیں نئیں جاتی۔ جوں فارسی میں بی یوں کہتا ہے۔ بیت:۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

باد بارے کو قدرت کہاں یہاں آنے، پانی میں کی آگ بجنی کیا جانے۔ مرگ نہیں ہے عشق سوں جیو نہارے کوں، کون ماریا ہے

پارے کوں۔ پارا کہیں مرتا ہے، ہوا تو جیونے تے بہت کام کرتا ہے۔ عاشق کا وجود کیمیا ہے اکسیر ہے، عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے۔ عشق کی آگ میں جلیا سو وجود، یار خاطر تلملیا سو وجود کامل وجود واصل وجود، صاحب حال وجود صاحب اقبال وجود، جس وجود میں خدا سنپڑ گیا، جس وجود میں خدا گھر گیا، جس وجود کوں کعبہ کہیا جاوے، جس وجود میں خدا کوں دیکھنے خلق آوے، جس وجود میں خدا کیا ہے ظہور، جس وجود میں سات آسمان سات زمین کا نور۔ بادے کتا ہوں تجھہ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر۔ دل کوں حسن کے جگھڑنے میں لگیا تیر، دل ہوا زخمی اسیر فقیر بے تدبیر۔ ادھر درد کرتے زخم، ادھر باپ کی پریشانگی کا غم، بہت ہوا درھم، حیران ہوا مسلم۔ معشوق کے جھگڑے کی چوٹ، عاشق لوٹ پوٹ۔ جیکچھ پڑیا سو سہیا حسن خاطر جیو پکڑ کر دھیا۔ ہرچند اس حال سوں جینا کس کا مجال تھا، محال تھا۔ حسن دھن من موھن جگ جیون نے بھی دل کوں اس حال دیکھ دل کا یک وضا سوں خیال دیکھ پکاری آہ ماری انکھیاں میں تے انجھوان ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینہ جالی۔ کہی کن موے نے دل کوں تیر ماریا، کن موے نے اس غل میں یو دھند ساریا دل کے دل میں الابلالی، کن نے ماریا کو بہت دانٹیاں بہت گالیاں دی۔ عقل کوں چھوڑے دل کوں پکڑ لیا ہے، یو تو بلا میں پڑیا چہ تھا بھی کی اسے بلا میں بھائے۔ میں کہ ہاں کہی تھی کہ دل کوں یوں ہلاک بے آرام کرو، میں کہ ہاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔ یو موئے نفران نیں ڈرتے، کچھ

فرمائے تو کچھ کرتے۔ انو کا کیا جاتا، انو تو کر جاتے ہمنا پو دکھ آتا۔

بارے حسن پری اوتار استری، عاقل تھی عقل میں کامل تھی
اپس میں اپے اندیشی کہ یو جھگڑے کا کام ہے، اس غوغا[1] میں کون
کسے پچھانتا کیا کسے نام ہے۔ نہ وہاں صاحب جانیا جاتا ہے نا
نفر، جسے خدا دیتا اُسے قدرت سوں کچھ ہوتا ظفر۔ فرد:۔
جھگڑے میں صاحب ہور نفر کاں ہے کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے

یو اپنا ہور پرایا جاننے کی جاگا نئیں ہے، یو آشنا ہور بیگانہ
پچھاننے کی جاگا نئیں ہے۔ نہ دوست جانیا جاتا نہ دشمن مارا مار ہوتی
پیاروں کو دھن۔ کوئی کسے ہٹ کتا نا پکارتا، جو کوئی جس کے ہات تلیں
آیا وو اسے مارتا۔ عقل اس وقت آکر عقل نیں کرتی دیوانگی آکر انگ
میں بھرتی۔ تن سدھ ہوتا سن، ہات چلتا ہور مارنیچہ کی رہتی دھن۔
یو اپنا اپنا بخت ہے، قیامت کا وقت ہے۔ یو کام کس کی عقل میں نیں آتا،
خدا جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔

القصہ حسن دھن سن موھن کوں ایک دائی تھی، دل اس کا ان
سنے پائی تھی۔ اس کا نانوں ناز، بہت چتر چونسار درساز، حسن سوں
دائم ہم راز۔ حسن نے دل کے عشق کی کہی بات، مشورت کری
اس دائی کے سنگات۔ کہ دل میرا دیوانہ میں دل کی دیوانی،
دیوانے دونو ملیں توچہ دونوں کی زندگانی۔ وہ بھی بے تاب،
میں بھی بے تاب، دونوں کوں کھڑیا ہے اضطراب، دونوں کوں
نہئیں آتی خواب۔ کیا جانے کیا لکھیا ہمارے دونوں کے باب،

---

[1] غوغے

ولے لوکاں کا میانے میاں بہت سے حجاب۔ ملنا تو لکھیا سے قضا سوں، ولے اتال بیگچہ ملے تو خلق میں دستا ایک وضع سوں۔ بیت:-

جس کی خاطر جیتا تجے گا دل
شرم لوکاں کی ہوے گیچہ حایل

بارے عشق بادشاہ کنے، صاحب سپاہ کنے، ظل اللہ کنے سپہ سالار کوں بھیجیں، اس اوباش رند عیار کوں بھیجیں۔ بیت:-

حسن کچھ اپنے دل منے گنہ کر
عشق کن بھیجی یو فتح کی خبر

کہ ہمنا میں ہور عقل میں جیوں نبریا، جھگڑا کیوں نبریا۔ عقل نامردی کی باٹ نھاٹ گیا سو خبر انپڑاوے ہور عشق کیا کتا سو خبر لیاوے۔ تا دیکھیں کہ عشق اس باب کیا فرماتا، اس کی خاطر میں کیا آتا۔ بڑیاں کی بڑی عقل، نھنیاں کی عقل میں ہزار خلل۔ اگر جیتا عقل دھرے بچا، آخر بھی کچا سو کچا۔ حدیث یوں ہے آئی، کہ (الصبی صبی ولو کان ابن النبی)۔ یعنی نھنواد سو نھنواد بچہ اگر نبی کا فرزند ہے، یو بڑیاں کی بند ہے۔ بڑے نیک ہور بد تے واقف ہو رہتے ہیں، بڑیاں کوں بڑے چپ نیں کہتے ہیں۔ انو بی کچھ دیکھیں ہیں بہت کام کیے ہیں دنیا کا بھلا برا سب تمام کیے ہیں۔ نھنے کا ماں میں ہرگز نہ جاسیں کوئی دغا دینے آیا تو دغا نہ کھاسیں۔ یو نا نہو کر اگر نھنے سن اچھکر عقل بڑی اچھی تو وو کیا نھنا، اسے بھی بڑا چہ کہنا۔ کیا واسطہ کہ بولے ہیں تو نگری بدل ست نہ بہ مال،

بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال۔ تونگری دل سوں ہے نہ مال سوں
بزرگی عقل سوں ہے نہ سال سوں۔ اما پختکار آدمی ٹک اچھتا ہے
تجربہ کار، سب جاگا اچھتا ہے خبردار۔ نھنا ہور عاقل اس کی عقل
بھی تو اونچی چڑی ہے، ولے بات میانے میان تجربے پر آ پڑی ہے
ہر کوئی اپنی عقل میں غرق ہے، ولے تجربہ کا ٹک فرق ہے۔ مصحف
کی آیت بھی آتی ہے یہاں (رہ نمون، کل حذب بما لدیھم
فرحون)۔ یعنی جو کچھ جس کے ہات میں آیا، اُن نے اُسیچہ میں حظ پایا،
یک کا حال یک کوں کون کھیا ہے، کوئی اپنی جاگا ایک سواد
پکڑ رہیا ہے۔ فقیراں کوں فقیری پادشاہاں کوں پادشاہی دیا
ہے، ہر ایک کوں ایک جنس سوں محفوظ کیا ہے۔ بقول اہل
خراسان، جنوں کوں سب ملک میں دیتے مان۔ مصرع:

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

ہر کوئی کتا اپنا کیف بہت مست، پانی نوانیچہ میں پڑتا گڑگا پیٹیچہ
کے اُدھر نوڑتا۔ بڑیاں تے ٹک ڈرنا، ہر ایک کام کیے تو بڑیاں
کوں خبر کرنا۔ آخر خوب اچھینگا تو کرو کئیں گے، واگر برا اچھینگا تو
جواب نا دسیں چپ رہیں گے۔ اس ٹھار بھی اتنی سمجھ دھرنا ہے،
چپ رہنا سو بہتیرا منا کرنا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے اپنا بھاتا دے بھی
کیا جانے کیا تفاوت آتا۔ یو ناز دائی، حسن دھن من موھن جگ
جیون کوں گلے لائی۔ کبھی بلا لیوں گی، تیری خاطر سب سوں
اپنے برا ھور بھلا لیوں گی۔ بہت خوب فرمائی، خوب تجھے یو
عقل آئی۔ یو بات وقت پر سب کسی کیوں آئے، یو بات غیب

تے تجھ فرشتے سکلائے۔ توں حسن دھن من موھن یوخوبی تیری ذاتی ھے، بھلیان کوں وقت پر بھلیچہ بات ھور عقل آتی ھے۔ اصالت پوصد قے جاتا، زوراں سوں اصالت کدھر تے لیاتا، یوخدا کی دینی خدا تے پاتا، آدمی ھونا ذاتی، تقلیدی اصالت کام نہیں آتی۔ سمجھن ھارا یہاں دغا کھاتا، خوب سمجھنا کسے آتا۔ اسپچ تے کام فرمانے ھارا ھوتا بدنام، اُسپچہ تے جیوں منگتے تیوں نہیں ھوتا کام۔ بھاگ انوچہ کے سیر، جنو میں عقل ھور تدبیر۔ بیت:

دائی کاں جگ میں ناز اسی ھے
مہر دائی کی ماں کی جیسی ھے

تیری عقل پر میں واری، کاں ھے دنیا میں تجھ جیسی چترنادی۔ سرتے پانوں لگ، توں گن بھری، بہت دور اندیشے کری۔ حسن ھور ناز نار، یو بات آپس میں بچار، مہر سپہ سالار کوں بلائے، وونچہ اُسے فرمائے۔ بیت:

مہر صاحب ھوا ھے میانے میاں
مشکل ھوے گا آنال سب آساں

عشق بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کنے اس مہر کوں اس سحر کوں کہے جا، عشق کوں سمجھا۔ وو جھگڑا جیوں پڑیا تھا نظر، تیوں اس حسن کے کہے پر، مہر آفتاب چھرا اس کی بات سن عشق لگن گیا، سلام کیا کلام کیا۔ عقل یوں تھاتی ھور دل یوں سنپڑیا کر کھیا، نصیباں میں جو کچھ لکھیا تھا سو اپڑیا۔

کر کہیا۔ عشق جہت ہنسیا عقل پر، اُس کی اُس نقل پر۔ کہ عقل عجب جاہل ہے، بڑانا قابل ہے، کہ ہات تے نہیں ہوتا سو کام کرنے جاتا، ایسے کاماں تے کیا ہات میں آتا۔ بیت :-

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ہوتا یوں خراب ہرگز
صبوری کرکے کچھ کرتا نہ کرتا اضطراب ہرگز
عقل عقل کہتے سو اس کی یو چہ عقل، اُسے کیا غرض تھا کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعوا لانا، اپنی ہات اپیچہ گوانا۔ حسن بی ایک بادشاہ زادی ہے، اسے بھی قدرت ہر ایک وادی ہے۔ صاحب لشکر ہے، صاحب کشور ہے، صاحب تیغ و خنجر ہے۔ بادشاہاں اُس کی محبت تے دیوانے ہو ہو کر گھر سیٹتے ہیں دستہاں اُس کے آنگے کمر کا ٹھوا کھول کر سلپر سیٹتے ہیں۔ جیتی[1] جیتی کر جانے، اوتنی سب یاں ہار مانے۔ ٹھنا بڑا، سب حسن کے تلین کھڑا۔ حسن عاشقاں کا آب حیات زاهداں کا زہر، حسن خدا کا قہر۔ اُس کا بول کوئی ٹھیل سکیا ہے، اُسے چھوڑ کوئی عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جو عقل نے عقل گنوا تھا، عقل کوں اس وقت عقل نہیں آیا تھا۔ بیت :-

عقل پاکر عقل ناٹیا سو پھر کیوں ہات آتا ہے
عقل یہاں بھی اگر چوکیا عقل پر بات آتا ہے

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کہ دل کے گلے میں حلقے کا طوق ہا، تاواں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھیگا

---

[1] جیتی = جیتی۔

دھان نے پکڑ کر لیا۔ "ازھنڈا، شیوا، مھوا، چھنڈ، چالا، انوکول کہو عقل ہور دل کے نگہبان ہوا چھیں۔ کہ عقل بہت مفتن ہے مبادا بھی کچھ حیلا کرے ہمارا بچہ آدمیاں میں تے کسے وسیلا کرے خلاف جو آوے پھانڈ بھانڈے، عقل بچاری کہاں سکتی ہے جانے عقل عشق سوں ملے تو بھلا، نہیں تو عقل پر آتی بلا۔

اس مہورنے، اس گل چہرنے اس ٹونے اس سحر نے عشق جیتا کچھ کہیا تھا، اس کا مطلب دل میں رہیا تھا، سو اتنا ایک بیگ آکر دعا کر حسن کوں سنایا خاطر نشان کیا سمجھایا۔ حسن یو بات سن اندیشہ کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا جو کچھ کام ہوئے، آرام ہوئے نہیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ہوئے، اپے بدنام ہوئے۔ اندیشہ سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو تمام خوب۔ وہیچہ نازدائی، جس کی عقل اس کی خاطر آئی، اسے بلائی۔ کہی اس کام کا علاج یو چہ ہے اتال، کہ اس جاگا اپس کوں جہت رکھنا سنبھال۔ اپس کوں بادل نہ کرنا، آتاول ناکرنا۔ جہت دھیر اچھنا، گنبیر اچھنا۔ مراد کا رشتہ ہات میں آتا سو آتا ہے، ٹک صبودی کیے تو کیا جاتا ہے۔ (التعجیل من الشیطان تانی من الرحمٰن)۔ تعجیل شیطان کا اولاسا، صبودی رحمٰن کا خاصا۔ یو پرت کا کھیلنا ہے پارد، جون حافظ[1] کتا ہے۔

صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد

---

[1] دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے۔ سعدی ہونا چاہیئے۔

دل کوں درہم نکو کر، غم نکو کر۔ خدا ہے قادر، صبوری اول کڑوی لگتی ہے ولے بہت میٹھی ہوتی ہے آخر۔ بیج تے جھاڑ جھاڑ تے ڈالی ڈالی تے پات، پات تے پھول پھول تے پھل آتا ہے ہے ہات، دیکھتے دیکھتے سنتے سنتے خاطر لیاتے لیاتے فکر کرتے کرتے رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام کی دھات۔ اتالیچہ کام ہونا نہیں ہو تو رونا۔ میانے میاں آئی ہے قضا، آدمی میں یو کیا دھا۔ رونے تے کچھ کام نہیں ہوتا ہے، خدا کا کام خدا بغیر کسے کام نہیں ہوتا ہے۔ یو بے تاب ہو کر چپکے ٹلتا ہے، خدا سوں کس کا کچھ چلتا ہے۔ خدا کوں یو دو باتاں نہیں بھاتیاں، یو دو باتاں کام نہیں آتیاں۔ ایک بیگی دوسری غروری، بندہ وہیچہ جس میں کچھ غریبی جس میں کچھ صبوری۔ جنے بیگی کیا اُن نے گنوایا، جنے صبوری کیا اُن نے کچھ پایا۔ بیگی میں مقصود گنوایا جاتا، صبوری میں ہر ایک کام نکل کر آتا اگر آسمان تے آگ برسے گا ابر، وہاں بھی کام کرے گا شکر اور صبر۔ شکر ہور صبر ہر ایک درد کا دارو ہے، شکر ہور صبر محزت کے دریا کا اتارو ہے۔ شکر ہور صبر تے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے، شکر ہور صبر کرن ہارے پر خدا مہربان ہوتا ہے۔ جس پر جو کچھ بلا آتی ہے شکر ہور صبر کرنے تے سب جاتی ہے۔

القصہ اتال اس دل کوں، اس عاشق کامل کوں، چند روز جہت محبت سوں، جہت مروت سوں، ایک حکمت سوں، ایک جاگا دھریں، پچھیں آہستہ آہستہ جو کچھ عشق فرمائے گا تو اُس کی بھی ایک فکر کریں۔ یہاں بیگی کام نہیں آتی

بیگی نے سو بلا لیاتی ۔ دنیاں میں رہتے، سو یوں کہتی ۔ کہ بیگی گھر بے گی ۔ کیسے کچھ دینے کوں بیگی بہت خوب ہے، کچھ آتا اچھے تو کچھ لینے کوں بیگی بہت خوب ہے ۔ محبوب نارسوں ملنے بیگی کرنا فرض ہے، اپنے یارسوں ملنے بیگی کرنا فرض ہے ۔ نہ کہ ہر ایک ٹھار بیگی ہوشیار ہو ایسی بیگی یکادے وقت دغا دے گی ۔ دنیا کا کام حیلے مکرسوں کرتے سچ، یاں بیگی کیے تو کچھ کا کچھ ہوتا سمج ۔ ہر ایک کام کوں خوبی خاطر لیانا، پچھیں اس کام پہ ہات بھانا ۔ کام نھنا اچھو یا بڑا، توں ٹک تو بیگی اچھو وہاں کھڑا ۔ جو کام اندیشی کر کیا جاتا ہے، اس کام میں دغا نہیں کھاتا ہے ۔ اگرچہ خدا کے ہات ہے جیونا بھور مرنا، ولے جو کچھ عقل میں درست آتا ہے وہ تو کرنا ۔ بیت :-

بڑیاں کی راضی سوں جو کام ہوئے گا
بہت اس کام میں آرام ہوئے گا

تو لگن رخسار کے گلزار میں ایک کوا ہے، کچھ صنے سوں مستیل ہوا ہے ۔ اس کے آس پاس زینت سوں کیے ہیں کام چاہ ذقن اس کا نام ۔ اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بند کرنا، عاشقی بہت بھی فاش نا کرنا کچھ چھند کرنا ۔ بیت :-

عجب چالے بھریاں ہیں عورتاں یو
نہ جانوکان تے سکیاں حکمتاں یو

اگرچہ عشق چھپتا نہیں ولے جتنا چھپا سکے اتنا چھپانا، کچھ کھلیا کچھ نہیں کھلیا اسپچ میں کچھ لذت پانا ۔ وہاں تے لگیچھ لذت زیاد،

کھول سٹے بچھیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بھی عجب سواد ہے، جو کوئی عشق یوں کھیلتا اچھے لگا اُسے کچھ یاد ہے۔ جو کوئی عاشق چتر رند ہے ہور ادباش، اُنے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری سوں شکار کھیلتے کیوں جیو بھگے جوں رات کوں بنسی کوں مچھلی لگے۔ یو اس کا ماتا وو اس کی ماتی، دونو جیو پر اٹھے تو محبت دس کر آتی۔ راج روشن کا کام، وہاں جیو پر اٹھنا عاشق کوں حرام۔ معشوق کی صاحبی زیہ ہوئی، معشوق عاجز ہوئی گمبیر[1] ہوئی۔ ناز کی مستی گئی، غمزے کا زبردستی گئی۔ تپنا ترسنا اڑیا عشق کم پڑیا۔ عشق کی الالے تھے سو رہے، عشق کی چالے تھے سو رہے۔ جو پیٹ بھرے، تو بہشت میں تے کھانا آئے بھی کوئی کیا کرے۔ بھوک اچھے تو کھانا بھاوے، بھوک انیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھے تو کھانے کا لذت پایا جاتا، بھوکیچھ نہیں سو کھانے کا لذت کیوں آتا۔

بارے حسن ہور ناز دونو مل بچارے دل کوں چاہ ذقن میں اُتارے۔ دل عاشق جو کچھ معشوق کہے سو واضی، عاشق ہی کھیلتا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کوا کس عاشق کو میسر ہوا، اس کوے کوں کون سکے سرا، جس کوے میں آب حیات کا چھرا۔ فرد:۔

زلیخا ہوئی مگر یو حسن نادری کہ دل یوسف کوں کوے میں تادری

دل بہت پکڑ کو آس، کچھ کم ایک ماس، اس چاہ میں

---

[1] گھمیر

اس نالے اس آہ میں گرفتار تھا، حسن دھن من موھن جگ جیون کدھیں یاد کرے کر امید وار تھا۔ بیت :-

دل کوے میانے پڑ کے حیران ہے
بند میانے سنپڑ کے حیران ہے

کہ میرا عشق تو بہت ہے گرم، کدھیں تو بھی اس کا دل ہوئے گا نرم۔ مجھے دائم یوں نا دھریے گا، یوں عشق ہے آخو کچھ تو کرے گا۔ ایسے میں یوں ہوا خدا کا فرمان حسن کے تن میں بھوپچھ تلملنے لگیا پران۔ حسن دھن من موھن جگ جیون بھی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی دل کے دیدار کا غالب ہوا اشتیاق، سینے میں اُبلیا فراق بے تابی پیدا ہوئی، اضطرابی پیدا ہوئی، بے آرامی بے خوابی پیدا ہوئی۔ عشق کوں کیتا سنبھال کر رکھے، آپس کوں کیتا بے حال کر رکھے، عشق تے سینہ ہوا ریش، بارے کچھ اندیش، عشق کا سر لشکر جو تھا مہر، خورشید چھر، اس کے ایک بیٹی تھی پر سحر وفا اس کا نام، حسن سوں اُسے بہت اُلفت تھا جہت آرام۔ بیت :-

وفا آئی وفا سوں راجوٹ کی سو دل سوں ملنے خاطر کام گھٹ کی

حسن دھن من موھن جگ جیون اُسے خلوت میں بلائی دل کا قصہ درمیانے لائی۔ وفا نے کہی بہت خوب، اے محبوب، میں جفا نیں ہوں میں وفا ہوں، دل سوں دل کوں بہت صفا ہوں میں ایسی نیں ہوں توں بولے

پچھیں تدبیر ناکر سوں، جیو سوں راضی ہوں، فوما تقصیر ناکر سوں۔ بیت :۔

وفا کرنے کی خاطر اُس وفا کوں کہی سب کھول کو اپنی جفا کوں

حسن نار دل کا سنگھار، جسے خوبی دیا وہ پروردگار، کہی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے، وہ تدبیر مجھے بہت بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گلزار ہے اس کی تعریف کیا کروں بہت خوب ٹھار ہے، وہ گلزار شہیں دین دنیا کا سنگھار ہے، جو کوئی عاشق ہے وہ اس گلزار کا اُمید وار ہے۔ اُس میں ایک چشمہ ہے آب حیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہور اس باغ کے میانے میان روشن ایک چھجا ہے جیوں آسمان، جیوں چندر جیوں بھان۔ دیس کوں دستے تارے، یہاں عاشقاں حیران سارے۔ اس چھجے پر غمزے کے بادل چھاتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھجے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں، بہت بڑے مول کیاں بہت آلیاں۔ دو کھڑکیاں جو کوئی کھولے، تو واصل ہوئے، وصال کی بات بولے۔ اس کھڑکیاں میں تے یار حسن کا دیکھنے منگتے دیدار۔ جو کوئی عشق کوں پیڑیا کمال، اسے البتہ اس جاگا ہوا ہے وصال۔ فرد :۔

لگیا تمارات دن دل کا اُسے ذکر
چھجے پر دل کوں لیانے کا کری فکر

توں چھپے چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیانے سکتی

ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے۔ وفا با صفا نے بولی میری عقل میرے سنگھات ہے، اگر آدمی میں عقل اچھے تو یو بات کیا بڑی بات ہے۔ ایتال مجھے یو کام کیے بغیر آرام ناھوسی تا یو کام نا ھوسی۔ بیت :۔

سکی ھت کوں انے چت دے کے بولی
جو کچھ دل میانے باندی تھی سو کھولی

دل کان ہے مجھے بیگ دل کوں لیا دکھلا میں دل کا بھید پاؤں گی، جہاں تو کہے گی واں دل کو لیاؤں گی۔ حسن نار نے جگ کے ادھار نے عالم کے مدار نے زلف کو بلا کر بولی، پیچاں اُس کے سب کھولی۔ کہ دل کوں چاہ ذقن میں تے بھار کاڑ، ھور گرد اس کے پاواں پر کی اپنے بالاں سوں جھاڑ۔ دل کشا باغ میں لیا چھوڑ، پیلاڑ جکو پچھ ھوے خدا کی لوڑ۔ زلف بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں نیٹ انداز سوں، اینٹھتی مروڑتی بالیں بال جوڑتی دھائی، اپنی آدھی لٹ سٹ دل کوں چاہ ذقن میں تے بھار لیائی۔ ویسے میں یکایک وھاں وفا بھی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی، دل کوں دلاسا دی دل کوں بھوت سجائی۔ بیت :۔

مہمان ھوئی وفا یو یک تل کی عذر خواھی بہت کری دل کی

کہی بھائی عشق تمام ہے جفا، ھور جفا دیکھے بغیر نہیں ھوتا نفا۔ دکھہ کے بچین سکھہ۔ جاں مشقت وھاں راحت۔ رنج تو گنج، فراق تو وصال کا ساز یراق۔ کھارا ہے تو میٹھے کا پایا

جاتا سواد، کھارا نا اچھتا تو میٹھے کا کون دیتا داد۔ دھوپ ہے تو چھاؤں کی قدر جانی جاتی، گرمی ہے تو آدمی کوں سردی بھاتی۔ جہاں بند ہے وہاں آزادی، ہر غم کے پچھیں شادی۔ شادی کے پچھیں غم، بہت برساں تے یو پنچہ چلتا ہے یو عالم۔ بیت :-

داغ پو دل کے آ دکھی چھایا دل کے دل میں بی ٹوک جیو آیا

حسن دھن من موھن جگ جیون، جو تجھے بند میں دکھی تھی سو لاعلاج تھی ضرور کوں، کیا کرے گی باپ کا ملاحظہ بہت تھا اُس حور کوں، توں تو دل تھا، ولے وو اگر یوں نا کرتی تو تجھے بہوت مشکل تھا۔ توں جیو تیج مرتا: عشق کیا تجھتے ڈرتا، کیا جانے کیا کرتا۔ ہزار توں تلملتا، تو عشق سوں ترا کیا چلتا۔ حسن سکی تجھے چھپا رکھی تجھے اپنا یاد کری، بہت تجھ پر پیار کری، اپکار کری۔ اس پیار کی قدر جانتا ہے، مروت کوں پچھانتا ہے۔ کیتک مرداں بہت غدری اچھتے ہیں، ناقدری اچھتے ہیں۔ قدر نیں جانتے، محنت نیں پچھانتے۔ جیوں خسرو کہتا ہے۔ بیت :-

پنکھا ہو کر میں ڈلی ساتی تیرا چاؤ
منجہ جلتی[1] جنم گیا تیرے لیکھن باؤ

بعضے مرداں جو کوئی عورت منگتی اُسے خوار کرتے، جو کوئی نہیں منگتی اُسے پیار کرتے۔ جو کوئی منگتی اس سوں نخرے ناز، اس سوں

---

[1] جھلنی۔ جلتی۔

بات بولنے جیو نہیں ہوتا اس سوں واز۔ جو منگتی نیں وو بہت بھاتی، اس کی گالی کھانے ہوس آتی، اس کے پانوں پڑنے جاتی، اس کوں اپس کی عاجزی دکھلاتی، اس کی خاطر آہ بھرتی اس کی خاطر اساس، رات دیس پھرتی اس کے آس پاس۔ اس کی خاطر دیوانی ہوتی، اس کی خاطر سد بد کھوتی۔ یو بات چلیچ ہے سب کیئں کہ بھلے کی دنیا نیں۔ منگے سو جیے، نیں منگے سو بھلے۔ مرداں صاحب وردان جو اتنی عقل دھرتے، سو کچھ کا کچھ سمجھتے، کچھ کا کچھ کرتے۔ منگتے سو محنت میں ہلاک بچارے، نہیں منگتے وو بہت پیارے۔ دنیا میں محبت کسی سوں نا لانا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا پتیانا۔ ایک جاگا نظر نہ ارہا گا دل، کون عورت ایسے مرد سوں رہے گی مل۔ بات خرافات مرداں کی ذات سو بے وفا، ایسیاں خاطر کھوڑے اوٹے ہلاک ہوے اپس کوں عذاباں میں بھائے تو کیا نفا، ایسیاں سوں جیو لائے تو کچھ حاصل نیں بغیر جفا۔ اپنی غرض کوں پھلانے آتے، غرض سری کچھیں بات بدلاتے۔ عورتاں کوں کہتے کم عقل کم ذات، عیاری مرداں کی بات۔ عورت جو مرد پر نظر کرے تو جیوں مارتے اسے ایکیں سوں نا اچھ وساں سوں ہنستے کھیلتے یہاں اپنے گریباں میں کچھ نہیں بچارتے۔ بھی عورتاں کوں شاباش کہنا جو اپنی شرم سوں اپس کوں سنبھالتیاں، ایکیں پریچہ تپ گھالتیاں، ایکیں خاطر یچہ اپنا تن من جالتیاں، جانی جوبن گالتیاں۔ بعضے عورتاں مرداں خاطر ستیاں ہوئیاں ہیں، آگ میں جلیاں ہیں۔ عورتاں میں بہت شرم ہے عورتاں میں بہت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بچاریاں بہت بھلیاں ہیں۔

کون مرد عورت موئی تو عورت خاطر اپنے بی موا، ایک موئی تو دسری کیا، دسری عورت کا مرد ہوا۔ عورتا پنچہ میں ست ہے مرداں میں کہاں ہے دھرم؛ سو جنیاں کو دکھلاتے اپنی شرم۔ عورتاں کوں ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے ایتی شرم آتی، مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے انکوں شرم نیں بھاتی۔ مرداں کو سب جاگا شرم آتی ولے عورتاں کی جاگا شرم نیں آتی، جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی۔ مرد کو موم کا دل عورتاں کو فولاد کا دل، موم فولاد سوں کیا کرنا بہت مشکل۔ مرداں کی محبت کی جھوٹی لاف اتال دنیا میں کیا رہیا ہے انصاف۔ بات کہنے کوں بات کہتے، ولے اپنی بات پر نیں رہتے۔

بارے وفا نے دل کے دل کوں نرم کری، محبت میں پھر گرم کری۔ باتا پنچہ میں پرت جوڑی، دل کوں ہات پکڑ اس باغ میں لے کر آکر اس چشمے پر چھوڑی۔ بیت:-

عشق میں بہوت غلیلا ہے کچھ عورتاں کا مکر بلا ہے کچھ

بارے دل اس کوے میں تے بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکھیتچ سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پر بہت بھلیا۔ بیت:-

بھار نکلیا ہے بند میں تے دل وصل ہوے گا اتال کیا مشکل

بہت دیساں کی ماند گی چھائی، اس پھولا پنچہ پر لگ نیند آئی۔ دل نیند آپنچہ، وفا نے خوش خبری دی حسن کوں جا پنچہ کہ ہوا اب تیرے من کا بھایا، دل کوں تو خدا نے باغ میں نیایا۔ بہت دیساں کا ہلاک تھا پھولا پنچہ پر نیند لگی، اچھوں

بھی نیند یچہ میں ہے آس کی نیند نہیں بھگی۔ حسن لگن یو بات آئی، خوشیاں تے آپس میں نہیں سمائی، پاؤں زمین کوں نہیں لگیا دل کنے باؤ پر اُڑ کر آئی۔ فرد :-

وقت ہے سو ایتال کا ہے وقت بوہ نہایٹا وصال کا ہے وقت

دیکھی کہ دل اپنے دل کا یار، اپنے دل کا آرام اپنے دل کا ادھار جس کے عشق میں اپنا دل گرفتار، جس دل کی خاطر دل بے قرار صاحب صورت صاحب جمال، صاحب ہنر صاحب کمال، سد مدد اس کا صورت جہو تیچہ پاک مورت، سوانے ہات دیا ہے، پھولاں پر آسائش کیا ہے۔ آہ ماری پکاری بھاری، جہت کی زاری۔ تمام جھاڑاں کو ٹھاریاں ٹھار، گویا نور کے شعلے آئے بار چگمگ رہیا ہے تمام گلشن پھولاں نیں یو دیوے ہوئے ہیں روشن۔ باغ میں پڑیا ہے سب اُجالا، آفتاب ہوا ہے ہر ایک لالا۔ اُس کے رخسار نے شاباں سٹیا ہے، جانو چاروں طرف آفتاباں سٹیا ہے۔ بیت :

دل پھول تے نازک اہے اتنی جفا سو سیا سو کیوں
یوں مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیا سو کیوں

انکھیاں میں تے انجواں کا بند پڑتا، پھول تے جانو شبنم جھڑتا، دونو ہوے دو جھرے، پانی ہور لہو بھرے۔ انجھو ڈھلتے ہیں اُجلے ہور لال، خدا کوں معلوم اس بچارے کا حال۔ دل ہوا عشق تے دانا دان، آنکھی ہوئی یاقوت ہور الماس کی کھان۔ دیدے دیدار کوں ترستے، بادل ہو کر موتی برھتے۔

دل کے عشق میں آپس کوں جلالی، دونو پانوں پڑی الا بلالی، یو
حسن نار محبت کی متوالی، دل کا سر گود میں اُچالی، سینے سوں
سینہ لالی۔ عشق سر چڑھیا، یکایک دل کے موں پر اس کی انکھیاں
میں تے انجھو کا بند پڑیا۔ دل نیند میں تے جاگیا، حیران ہوکے
دیکھنے لاگیا۔ جیوں باغ میں تے کلیاں سب پھول کر پھول ہوکر
تیاں دلیاں ٹھادیں ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار۔
جھاڑاں نے سب تازہ کیے ہیں سنگار، گنے میں پھولاں کے
بھائے ہیں ہار، بن رت آئے ہیں بار۔ جناوراں ڈالیاں پر
مست مرغولتے ہیں مست ہو سرشار، پانی کا لویاں میں سب
شراب ہوا مگر سایہ سٹیا اس کی انکھیاں کا خمار۔ حسن ایسی
نار، اچنبا اوتار، بے اختیار ناری روتی ہے زار زار۔ بیت:۔

جو انکھی حسن کوں دیکھے دو انکھی سد کو کھو بیٹھے ہے
بتا تعریف جگ کرتا اجھوں تعریف ہو بیٹھے ہے

خوش گفتار، دو خوش رفتار وہ دیدان کا سنگھار، جیو
کا ادھار، عالم کا مدار، عجب حور خوبی کا سور، محبوبی کا نور،
چھند تری بالی نفاست کے پھول کی ڈالی، نازاں میں کا رہا
غمزیاں کوں اچھاں ہماری باتاں جیسیاں بناتاں، پھول کی
پکڑیاں[1] جیسے ہاتاں۔ کرنا جیسے بال آفتاب جیسا جمال۔ کہ
دیکھہ شرزا شرم حضور، اس کی چالی نے کاڈی ہتی کی چال میں
قصور۔ دیدا شیدا شیدا من بی، خرش جانو پھول کی بنیی۔

---

[1] پکھڑیاں۔

تن پھول تے نرم، طبیعت آگ تے گرم۔ اس وضا کے محبوب،
بہوتیرے خوب دل کی سد نہیں رہی، بد نہیں رہی، محبت کوی جوش دل
میں اُٹھی خروش، جاگا پر نہیں رہے ہوش۔ آہ مارا اٹھیا، پکار
اُٹھیا۔ عشق کا اثر بہت چڑیا، کا کلوت سوں دوڑ کر دونو پانو
پڑیا، کمر میں ہات بھایا، چمک کر گلے لایا۔ فرد:۔

اگر عاشق اوپر معشوق کا کچھ التفات ہووے
محبت کا لذت سے توچہ میٹھی توچہ بات ہووے

کہیا اے حسن دھن من موھن جگ جیون، خوبی کے گنش
معشوق عاشق پر ایتابی پیار کرتی ہے، ایتابی اپکار کرتی ہے۔
تجہ تے سواد پایے عشق بازی، توں تو عاشق کوں نوازی ہے
پوی توں تجے سرفراز کری، فواق کے بھوے کا گھاؤ جیوں
تیوں ہوے کا دل، دلے وصال کے خنجر کا زخم ہو سو بہت
مشکل۔ عاشق کہ عشق سوں مبتلا ہے، دل میں عشق کا
غلبلا ہے، اسے معشوق کا پیار بھی ایک بلا ہے۔ فرد:

گلے لگ سوتے ہووے تا جی نئیں جاتی ہے یو مشکل
برہ میں تلملیا جوں تیوں ملا کہے وصل میں بی دل

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جاوے، نزدیک کی آگ کوں کیوں کر
سنبھالیا جائے، عاشق کوں بہت تلملتا ہے، عاشق جس جس سوں
جلتا ہے۔ لوگاں کہتے وصال، دلے وصال میں بھی عاشق کوں پتہ
ہے عاشق کا حال۔ معشوق گود میں ستی ہے ہور ہلاک کرتا فراق
سینے سوں سینہ لگیا ہے ہور کم نہیں ہوتا اشتیاق۔ دیدا دیدار

میں کھڑا ہے ہور انکھی میں انجھو ڈھلتا معشوق سیج پہ آئی ہے ہور عاشق اجھوں تلملتا۔ معشوق آکر بیٹھی پاس، ہنوز آتے اساس پہ اساس۔ جیوں حقیقت میں مخدوم سید محمد گیسو دراز، حسینی شاہ باز محرم راز، جنوکوں ولی اکبر کہتے جنوکوں سب ولیاں میں معتبر کہتے، جان بھی خدا کے وصال میں جاتے، وہاں تے یوں فرماتے۔ بیت

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست
عجب این ست کہ من واصل و سرگردانم

یعنی ہر کوئی فراق میں پریشان ہوتا یاں میں وصال میں پریشان ہوں، میں واصل ہور سرگردان ہوں۔ یو واصلی ہور سرگردانی، یو بہت بڑی حیرانی کہ یہاں حضرت نے فرمائے ہیں دسریاں کوں کیا دک، (ماعرفناک حق معرفتک۔ یعنی جیوں توں ہے تیوں تجھے نئیں پچانیا، جیوں توں ہے تیوں تجھے نئیں جانیا۔ عرفی عاشق دل سوختہ گرم کلام، شاعری میں جس کا نام، وو کہتا ہے کہ فرد:۔

کو کو زدن فاختۂ سرو در آغوش
در جائۂ معشوق مرا گرم طلب کرد

اپے سب نظر، اپے سب دل، اپس کوں اپے دیکھا جائے ولے اپس کوں اپے سمجھنا بہت مشکل۔ کسی بزرگ کوں کنے پوچھیا کہ خدا کوں پائے۔ کیئے پائے، یعنی خدا ایسا کوئی ہے جیوں سمجھتا ہے تیوں سمجھیا نہ جاے۔ خدا کوں نئیں نہایت ایسیچ تے اُسے کہتے ہیں بے نہایت۔ جو عاشق یہاں آیا وہ متحیری کی پڑیا آیت،

خدا کاں ہے کیسا ہے گھریں گھر یو حکایت۔ جوں وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل، آزاد ایسا ہے، کتا ہے۔ بیت:

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقی است
تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقی است

جدھاں تے دیو جن پری پنچایا، جدھاں تے دنیا ہوئی ہور دم ہو آیا، دھونڈ تیچہ عمر کھپی سب کی دلے تحقیق جوں ہے تیوں کوئی نیں پایا۔ باقی رہیچہ کتے یوں نہ کہیا کہ اتنا پایہیچہ یو اپار غرقاب دریا اُسے نہیں پار۔ ہر ایک نہنگ اس دریا میں شناوری کرتا اپنی مقدار۔ عاشق معشوق کے حسن کی نہایت دیکھنے جاتا، معشوق کے حسن کوں نہایتچہ نیں سو نہایت کیوں پاتا۔ اس ٹھار حیرانگی آیتچہ ہے سرگردانگی آیتچہ ہے۔ جو کوئی خدا کے کارخانے جاتے جاتے جو کوئی خدا کا کارخانہ چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر پہ آتے۔ انوکوں یو چہ لایا ہے شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انو کے سر پہ پڑیا بھاء جیتا دھونڈے تیتا پائے، بھی ڈھونڈتے ٹھاریں ٹھار۔ انوکوں ہور ذکر ہے، کرامات ہور اعجاز کی فکر ہے۔ خلق کا مدعا لیتا ہے، خلق کا سوالی جواب دیتا ہے۔ خدا سوں ہزار گفتگو دھرتے ہیں، ویہچہ جانتے جو کچھ دو کرتے ہیں۔ رب نے انو کو یو دیا منصب آزاد عاشق یو چھوڑ دیا سب۔ دکھنی دوہرا۔

تیرے کرتب کرنے تے میں چپ ہوئی بدنام
میں میانے تے اُٹھ گئی توں جانے تیرا کام

جو عاشق یوں ہوے ہیں اختیار، خدا کا بھی انو پہ پیار، رسول

کا بھی انو پہ پیار۔ خدا ہور رسولؐ جنو کا لاڈ چلاتے، سو یو لوگ
خدا ہور رسولؐ کوں بھاتے، سو یو لوگ مرفوع القلم آزاد بے پروا
بے غم۔ وہاں خدا جوں تھا ویسچہ، اُنے میانے میان نیچہ۔ وارد
یوں ہوئی ہے حدیث بھی، (الفقر لا یحتاج الیٰ اللہ والی نفسہ)
یعنی فقیر نہ اپنے نفس کا محتاج نہ خدا کا محتاج؛ کیوں ہوئے کہ
اُس میں رہیا چہ نہیں خدا باج۔ اسے ہوئے تو احتیاج کچھ کس
سوں دھرے، جاں اچہ نہیں واں احتیاج آکر کیا کرئے۔ اس
سبب سے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہور حرص کوں دل میانے
بھار بھایا۔ نفس پاک ہوا کثافت دور ہوا، خاک اس کا معنی نور
ہوا۔ فقیراں تو ہور بھی کچھ سکتے ہیں ہدا، جیں شئے کوں[1] آخر بہت
منگیا دیسچہ اُس کا خدا۔ غیر پہ انو کی نظر یچہ نئیں غیر انو کوئی چاہیچہ
نہیں، غیر کی انو کوں خبر یچہ نہیں۔ یو بات نادان کے سننے کی نہیں،
یو دُر یاکم حوصلیاں کے موتی چننے کے نہیں۔ داناياں یو بات نہیں
کرتے ناداناں سنگات، چھپا چھپا بات کرتے سو یو بات۔ حیف
نہیں کہ یو بات نادان کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جاکر خارستان
میں پڑے اس چمن کی کلی باس کاہوے گی، ولے جو کوئی خام ہے
جیسے زکام[1] ہے اُسے کیا باس آوے گی۔ بارے سوں لہوا نکلتا
نہیں، پانی سوں کچھ نکلتا نہیں۔ نادان ہور جاہل اس درگاہ کے
مردود انو کوں یو بات سمجھنی کیا مقصود، جیتا انو کوشش کرتے جاتے
وہاں تے انو کوں مار مار کے بھار بھاتے۔ نالائقاں کوں وہاں

---

[1] زخام

نہیں آن دیتے، ناقابلاں کوں وہاں نہیں جان دیتے۔ یو خاصاں کی ٹھار، یہاں کیوں آتا بے اعتبار، یہاں تمام رات یہاں تمام اسرار ہزار ہزار پردہ دار، یہاں نامحرم کوں چاروں طرف تے ہوتی مار مار عشق کا دھات بھرا کچھ ہے، عاشقی کی بات بھرا کچھ ہے۔ ہر ایک کوئی کسی کوں دیکھیا بے آرام ہوا تو کیا عاشق ہوا، چار لوگاں میں بدنام ہوا تو کیا عاشق ہوا۔ چار آہ ماریا، چار اوساس بھریا تو تو کیا عاشقی کریا۔ ہر کوئی عاشق کہاتا، ہر کسی عاشق ہونا بھاتا۔ عاشق کوں معشوق کے گال بال پہ بہت دل، ادھر، آنکھ، خال، ہات، پانوں، کمر چال پہ بہت دل۔ کھوت مانز نر زنہ پہ بہت خوش ناز، نخرا، عشوہ سینے پہ بہت خوش۔ ایتے میں بلک جاتا، جان دیکھتا وان بلک جاتا۔ دنے جو کوئی اس خاک میں ناز نخرے کرتا، اس کی خبر نہیں دھرتا۔ اسے عاشق کرنا آیا ہے نہیں، اس نے عشق کی مایا پایا ہے نہیں۔ جو کوئی اس خاک سے بہتر ہے اس سوں جیو لاوے گا تو عاشق ہوے گا عاشق کی جاگا پر آوے گا۔ خاک سوں جیو لاوے گا، وو کیا خاک پاوے گا۔ یو خاک جس سوں خوب دس آتی، اسے سمجھیا ہے نہیں خاکیچہ پر عاشق ہوا اُسے خاکیچہ بھاتی۔ خدا نہ کرے یکاوے وقت کچھ برا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی، جس خاک پر توں عاشق ہوا وہ کچھ ہوے اُسے سہرتا کی، اگر تجھ ایتا ڈر ہے اس کا تو اس سوں عشق بازی کرتا کی۔ جس کی خاطر ایتا جلتا تھا، جس کی خاطر ایتا بلبلتا تھا، اسے بیگ گھر میں سول لے جا سکتا، ہاتی میں ماٹی ملاؤ کی، اسے سامتے نکو لاؤ کتا،

نزدیک جاتے دہشت آتا، دوموں دیکھنا نیں بھاتا۔ پس یہاں سمجھ کہ آج لگن توں عاشق ہور کس کا تھا، دو ہور کوئی تھا توں عاشق جس کا تھا۔ ہزار حیف جس کا توں عاشق تھا اُسے دیکھیا چہ نیں اُن کی صورت کس وضا ہے، اس کی مورت کس وضا ہے سو دیکھیا چہ نیں۔ ایسی عاشقی کوں کیا ہے کیں معشوق کیسی ہے گر پیکھا چہ نیں، عاشق ہوکر معشوق کوں پہچانیا چہ نیں۔ اس کے زر زرینہ ہور کسو تیچہ پر گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا یک لباس تھا، او لباسیچہ سوں توں یار تھا، اس خاکیچہ پر تیرا پیار تھا۔ برے سوں جیو لایا، گھنگھٹ میں دغا کھایا۔ اللہ اللہ عاشق معشوق کے دیکھنے کی پے میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھیں ہیں انو تے بات پوچھنا انو کے کھے میں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا ذکر کرنا، اس خاک ہیں اس لطافت سوں بولنا یو ہلتا چلتا سو کون ہے کر فکر کرنا۔ جو عاشق اس ڈھانچ میں کیا گھر، عجب کیا ہے جو دیکھنا بھی ہوئے میسر۔ خدا کریم ہے رحیم ہے۔ جیں لوگاں کوں عشق بازی کھیلنا آتی، انوں کوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انوں کوں کاں کا آرام، انو کا کچھ ہور ہے کام، انو کا خیال خدا چہ کوں ہے فام۔ انو پر کھلیا ہے فیض کا دروازہ، انو کا عشق دایم تازہ۔ پروردگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد کرن، تو رسول کہے کہ اللھم زدنی تحیرًا۔ یعنی الٰہی میری حیرت کوں زیاست کر، تیری خواست کر۔ غرض آزاد عاشق کی ہور بات ہے، آزاد عاشق کی ہور دھات ہے۔ آزاد عاشق لاابالی، بے پروا، دایم ماتا، صاحب

کارسوں مقصود کارخانہ کیسے یاد آتا۔ اپنا خاطر کیا نچینت اُسے
کاہے کوں پیل خانے کی چنیت۔ اپنے اس کی فام، یو آزاد اُسے
کیا خاطر زیاستی کام۔ یو خدا سوپنج مخظوظ مشغول، دو نو عالم کو
گیا بھول۔ یہاں خدا چہ ہے خدائی نیں، یہاں کچھ جدائی نیں۔
یو عاشق خدا چہ کوں منگتا خدا کہئے باج، خدا تے کچھ نیں رہیا
اس منی یو خدا باج۔ سب تے بے طمع، اس کا خاطر ہمیشہ جمع۔
بے طلب جو کچھ آتا سو لیتا، طلب میں خدا کوں بھی تصدیع نیں
دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پروا ایسے ہیں سکتے، ہزار منت سوں
دے بھی کچھ نہیں لیتے۔ انو نے اپس کوں دیے ہیں، ہور خدا چہ
کوں لیے ہیں۔ خدا چہ انوں کوں بس، انو کوں بھی ہور ہے گا
نیں ہوس۔ بعضیاں کوں زوراں سوں دیے، تو ضرور کوں
دھندا قبول کیے۔ نیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں
پڑنا درد سر ہے، کس عاشق کوں یو طمع بنا کون عاشق اس
کام پر ہے۔ یہاں کیا کوے کوئی بات، حکم حاکم مرگ مفاجا۔
کوئی کچھ کہیا کوئی کچھ کہیا، ولے یو اپس میں اپنے رہیا۔ نہ ابتدا
کی خبر دھرے، نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کہتے ہیں کہ بعضے خدا کے
یو سرمست دوستاں، خدا پرست دوستاں، ایسے ہیں کہ حضرت
بھی انو کوں دیکھنے کا آرزو کریں گے، ملاقات کا شوق دھریں گے۔
جونکہ کہتے ہیں کہ ایک دیں حضرت کہے کہ الٰہی مجھے تیرے دوستاں
کوں دکھلا فرمان ہوا کہ فلانی جاگا ایک گمٹ ہے اُس گمٹ میں
جا۔ حضرت تمام اشتیاق سوں اس گمٹ کے نزدیک گئے۔ دستک

مارے انو کہے کون ہے، محمد میں محمد ہوں کر کہے۔ انو بولے اس ٹھاہ بات یوں نیں آتی، یہاں نیں سماتی۔ وہاں محمد کوں بھی یو بولیا خدا کہ اے محمد بول کہ سید القوم خادم الفقرا۔ پھر کر انو دونچہ کیے صدا پچھیں انو اس گھٹ کا دروازہ کھولے، ملے، جو کچھ باتاں یو بولنے کیاں تھیاں انپس میں اپنے یو ملے۔ مرتضیٰ جنوں کے کہے میں رسول ہور خدا، انو فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑیا میرا بات سب کے اوپر در ہوا، جو فقر سوں جھگڑنے گیا تو فقر مجہ پہ در ہوا۔ محمد فرمائے ہیں کہ الفقر فخری، فقر کوں اس تے کیا بڑائی اچھے گی بھی۔ یعنی فقر میری بڑائی مجھے خدا تے آئی ہے یو بڑائی خدا کوں بھائی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر، ایسے کا ماں میں لیکا[1] کون ہو سکتا ماہر۔ وصال ہوا تو بھی کیا عاشق کوں قرار اچھتا ہے، عاشق آسودہ ہو کر کیا اپنے ٹھار اچھتا ہے۔ اچاٹ ہر گز نیں جاتا، تملاٹ ہر گز نیں جاتا۔ وصال کی خوشی میں انجھو کا جنس آتا ہے، یو غم دل میں تے انکھیاں کی باٹ پانی ہو نکل جاتا ہے۔ عیش آکر چکیا، غم انکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہور غم، یو دونو نقیض باہم۔ یو دونو دعوے دار، مل کر کیوں رہیں گے ایک ٹھار۔ جیں کے ہات میں جو سنپڑیا دو اُسے جالتا، ایک نہ رہا تو دوسرے کوں دل میں تے بھار گھالتا۔ جیوں خوشی آتی تیوں غم بی آتا، غم کا سہل ہے خوشی آئی تو دل کیوں ہوت بھاتا۔ دل کا دشمن غم، دل کوں خوشی تو ہووے جو غم

---

[1] دونوں نسخوں میں یو نہیں لکھا ہے۔ میرے قیاس میں کاٹک ہونا چاہیئے، جسکے معنے مشکل کے ہیں۔

ہووے کم، ایک غم سو نیش ہوتا ہے، غم تے سینہ ریش ہوتا ہے۔ غم تے عقل درہم ہوتی درہم کیا بلک کم ہوتی۔ غم لہو کوں پانی کرتا ہے، غم دل بھرتا ہے۔ خوشی اجالا غم اندھارا، کیا کرے یہاں آدمی بچارا۔ غم ظلمات، خوشی آب حیات، غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریا ہے جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدا دیوے۔ یو اپنا اپنا حصہ، بارے پھر کر آیا دیہچہ قصہ۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوے، وصال کا جلیا بچارا کدھر جاوے۔ جو کچھ حلق میں رہ گیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، جو پانچ حلق میں رہ گیا اسے کوئی کاہے سوں اتارے۔ فراق کے جلنے کوں سب کوئی جانتا، وصال میں کے جلنے کوں کون پچھانتا۔

پانی میں کی جو آگ سکتے سو وصال ہے
اس آگ میانے جلنے کوں کس کا مجال ہے

اپچہ سب عشق کی صورت ہووے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے، اس حال کوں کیا جانتے فراق کے جلے لیے۔ جو عشق ہوا تمام، تو اپس سوں لگیا اپنا کام۔ بارے جو کوئی معشوق جو سا ہے کچھ نام دھرتی، عاشق کوں رکھا لے کر مہر بچہ سوں ہلاک کرتی۔

القصہ دل کہیا میں عاشق ہوں اگر روتا ہوں تو سہتا ہے، توں معشوق تجھ کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وظیفہ مقام توں معشوق تجھ غم سوں کیا کام۔ معشوق شیوہ ہیں عاشق سلوتا معشوق کا کام ہنسنا عاشق کا کام رونا۔ معشوق کا شیوہ ناز، معشوق بے پروا بے نیاز۔ معشوق درس عاشق

دوسنی، عاشق محتاج معشوق غنی، جوں آزاد ہور اسیر جوں
پادشاہ ہور فقیر۔ اے گلرو، اے خوش خو، اے خوشبو، اے
مہ چہر، معشوق میں نئیں دیکھتا ایتا مہر۔ حسن دھن من
موھن جگ جیون بولی کہ سن اے دل، یو بات سمجھنا ہے بہت
مشکل۔ میں جانتی ہوں کس پانی سوں خمیر ہوئی عاشق کی
خاک کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دونوں جاگے ہے ہلاک
نہ یہاں آرام نہ وہاں آرام، جس پو یو قصہ گذریا اُسیچہ
یو فام۔ جل بھسم ہوکر بارے پر اُڑے، تو عاشق ہوے،
عاشقاں کی مجلس میں چڑے۔ ایس کوں کہونا تو عشق میں
کچھ ہونا۔ جو لگن آپس میں اپنے باقی ہے، تو لگن اس میں
اس کی مشتاقی ہے، عشق کے شہر میں پیرت کے نگر میں معشوق
وہیچہ جو عاشق کوں پیار کرے، عاشق پر اُپکار کرے۔ عاشق
کے دل کوں گلزار کرے، نہ کہ بے زار کرے خوار کرے۔ ان تے
چھڑا دے جیو پر لیا دے، جلا دے تلملا دے، ایسی معشوق سہل
ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے۔ انو کوں کوڑ معشوقاں کہتے
ہیں، انو کوں ہوڑ معشوقاں کہتے ہیں۔ سنگ دلاں بے خبر، کسی کا
درد نہیں ہوتا اثر بے درد بے کڑ پتھر۔ اگر عاشق مرتا اچھے گا بی
ہنستیاں کھڑیاں رہنگیاں تک مہرسوں کی مرتا کرتا کہینگیاں۔ اتنے
چو بی کیا چپ رہتیا ہیں، موا تو بلا گئی کتیاں ہیں۔ بھی کتیاں ہیں
موا کی عاشق ہوا ہے چارہ عاشق بھولا کچھ دل میں نہیں لاتا، ستی
ہوکر آگ میں پڑ چپ اپنیں جلاتا۔ دل لگایا سو توڑ کے نیں جاتا،

بھی ہور اکیس سوں جوڑنے نیں جانتا۔ توڑنے جاتا تو ٹٹتا نیں، چھڑا لیتا تو چھٹتا نیں۔ دل ہیں عشق بسلگیا، حاشیتی بے چارہ ہلگیا۔ معشوقاں میں لئی نازاں لئی چھنداں ہیں لئی بہانے، پیچھے رہتے رہتے کوئی معشوق عاشق پہ مہرواں ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپنے عشق کی اچھے گی اتی گرمی، وہاں جیسی بھی سختی ہوئے آخر کچھ تو پیدا ہوئے گی نرمی۔ عشق کا سواد ہے اُسی ٹھار، جاں دو طرف تے اُبلتا پیار۔

القصہ میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہت مشتاق تھی۔ سو مراد بر آیا، یہاں خدا ملایا۔ عاشق تھی تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تجھے دیکھنے آئی تھی۔ عشق کا دکھہ سہا نئیں گیا، جیتا رھوں گی کہی تو بی رھیا نئیں گیا۔ میں عشق تجھہ سوں لائی ھوں، جیو پر اُتھہ کر آئی ھوں۔ ایتال رضا دے جاتی ھوں، وصال کی جاگا خاطر لیاتی ھوں، یا تجھے بلا بھیجتی ھوں یا میں اپنے تجھے بلانے آتی ھوں۔ میں کہی سو تحقیق جان، دل میں اپنے برابر مان۔ خلق کے موں میں آکر بڑی بات، اسمان ٹوٹیا تو کون دیتا ہات، سمدور کوں کیوں باندنا پال، آفتاب کوں کیوں رکھنا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا پچھیں جوت کوں کہاں لے جانا، بن میں پھول کھلا پچھیں باس کوں کیوں چھپانا۔ موں میں تے بول نکلیا پچھیں سو کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان تے چھوٹیا سو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔ تھال بھویں پہ پڑیا آواز کوں کیوں پکڑنا

خلق خدا کا کہے خفا کرنا۔ کس سوں جھگڑنا، لوگاں تے ڈرنا ضرور
ہے کیا کرنا۔ عشق میں بچنہ اچھنا خامی خوب نیں، سچ سوں کام
کرنا بدنامی خوب لیں۔ یو عشق کا جتب ہے پردے میں نا ندنا
ہیڑا کھائے تو ہڈ کیا گلے میں باندنا۔ جو کوئی عشق میں آیا ہے، اپنا
گڑ چھپا کھایا ہے۔ میٹھائی چھپانے میں ہے نہ بدنام ہو کر پچھتانے
میں ہے۔ دل کہیا اے نار، اوتار شیریں گفتار، ہنس مکھ
کبک رفتار، خورشید دیدار عاشقاں کی انکھیاں کا سنگھار
چتر چوسار۔ توں ایسی ہے جو کوئی تجھ سے برا مانے، تیری
بات کوں جھوٹ کر جانے۔ جاں دونو کا دلچہ ہوا صاف،
پچھیں واں کیا ہے خلاف۔ کہیا بسم اللہ عہد ہمراہ۔
جانا بیگ پھر کو آنا۔ حسن پری غمزاں بھری اوتار استری
نے خیال ہور نظر ہور تبسم کوں دل کے دکھ کر وصال
کے چھجے پر چڑی سو را دیں دھانچہ تھی تا نما شام پڑی۔ فرد:

بھین پر کی چندنی یو بن پر کی یو پری ہے
دل سیتی مل کہ دل سوں کیا کیا ادا کری ہے

جوں سعدی کہتا ہے کہ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در
غربال، عشق بہت بے تاب عاشق کا عجب کچھ اچھتا ہے
حال۔ عاشق بے آرام بے طاقت، عاشق کوں صبوری سوں
کیا نسبت۔ دو چھند بھری، اس ٹھار ایک ادا کری۔ وفا ہور
ناز اس چھجے پر عشق کی مجلس سنواری، دل ہور نظر ہور

لے دونوں مصرعوں میں یہ لفظ اسی طرح لکھا ہے

خیال هور تبسم اس باغ میں پانی کے چشمے پو صحبت رکھتے تھے بارے۔ حسن دھن می موھن جگ جیون جن کوں بہت مشکل لگی دوری، دل میں کچھ نہیں اوری صبوری، کیا کروں کہی ہات چوری، بے طاقت ہوئی پوری۔ اپنا دل کھولی، وفا کوں بلاکر بولی۔ کہ اتال خیال هور نظر هور تبسم کوں بول کہ دل کا دل هات لیو، سب مل اُسے دارئے بے هوشی دیو۔

دل بے خبر هوا ہے دل نے خبر سٹیا
عاشق هوکر اپس کوں کہو کا کہو سٹیا

هور زلف کوں کہو کہ دل کوں اس چھپے پریوں لے کو آکہ دل بی ناجانے، نہ اپس کوں سمجھے نہ دسرے کوں پچھانے۔ خیال هور نظر هور تبسم هور وفا دل کوں مارو بے هوشی دیے، بے خبر بے سدا کیے۔ زلف دل کوں کلمت هوکو اس چھپے پریوں کھنچ لیائی کہ دل کی ارواح کوں خبر نہیں آئی۔ دل کہ دل میں کہ میں بیچھہ میں هوں، اس گلشنیچہ میں هوں۔ حسن دھن جگ جیون میں موھن، دل پادشاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ کے گلے لگ، جوبن سوں تلا پگ۔ مکھ چومی، اپنے سینے پر اُس کا هات دھری، آہ مار اوساس بھری، ٹک هنسی ٹک روئی آپس میں آپ کچھ باتاں کری۔ فرد:۔

تماشا هے عجب کچھ آج اس ٹھار کہ عاشق مست هور معشوق هشیار

لہ ہیچ۔

کہی اے دل میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجھ پر بھی
گئی نئی محنت گذری میرے بدل۔ تیری یاری پر میں واری
تیری اختیاری پر میں واری۔ جیسے مرد کہتے سو تو نچہ ہے،
عاشق صاحب دل کہتے سو تو نچہ ہے۔ یو نوا ملنا، یکایک
پھول ہوکر کیوں کھلنا۔ موں دیکھتے شرم آتی، یکایک کیوں
بات بولی جاتی۔ اس نے دل کوں بے خبر کری کہ دل سوں کچھ
حظ پاوے، ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے۔
پاکی سوں ہمدست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کو دیکھ مست
ٹھوتی تھی۔ وہ چتر پری، ایسی کچھ فکر کری، دل بے خبر
متوالا، حسن کرتی کچھ ہات بازی کچھ اوپر کا چالا۔ ہور
خام نہ تھا، زیاستی کچھ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبلا
کرتا ہے، نظر کا سواد بی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں
تن ملاتا، جاں پاک عشق ہے واں نظر سوں بی کچھ کیا
جاتا۔ جوں بھنور پھول کا دس لیتا، بن میں لطافت سے دل
کا ہوس لیتا۔ محبوب مقبول جوں نازک پھول، اُسے دگڑ مال
نہ کرے تو بہت خوب، بہت پاک عشق میں سواد ہے
کام گھال نہ کرے تو بہت خوب۔ شوق زیاست ہوتا ہے
تلتل، دایم تازہ اچھتا ہے دل۔ دل بھگتا نہیں، ایک
جاگا لگیا تو بھی دسری جاگا لگتا نہیں۔ عشق زود پکڑتا ہے
عشق کا کام رونق کچھ ہور پکڑتا ہے۔ جس شوق تے شوق

لہ

وو شوق گیا پچھے ویسا شوق بھی کاتے لیانا، بھی اس شوق کوں
یاد کرکر کیا خاطر پچھاتا۔ غرض جتنا سکھا اُتنا رکھنا، اس فکر میں
اچھنا جو اپس کوں عشق کی مستی بہت چڑھے، یو خطرا (قطرا) وجود
میں تے کم بہار پڑے۔ یو تخم انسان، اس تخم میں لئی لئی تماشے
ہیں جانی پچھان۔ اس خطرے (قطرے) کے زور سوں کھولنا ہے
انکھیاں کی باٹ، اس خطرے (قطرے) کے زور سوں چڑنا ہے
گھاٹ۔ یو خطرا (قطرا) تیرے وجود کا قوت، اس خطرے (قطرے)
میں ہر محبت مروت۔ اس خطرے (قطرے) کے زور سوں توں
زور پکڑتا ہے، اول نہ کچھ تھا اتیال عالم کچھ ہور پکڑتا ہے۔ یو
تن کا وصال نہیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال پر آ کھڑے
رہنا کس کا مجال ہے۔ دل سوں دل ملاتا نظر سوں عجوب کی نظر
میں جانا، یو شعار اپس کوں دیکھنے کا ہے، اس شعار اپس کوں اپی
پانا۔ نئیں تو بی دل بہلنا، کام یو ہے جو نظر کھلنا۔ ایو معرفت
نفسہ فقط عرف دیہ کا مقام ہے، یو کیا ہر کسی کا کام ہے یعنی
جو کوئی اپس کوں جانیا، اپنے خدا کوں پچھانیا۔ مبادا کوئی جانے کہ یو
کچھ نوا آج ہوا ہے، اس شعار حضرت کوں معراج ہوا ہے۔ غرض
عاشق کوں یو خیال ہونا، خدا دے تو یوں وصال ہونا۔ یو بہت
نازک باٹ ہے، یو بہت مشکل گھاٹ ہے۔ جیتے کہتے ہیں دلے
جانے کن کو حضرت کہتے ہیں کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد
یعنی میں خدا کوں دیکھیا قبول صورت آدم کی صورت میں، اس من
موہن صورت میں۔ دیکھنا دکھانا ہے سو انکھیا کچہ میں ہے، جو کچھ

دھنڈنا پانا ہے سو انکھیا نچہ میں ہے۔ جبھ انکھیاں ہیں سو انکھیاں
کوں جانے گا، جبھ انکھیا ہیں سو انکھیا میں کیا ہے سو پچھانے گا۔
فارسی میں کتا ہے کہ در دیدہ دوست، با دیدہ خود او ست۔
یو دکھلاتا کوں دکھلاتا، اس دیدے کا بھید کون پاتا۔ جو کوئی دیدے
کوں دیکھیا سو دیدہ ہوا، حق رسیدہ ہوا، کام اس کا سیدھا
ہوا۔ علی ولی جنوں کی بات تحقیق کھری صرہ، انو کہتے ہیں کہ لم اعبد
ربا لم ادہ۔ یعنی اگر خدا کوں اُن نے نا دیکھتا تو اس کی عبادت
نا کرتا، یو مشقت یو ریاضت نا کرتا۔ نہ کچھ شک دل میں دھرتا
ہوں، کہتے ہیں خدا کوں دیکھ کر خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں
محمدؐ ہور علیؓ کیاں انکھیاں ہوئیں تو خدا کوں دیکھیا جاوے، ویسے ولی
کیاں انکھیاں ہوئیں تو خدا کوں دیکھیا جاوے۔ عاشقاں واصلاں کی
انکھیاں ہوئیں تو خدا کوں دیکھیا جاوے۔ اس بات کوں یو بھی ایک
حدیث ہے پچھان کہ عرفان مرات الانسان یعنی انسان آرسی ہے انسان کی،
واسطے کوں اپنے دیکھنے کے گیان کی۔ اگر کیسے کچھ خبر ہے تو یہاں آرسی اشارت انکھ پر ہے۔
انکھیاں میں کی بات کھلنا، تو کیں عاشق ہونا، تو کیں بھلنا۔ دیدیاں کی بات سر پانو
لگ سب جیو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، تو اپس کوں دیکھنا، تو معشوق
کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دیں ہونا تو ایمان کوں دیکھنا۔ دلے یو
عالم ایک عالم ہے، کہ اس عالم میں دو عالم دس آتا ہے، یو عالم پیر و مرشد
بغیر کون کیسے دکھلاتا ہے۔ ظاہر کا عشق اگر کیسے اچھے، تو یوں
اچھنا کہ باطن میں بی اُسے دو دھیان اچھے، تا کھلنا اُس پر کھلے
تا مشکل اُس پر آسان اچھے۔ عشق حقیقی اچھو یا مجازی، عشق

بازاں نے یو پنچ کھیلیے عشق بازی۔ سعی کرنا کہ اپنے اس بات میں ماہر ہوے، یو چھپا ہے سو اپس پر ظاہر ہوے۔ عاشقاں جو دنیا میں جیے ہیں، بہت کر انو یو پہ دھندا کیے ہیں۔ یو اپس کوں جاننے کی بات ہے، یو خدا کوں پچھاننے کی بات ہے۔ حدیث قدسی ہے، الانسان عین بدسی ہے جان۔ کنت کنزًا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکے مجھ پہ پیار آیا تو میں آدم کوں پیدا کیا کہ مجھے سکھے مجھے پہچانے، مجھے پاوے، میرے ادھر آوے، میری قدرت کوں دیکھے مجھے جانے۔ عشق مجازی، عجب تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی انپڑیا کمال تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال۔ اگر توں عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تے حقیقت پر آنا ہے۔ واصلاں کی ہے یو مست کہ حدیث ہے المجاز قنطرۃ الحقیقت۔ یعنی حقیقت کی سیڑی ہے مجاز، سیڑی پر جاویں گے تو پاویں گے حقیقت کا راز۔ ظاہر تے باطن کوں جانا، ظاہر تے باطن کوں پانا۔ کیا واسطے کہ جاں بات کا مایا ہے وہاں یوں آیا ہے۔ کہ من کان فی ھذا اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ یعنی جو کوئی یہاں اندھلا ہے سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات ہیں ایدھر اودھر کی بات نہیں۔ جہاں لگن گوالیر کے ہیں لگنی، انو تے بی یو بات گئی ہے سنی۔ دوہرہ:

جن کوں درسن ات ہے تن کوں درشن اُت
جن کوں درسن ات نہیں تن کوں ات نہ اُت

عاشق نے کوشش کرنا کہ کہیں عشق کی آگ خوب سلگے، ظاہر دل کسی کے پھاندے میں خوب ہلگے۔ پچھیں اپنی ہمت اپنا فام، اپنی

اپنی طلب اپنا اپنا کام۔ خدا نے لئی کچھ کریا ہے، خدا کے عالم میں سب کچھ بھریا ہے سو کا ہے ہریا ہے جدھر دیکھیں ادھر دریا ہے۔ اس میں تے اول عاشق کوں فرض ہے کہ غواص ہو کر یو بلے بھا گوہر چننا، خدا کوں بہت یاد کرنا، محبان کوں بہت دیکھنا خوشی خوش کرنا، شراب پینا ہور راگ سننا۔ یہاں سب ہے، یہاں تماشا عجب ہے۔ یو خلاصہ ہے، یو سب تے خاصہ ہے۔ عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ہے، نہ باقی حکایتاں سوں ہے۔ فارسی میں کتا ہے کہ تا توانی طالب فعل بد مباش، بہر حالے کہ نشینی با خدا باش۔ ترجمہ اس فکر میں اچھنا کہ روز بروز خدا کی محبت زیادت ہوئے، ہر دو جہاں میں کام اپنا راست ہوئے۔ ہور حدیث بھی یوں ہے کہ عزت دنیا بالمال، و عزت الآخرۃ بالاعمال۔ یعنی دنیا کی عزت مال سوں ہے، ہور آخرت کی عزت اعمال سوں ہے۔ مال تے اعمال پیدا کر لیتا ہے، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے توں وہاں کی خاطر اعمال پیدا کر لیتا ہے۔ مفلسی کسے تیں بھاتی، نہ یہاں کام آتی نہ وہاں کام آتی۔ دوست وہ جو بولے ہور دل سوزی کرے، مفلسی خدا دشمن کوں نہ روزی کرے۔ اگر جانتا ہے کہ جوں یہاں ہے توں وہاں بی کچھ ہے تو نیکی پر چت دھر، نیکی تو کو بسر۔ اگر جانتا ہے کہ پیچھے ہے بھی انگے کچھ نئیں تو خوشی بھا ہے سو کر، پیغمبراں نے تو یوں دیے ہیں خبر اگر کچھ سمجھیا ہے تو نیکی کر نیکی کر۔ باپ نہ چھڑائے گا نہ ماں چھڑائے گی جاں تاں بھی تیری نیکی تیرے انگے آئے گی۔ سب پھسلا کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے۔ جاں کچھ آپڑیا

تو بجے اینگ کریں گے۔ تمام غفلت میں تے اٹھے گا تیرا خواب
توں دے کر چھٹے گا تیرا جواب۔ جو کوئی خدا سوں محبت دھرتا ہے،
وو البتہ خوبیچہ کام کرتا ہے۔ جاں خدا کی محبت ہے وہاں سرفرازی
ہے، خدا کی محبت سوں خدا بی راضی ہے، خدا سوں محبت کری
ہارے کی دائم پیش بازی ہے۔ عشق مجازی نازی تے صورت،
عشق کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت۔ ایک پھول تے
اپنے باس کے ڈورے چھٹے، ایک بھاگ کوں اپنے بھاگ پھٹے۔
اول عشق سلامتی، دویم عشق ہلاکتی، سویم عشق سلامتی۔ اما عشق
سلامتی کے سو اپنا گھر نہ کسی کی دہشت نہ کسی کی دہشت، نہ کسی
کا دھاک نہ کسی کا ڈر، کھیچ ہیں کہ اپنا گھر خوشی بھاوے سو کرے۔
یہاں بادشاہاں کوں نہیں قدرت کچھ کہنے، بیٹھ تو بیٹھ کسی سنے
اگر کسی کوں گھر میں عشق لگ جاوے، بہت سکھ پاوے۔ بہت
آرام، اپنی نزدیک اپنا کام، دایم نظر تلیں محبوب، بہت خوب،
صفا پکڑے دل دیکھ دیکھ رہیے تل تل۔ دائم خوش حال، دائم
دھمال۔ فراق کا اندازا نیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت نیں
جو یہاں ہات بھاوے۔ گود میں مراد، جیونے کا پاوے سواد خدا
راضی رسول راضی، بہت سواد کی عشق بازی۔ دلے عشق کوں بہت
زور اچھنا کہ ایسی جاگا چمک لاوے ایسی لذت کے پھاندے
میں بھاوے، یہاں تپاوے یہاں ترساوے، سونے نہ دیوے،
دسرے سوں کچھ ہونے نہ دیوے، جیونا بھگے، ہور سوں دل نا لگے۔

نہ جا۔

محبت ضمان اچھے، اُسیچ پر دھیان اچھے۔ یو عشق بہت قادر
اس عشق پر کون ہو سکتا قادر۔ معشوق نزدیک اچھکر تپتا ترسنا
تھنا کام نہیں، انکھیاں تلیں دیدار ہور انجو یر سنا تھنا کام نظیں۔
یو عشق زوراں سوں کوئی نہیں بھایا، جیہ خدا دیا اُسے آیا۔
اتیاں عشق ہلاکتی، کسی کی بہو بیٹی، یو اپنے گھر میں تلملتا دو اپنے
گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے آس پاس، اُسے گھر میں جا چین نند ہور
ساس۔ اس کی صفتاں اس کا مرد سوتا، یو سورات دیس یاد کر کر
روتا۔ اُسے دھیتر قرار نہ بھار، چھپے چوری سوں کہ صبر مدھیں
ہوتا دیدار۔ یو عاشق دیوانہ ہچہ بے نام، بہت میٹھا لگیا چوری
کا کام۔ حلال تے دل کچوتا، حرام بہت سواد لیاتا۔ آدمی دو خصلت
منا کیے سو کام بہت سواد لگتا۔ منا کیے سو کام انسان کوں بہت بھایا
ہے، کہ الانسان حریص علیٰ ما منع یوں حدیث بھی آیا ہے۔ اگر حرام
کوں منا نا کرتے تو عجب نہیں جو کوئی حرام نا کرتا، حرام کوں منا کرنے تے
حرام پر جاہل آدمی ایتا لذت پکڑ کر ضد دھرتا۔ اگر حلال کوں بی منع کرتے تو حلال
بی بہت بھاتا۔ حرام کوں سب سٹ دیتے حلالیچہ خوش آتا آدمی
کا طرفہ طبیعت ہے منا کیے تو جانو کرو کر فرمائے، یقین کرنا سو آئے
ستمی فعل بد پہ لیاوے۔ منع کرنا بی یک دکدا ہوا ہے، آدمی بہت
بری بلا ہے، آدمی تے حد ہوا ہے۔ حکر زناں کوں بھاتا میانے
میاں منگ منگ بھیجا آنے کھاے سو جھوٹے پان۔ اُس کی خوی لگی
سو منگ کی چولی، آنے خوشبوئی لائی سو خوشبوئی ان نے کھائی سو
گوئی۔ بڈھیاں لیاتیاں ادھر اُدھر کیاں حکایتاں، بہت سواد کیاں

ہوتیاں باتاں۔ عشق دانشا سخت، کاندان کو دنیکا آتا وقت۔
عشق اکھڑیا اس ٹھار اتال جیو جانے کوں کیا بار، ایساں باتاں
سن سن، گھر گھر ہوتی گھن پن۔ چاروں طرف ہوتا غل، لوگاں کوں
اوٹے پیٹ ہیں سل۔ دنیا ہے ہر ایک کوئی انکیں سوں جیو لاتا،
یو بوگاں چپکے پکارتے، اس لوگاں کا کیا جاتا، یو غوغا کیے تو انو
کے بات ہیں کیا آتا۔ انو کے سینے پھٹتے انو کی شرم انکیں کے کھانے
اٹھتے۔ ہیں سنے سو لوگاں کوں سناتے، کو پنچے کو پنچے دھڈورا
پھراتے۔ جانو اپنے ایسے کاماں کیچھ نہیں، اپنے کھے دل دیچھ لیں۔
اپنے فرشتے بے گناہ پاک، یو چہ بیچارہ گنہگار انو کرتے ہلاک۔ لوگاں
پر نقشاں چھے بغیر رہتے نہیں، اپنے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا
وہ کہتے نہیں۔ باتاں بہت بڑھیاں بہت محتشم باندے توشی کا
بڑا بھرم۔ اپنا درد جیسا ہے دسرے کا درد بی ویسا ہے۔ آدمی
محبت کوں سمجھا آدمی کے دلی میں عشق کا جوش اچنا۔ آدمی خطا بخشنا، آدمی
عیب پوشی اچھنا۔ خدا ستار العیوب ہے خدا غفار الذنوب ہے۔ جھے خدا
دیوے اسیچ اس بات کی سکت ہے، عیب پوشی خدا کی صفت ہے۔ اپنا عیب
چھپاتے دسریاں کا عیب بھار بھاتے۔ اس کے دل میں ٹوٹیا عشق کا کانٹا انوں
کرتے لوگاں میں سنیں سنس کرتا نٹا۔ فراق کوں یہاں بہت نند چوں جوں
بدنام ہوتا جوں توں محبت ہوتا ہور۔ غم کا بازار گرم، خوشی
کا کیا بھرم، کام جیو پر آیا۔ اتال کاں کی شرم، یو پنچ
کرتے کرتے جیو پر آتا بکا دے وقت جیو جانا۔ تال عشق ملامتی
کلاونتی بازاری یہاں تو پھر تیچہ خواری، بھوتچہ وشواری۔ دایم

بدنام وایم رسوائی، یو عشق بازی کس سے ہو آئی۔ دائم قباحت
دائم فضیحتے، جیتے کھینگے تیتے۔ دائم رشکانتے ہلاک دائم جیل آتے۔
ایک جائے سوں جیو نیں لاتے، سو جیاں کنے جاتے۔ ایک گھر
میں تو چار بھار، یو بھی عجب تماشے کا ہے ٹھار۔ طبیعت بہت
نازک بہت نرم، دو بے حیائی ہور یو شرم۔ جب سکے سگے انکیچہ
ہوں کر دکھلاتے، ہزار جنس سوں جیو لاتے۔ ناز شرم یوں کرتے
قاش اصیلاں بچھیاں کیا قماش۔ جانو ایک تے دوسرے کی چھاتو
نہیں پڑی، ایسے گڑتے ایسی شرم کی ایسی بڑی۔ گھنگٹ میں تے
ہوں بھار انیں کاڑتے، بازار میں کڑے اچھے پردے پھاڑتے
پھک پھک لوگاں کوں بلاتے۔ انیں کوں دکھلا کر انیں سکے
جاتے۔ اُس جاگا کیوں جیو لاتا، یو کچھ بھانا، یو نامعقولی دیکھیا
کیوں جانا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، دلے بھوپچہ ہے بے شرمی۔
ہزاراں کے، سکیتے یاراں کے، ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں
سوں کیا دھنڈنا وفاداری۔ یو بیٹھیاں ہیں پیکے ملانے، انو محبت
کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انو کوں کیا کام۔
یو سواد بازاری، مبالغہ ایک رات کی یاری۔ کیسے کیاں دشمن،
گھر کے لوگاں کے جیسے کیاں دشمن۔ ایسیاں کوں کیوں پیانا،
ایسیاں کوں کیوں دینا من، انکیں پاس من انکیں پاس تن۔ ایسیاں
کی کیا آس جیو لاکر پھسلاتیاں، محض پیکیا پنچہ خاطر آتیاں۔ جو لگن
کچھ اچھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھڑی کچھ نیں تو نکل جاتیاں۔
جانو کدھیں آپچہ ہوتے، جانو آشنا پچہ نہ تھے۔ کھانے میں تے

اوڑیا لوں، اتاں تمیں کوں ہمیں کوں۔ یہاں جت بکو مرغول،
یہاں جو آیا سو ہدا ڈانواں ڈول۔ غرض ایسی چھالا لال کے بسے
چالے، ایسی چھنالا لاں سلے خدا سنبھالے۔ یو بسے چیٹ، یہاں
کوں کر سکتا دل کوں گھٹ۔ جیتا نیم دھرم ہوے کا اگر پھر
اچھے گا تو یہاں نرم ہوئے گا۔ جو کوئی اچھتا ہے عشق کے رنگ،
وہی سمجھتا ہے اس عشق کے رنگ۔

القصہ دو حور جیسی حسن پری، وو دیس دل کو بے ہوش
کر اس وصال کے چبچے پر لیا کر حفظ کوی۔ دل کوں بے خبر
کر بے ہوش کر مہاڑی پر لیاوے لے جاوے، کہے نا دیکھے
کہے نا سناوے۔ چوری کا کام، کہے نہیں ہونے دے نام۔
ویسے میں اس وقت رقیب بے نصیب، گہرا وہ سیاہ
کی ایک بیٹی تھی اس کا نام غیر، سب سوں اس کا بیر عجب
ظاہری راضی سوں رہتی تھی، حسن کن بو دغابازی سوں
رہتی تھی جان جاوے دو میں جھگڑے لگاوے، ملیاں
کوں بچڑاوے، جھوٹیاں باتاں کہی، کیکامتی، لوتری چاڑی
خور، دل میں کچھ ہور، موں میں کچھ ہور۔ زبان دراز،
سب اس سوں واز۔ حسن دھن من موھی جگ جیون من
ھرن کنے رکھتی تھی بھید اپنا کہے نہیں کہتی تھی۔ حسن نامی
دل کا اوھار چترچوسار، تو بچہ سمجھی کہ یو نامعقول بے وو
مردار نابکار شرم نہیں دھرتی، یکس کی اگے یکس
کی بات کرتی۔ فرد :-

جسے حیا نہیں کچھ اس تے بہت ڈر نا ہے
فکر اپس کی حیا کی بی کچھ سو کر تا ہے

کلا کیتاں لاتی، فتوے اچاتی۔ موں کی بہت ہلکی بہت شوخ نڈر، اپنیچہ شرم نیں دھرتی سو کس کی شرم کی ہے کیا خبر۔ بے ایماں، بدکار بدگمان بے اعتبار کی اعتبادی نیں، بات کس کی دل میں چھپا نہادی نیں، اسے جانتی تی، خوب پہچانتی تی۔ جو جس دھن می موں باغ میں جاوے، اس ناپاک کوں سنگات نا لیاوے۔ جو کچھ دل سوں ملنے کی فکر کرے اس حرام خور تے بہت ڈرے۔ غیر نے سمجھ کہ جس دھن می موں اپس سوں کپٹ پکڑی ہے، اپس سوں ہٹ پکڑی ہے۔ یہاں تو کچھ پیار نیں، اتال کچھ بھلی بار نیں۔ بیت۔

بود غبا باز تی وہ تی سادی ساوی تی اس تے بو دغا آدی

جد مر گئی جی یکیلی جاتی، منجھے سنگات نیں لے جاتی، میں اسے نیں بھاتی۔ غیر کی غیرت اُٹھ کھڑی، غیر جس کے دبال پڑی کہ دیکھوں یو مجتی اپس کوں چھپاتی ہے، یکیلی کو مر جاتی ہے۔ یو نچہ کرتے کرتے ایک رات، اس باغ میں جس دھن می موں سنگات، دل سوں ملنے جاتی تی، یو نا برخوردار بی اس کے سنگات چوری سوں لگ پچھیں آتی تی۔ بیت۔

شیطاں اگر کہے لگے تو کوئی بی چھڑائے
آدی کسی کے پے میں پڑے تو جیو بچ جائے

شیطاں کوں موٹی کھل اتنی پٹی دے تو جاتا ہے آدمی برائی
پر آتا تو کلیجہ کھاتا ہے۔ شیطان کا فکر سہل ہے شیطان کا فکر کیا
کرتا، برا آدمی برا برے آدمی تے ڈرتا۔ شیطان شیطان کی صورت
سوں اپس کوں دکھلاتا اس کا علاج کیا جاتا۔ برا آدمی بڑا شیطان
فرشتے کا لباس لے آتا، بھلا آدمی بچارا کیا جانتا دغا کھاتا۔ بھلا جانتا
کہ یو بھلا چہ ہے، سچیں مچیں یو فرشتا چہ ہے آدمی بچارا کیا پچھانے،
غیب کی بات خدا چہ جانے۔ غیب کا عالم کسے دکھلایا رد، وعندہ
مفاتیح الغیب لا یعلمھا الاھو۔ یعنی غیب کے کیلیاں غیب
کے صاحب پاس غیب کے صاحب کوں معلوم، غیب کے صاحب
نے جسے معلوم کیا اُسے معلوم ہوے یو غیب کے علوم۔ منجماں کوں
بھی بولے ہیں حضرت جنو کا ول کعبہ، یکذبون المنجمون و رب الکعبہ
یعنی غیب کے پردے انو کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے
بھید بولتے انو کا بول پکڑیا ہے، مکان سچ ہور جھوٹ کے میانے
میان۔ جتا بولیں گے انو چہ سچ انو کا بول نہ جھوٹ نہ سچ۔ آدمی
عاجز ہوکر کا کلوت تے پوچھنے جاتا، انو کا بول کدھیں ہو آتا کدھیں
نیں ہو آتا۔ ہات میں رسالے لیے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جاگا
کیے ہیں۔ بادشہ حسن نار، چترچو سار، جوں طیم جانی تھی
دو بچہ جا کر اس چبچے پوچڑی، یو بی اس چبچے پوجا کر ایک
کونے میں ماری دڑی۔ حسن ہور دل کے چالے سب خاطر
لیاؤ، انو دونو کا بھید پاؤ۔ ہور کہیں حسن جو مجھ سے دور

---

۱ تھی

تھی ہور ایتا کرتے تھی سو یو تھا کام، میں تو کہی فام۔ غیر کوں بی انو دونو کا چالا دیکھ کر عشق حائل ہوا، غیر کا بی دل دل پر مائل ہوا۔ غیر کوں بی دل کا عشق داٹ پکڑیا بہت آچاٹ پکڑیا۔ دل میں بد نیت دھری، اپس میں اپی یوں تکر کری۔ بیت :-

دل کوں یوں دیکھ دل کوں بلائی
حسن کے دل میں شک نیں لائی

اں کم ذات نے اپنی ذات دکھلائی، آخر اپنی ذات پر آئی۔ کہ حسن کی چوری سوں اس مہاڑی پر چڑھنا، ہور دل کے وصال کی لذت کوں انچڑیا۔ میں بی حسن تے حسن میں خوب ہوں دلبر یا ہوں محبوب ہوں۔ میں بی چلبلانے جانتی ہوں میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں۔ کیا منج میں ناز ہور غمزہ نہیں، کیا منج میں شیوا ہور عشوا نہیں۔ میں اہوں بی پھول کا چمی انکھیاں جوں لالے ہیں، منج میں بی بالیں بال چھند ہور چالے ہیں۔ اگر خوبی کا دعویٰ دھروں گی تو ہور پری سوں بات کروں گی۔ میں بی آرسی میں آپس کوں دیکھتی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں آپس کی خوبی کو پہچانتی ہوں۔ حسن جاگا پر میرا نام ہے، وہاں دل بھلانا کیتا کام ہے۔ فرد :-

دل سوں باندھی تھی جیو کی ڈوری
آکہ خالی دتت کری چوری

یو مشلہ معلوم ہوا آج خالی گھر میں کتیاں کا ناچ

بارے یک رات حسن دھن ہی موھن جگ جیون مشہو مینچہ تھی جس کا منہیں ھوا آنا، وقت خانی دیکھی اس حرام خور کوں یو چہ ھوا بھانا۔ دل سوں ملنے خاطر بہت تڑپھڑی اس باغ میں اس وصال کے چھجے پر چڑھی ھی ٹونا بہت جانتی تھی۔ دھان حسن کی صورت پکڑ کھڑی۔ خیال ھور نظر ھور تبسم کوں ھور وفا کوں جوں حسن فرماتی تھی دونچہ اپے بھی فرمائی، دارو سے بے ھوشی دل کوں دلائی پلائی، ھور زلف کوں بی حسن کے نمینچہ بول کے جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پر بلائی منگائی گلے لائی سمجھائی۔ فرد:۔

ایکہ اپتیاں کوں آ دغا دی ہے
کیا مفتن ہے کیا بلا کی ہے

یو بد اصل شیطان کی نسل حسن کے تخت پر دل سوں لٹ پٹ ھوئی، اس کا بی دل دل سوں لگیا دل پر عاشق نپٹ ھوئی۔ ویسے میں خیال جو سوتا تھا جاگیا دل دستا نہیں کدھر گیا ہے کر۔ دھنڈنے لاگیا۔

دل کی خاطر عجب دکھے دکھوال
غیر جو چوری کی تو جاگیا خیال

خیال کا مشکل ھوا حال۔ دھنڈتے دھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا تو مقصود اپنی پایا۔ دیکھتا ہے جو غیر دل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑھی ہے۔ یہاں یو نا محرم محرم ہے یہاں تو کچھ کا کچھ عالم ہے۔ خیال

فی الحال شہر دیدار کوں جاکر اس گلزار کوں جاکر جو کچھ دیکھیا
تما سو حسن نار کوں دل کے سنگھار کوں دیدیاں کے ادھار
کر خبر بولیا، معاملہ یوں سے کر بولیا۔ حسن یو بات سن حیران
پریشان سر گھومات ناکھانا نا پانی گڈوی ہوئی سب زندگانی
سکل کی بھڑکی اٹھی تن میں، آہاں مارنے لگی من میں۔ سوکن کی
جہل نعوذ باللہ جیو جاوے نکل۔ اس جہل کوں کون سنبھالے
تی میں رنگ روپ سب جالے۔ بیت :-

جان تے سوکن جو مرد کن آنی
جہل تو بختاں کی سو سے نہیں جانی

اگر مرد آگ میں پڑو کہے تو آگ میں بھی پڑنا بھاے، ولے سوکن
کی بھی سو سیا نہ جائے۔ سوکن اچھے جس ٹھار، اس مرد تے بی دل
بے زار۔ عورت شرم کوں جب مرد کنے آوے گی، جاں سوکن
میں نے آئی وہاں لذت کیا پاوے گی۔ جاں سوکن ہوتی، وہاں عورت
صورکوں بے زار ہو کر مرد کنے سوتی۔ نہ من کا سواد نہ تن کا سواد
سینہ جلتا دل میں تر پڑی، سیج میں آئی سے جاکر دوزخ میں پڑی۔
کیا جانے کیا گنہ کی تھی اول زمانے، جو یوں آکر پڑی اس عذاب
میانے۔ سوکن ناسوہے نا سونے دیوے، سوکن جیو پر اٹھے، سوکن
جو لیوے۔ سوکن تے محبت میں فتوا اٹھے، سوکن تے چڑیا دل تے۔
کن آئی دکھ سے سینہ پھٹیا، سوکن آئی محبت کا سواد اٹھیا۔ دایم
جگر تیاں جوں بلبلاں لڑتیاں۔ ادھرتے سالے اُدھرتے سالیاں،
یاروں طرف تے برستیاں گالیاں۔ کوئی کو اگری کوئی کو بائیں، گھر

ہے کھیلیتاں چاہئیں مائیں۔ یو گھر میں سکھ سوں نہیں سوتا، میانے میاں لوگاں کا ہنسا ہوتا۔ جو دیکھے تو کل کل عورت تے دیاسے ساس کی جھل۔ سالا دشمن سالی دشمن بجر کا اس بچارے کا من کھے کھے سجاوے کس کس کے تفادیاں تے بھار آوے۔ بٹیا، بیٹی اپنیاں ماواں خاطر جدا لڑتے یو جدا ٹلتے یو جدا چھڑتے۔ بے زار ہوتے باپ کے اسم سوں، یو بی دشمن ہو بیٹھتے ایک قسم سوں۔ دل سب ہوتا بھنگ سودی کتا ہے کہ۔ بیت :-

بلائے سفر یہ کہ در خانہ جنگ
بتی پائے رفتن بہ از کفش تنگ

سوکن کوں دیکھنے کا کھے تاب، جس گھر میں سوکن آئی دو گھر خراب۔ سوکن آدیکھی سیلج کی تقسیم دار یو جھل کوں سوے توبہ استغفار۔ جن نے آسودگی کوں دوسری عورت کیا، ان نے بتری اپنی کوں عذاب میں دیا۔ کیتی جاگا اپس کوں بانٹ بھاوے، یک دل دو جاگا کیوں لاوے۔ ایک سوں توڑتا، تو دوسرے سوں جوڑتا۔ جھل تے دو نو سینا چاک، یو بچارا میانے میان ہلاک۔ ایک دل بوے ہور کے ایک یار، ایک جیو کوں لگاوے گا دو ٹھار۔ ادھر یو لڑتی ادھر دو جھگڑتی۔ صبا اٹھ کر گھر میں کھاٹ، آسودگی بارا باٹ۔ آسودگی گئی آوے تو وقت پڑیا ہور انکیں حضور انکیں کے دیکھنے کا چور ضرور۔ کون انکیں کنے سوتا، دل دوسری پہ ہوتا۔ انکیں کوں کیا پیار، تو جانو دوسری کوں دیا زہار۔ انکیں کوں پان کھلایا، تو دوسری کوں جانو آگ لایا۔ انکیں کوں پھول پہنایا، تو دوسری کوں

جانو انگاریاں میں بھایا۔ ایکیں سوں بات کیا تو جانو دوسری کے
جیو پر گھات کیا۔ ایک نزدیک سوتی، تو دوسری روتی مرنے پر
راضی ہوتی، کلاتی تلاتی گیٹی سا کہیں نہیں سو جھگڑا کاڑتی،
دونو کی خوشی میں خوشی پاڑتی یعنی اپی جی مرتی، سوکن کیوں ہے
خوشی کرتی۔ سوکن نہ سوئے، نہ سونے دیوے، اپنا دعوا نا چھوڑے
اپنا بیر نیوے۔ یو بچارا نا ادھر کا نا ادھر کا کیا جانے کدھر کا۔ یو
ایکیں سوں محبت دھرتا، دوسری کیا کتے اچھ گی کر دل میں فکر
کرتا۔ دوسری کی فکر دل میں جڑی اتاں لذت کاں کی لذت میاسنے
دستے اڑی۔ یہاں کھاتا کھاتا تو وہاں پانی پیتا کدھیں یک چت نہیں
دائم دو بیتا۔ عشرت ختم ہوا، گھر جہنم ہوا۔ ایکیں کوں پوچھیا بچاریا
تو دوسری کوں جانو جیوں ماریا۔ عورت ایتا جیل دھرتی، اس وقت
جیو نہیں دیتی سوتی کرتی۔ سات دیں جگڑا کے بھاتا، گھر میں تے
نہاٹ جانے کا وقت آتا۔

القصہ جس دھن من موہن جگ جیوں اس غیر کے رشک
تے انچل بیگانی انکھیاں کے اشک تے جلتی تلتی کپڑے پھاڑتی
سنگار تن کا کاڑ لیتی، گالیاں دیتی، روتی حیران ہوتی۔ جوں کے
جہاں سوں، اس جاں سوں، جیف کھائی، وصال کے چھپے پر
آئی۔ غیر کوں دیکھی تخت پر مست، دل اس سوں ہم دست۔
موں سوں موں ملائے۔ سینے سوں سینہ لائے۔
سہ کھو دھی ہے، سو دھی ہے۔ جس نادر سنہ دی، بہت
نخرے بھری اوتار استری پکار اٹھی، آہ مارا ٹھی۔ کہ آہ یو کیا

ھوا، واہ یو کیا ھوا۔ ان چھنال نے مجھے جیوں ماری، ان چھنال نے اپنا دھند ساری۔ ان چھنال نے میرا گھر گھالی، ان چھنال نے مجھے دیس انتر دی۔ اُسے اور جاگا نا تھا جو یہاں خیال کری گرم اتنا تو بی میری آشنائی کا نہیں دکھی شرم۔ کچھ اُسے ملاحظہ نیں آیا، یو کام اُسے کیوں بھایا۔ اُسے ٹھار کئیں نہ تھی، کیا اپنے جنم میں کس سوں یاری کی نہ تھی۔ بھار بی خدا کا عالم ہے کیا کم ہے، ایسیچہ کا مان پر آئی تو پچھیں کیا غم ہے۔ اس کی چوری کی جاگا دیکھو اس کی حرام خوری کی جاگا دیکھو۔ دنیا تے ڈرنا، نزدیک کا آدمی یو کیا آتال کیا کرنا۔ آستین میں کی آگ گھر میں کا دشمن، آدمی کوں آدمی پتیاتا کیا جانے کوئی کس کے لکھن کیڈھنگ او لکھن، بدنیت بڑے آدمی کوں کیتا کرنا جتن۔ سنا کس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، آدمی بس دیکھے بغیر معلوم نیں ہوتا۔ ہمینچہ نیں سمجھے کس کا کیا کرنا گلہ کہ پیغمبر کہے ہیں کہ المرء عند المعاملہ، یعنی کام پڑے بغیر آدمی جانیا نیں جاتا، کچھ مشکل کھڑے بغیر پہچانیا نیں جاتا۔ سنا ہور پیتل دونو کا ایک رنگ ہے، ولے اس کا اور ڈھنگ ہے، اُس کا اور ڈھنگ ہے۔ پیتل بی پیلا دسیا تو کیا ہوا، پیتل بی چھیلا دسیا تو کیا ہوا۔ ولے جو بازار میں بیچنے گئے تو پیتل مول میں کم جاتا، سونے کے مول پہ نیں آتا۔ ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیلے میں ہزار خلل، آخر سنا سو سنا پیتل سو پیتل۔ ایتے دیس خوباں کی صحبت رہی ولے صحبت اُسے اثر نیں کری، بد ذات حرام خور چور مکر بھری۔ خوب اچھے تو خوب کی اس میں خوب اثر بھرے گی،

بروں کوں خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پہ پرتو سٹتا، ولے جس میں جوہر ہے دوچہ جوہر ہوتا، میہوں کے بندلے پڑتے ہیں ولے جس میں کچھ جوت ہے دوچہ گوہر ہوتا۔ جونکہ حافظ کہتا۔ فرد:

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ وگلے لولو و مرجاں نشود

بھلا بھلائیچہ جانتا بھلا برائی کیا جانے، برا برائیچہ پہچانتا برا بھلائی کیا پہچانے۔ جو کوئی بھلائی سجتا چہ تیں اس سوں بھلائی کرنا نہ کرنا برابر ہے، برے سوں بھلائی کرنا، دشمن سوں سگائی کرنا، نادانگی سرابر ہے۔ سعدی کہتا ہے درد اندیش بہاں گرد، صاحب تجربہ صاحب درد۔ بیت:

نکوئی با بداں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یو کام عبث ہے، سجن ہارے کوں یو بات نبس ہے۔ القصہ حسن کوں لگی تکبکی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ فرد:

دل کوں اپنے اُچاٹ خوب نہیں گھر میں دایم کچاٹ خوب نہیں

موں بھائی جھونٹے کاٹی۔ میرا نبس ہوے تو اسے بہت ٹھوکوں، میرا نبس ہوے تو اُسے چھریاں سوں بھوکوں۔ دو لیما کروں، قیما قیما کروں۔ بہت سر چڑی ہے، دھگڑ کوں بے پڑی ہے۔ بہت آپس کوں مروتی ہے، دل اُسے ہوئے گا کتے کو کھیر جروتی ہے۔ اجھوں بی جیو نہیں بھگیا، دھگڑ بہت میٹھا لگیا۔ یو چھنال خدا تے نہیں ڈری، کیا بلا کری۔ جھگڑا لا نہاری، دنگا کاری۔ چیل ہوکر ہات میں تے جھونٹے

ماری۔ اتال میں بائیں گروں کے کودا، میں کتی تھی سو ھوا۔
غیر، دل میں دکھتی تھی بیر جو حسن کا سنی آواز، سمجی کہ یو
حسینچہ ھے جو کری ھے اتنا ناز۔ یار کوں پیار دکھلاتی ھے،
اپنا اعتبار دکھلاتی ھے۔ بار بار بولتی، ستمیں پکار پکار بولتی۔
عورت کی ذات کوں اتنا کلا توبہ استغفر اللہ، یو کیا بلا۔ گھڑی
یک آہ مارتی، گھڑی یک اساس بھرتی، غمزے کو نے تقصیر
نہیں کرتی۔ چالی بہت نخریاں بھری، تیے غمزے اس میں
تھے تو اُن نے دل کوں یوں ھلاک کری۔ مرد بھنور ھزار
پھول کی لیوے باس، یو کیتا پکارتی پھرے گی آس پاس۔
مرد کوں کوی رکھوال رکھ سکیا ہے، مرد کوں کوئی سنبھال رکھ سکیا
ہے۔ مرد آپ بھاؤتا مرد آپتا، مرد کئیں عورت کی قید میں رہتا
ہے۔ مرد ہزار جاگا بجائے گا، اُسے کاں کا جھل آئے گا۔ یوں جھل
کھاتے پھرے تو لوگاں دیوانے کہیں گے، کیا لوگاں چپ رہیں گے۔
خوب معقول جنس سوں آتا تھا، اپنے مرد کوں لے جاتا تھا۔ ایتا کرنا
کیا ہوس تھا، منج میں شرم اچھتی تو مجھے اتنا جہ بس تھا۔ جن عورت
نے اتنی جھل کھائی ان نے آخر مرد کوں گنوائی۔ ایتی چترائی چوسار
لڑ جھگڑ کر کوئی منگتی ہے پیار۔ لڑنے جھگڑنے تے کیا پیار آتا ہے، بلک پیار
ہے سو بی جاتا ہے۔ وو عورت عجب ہے گنوار جو مرد کنے لڑ کر منگتی پیار، بتری مرد
ہٹ پکڑتا دل میں کپٹ پکڑتا۔ ایسی عقل دھرتی اچھے گی جونار، وو کیوں نا ہوئیگی
خوار، مرد اس تے کیوں نا ہوے گا بیزار۔ اگر اپس میں کچھ خوبی ہے، محبوبی ہے تو یو
بے تابی کیا خاطر، مرد اپچہ نزدیک آتا ہے اپچہ منگتا ہے ستابی

کیا خاطر۔ اپس کوں جیو کے ہاتھ نا دینا، اپس کوں اپنے خراب نا کر لینا۔ جس سوں رستے جیو پر آوے، اس سوں رسیا کیوں جاتا۔ جھوریاں[1] جھاریاں اچھوں کچھ تن پڑیا نیں، بھلا برا کچھ سر پر کھڑیا نیں۔ مرد کا دل ہات لینا کیا جانتیاں، کیا فائدہ مرد کوں گنوالے کر چھپیں چھانتیاں۔ ایسے ڈھنگاں تے مرداں ہوتے واز، انو کے دلاں میں کہ نہیں کرتیاں ہیں ناز۔ عورت اُسے کہتے ہیں جو مرد کے دل کوں بھلاوے، نہ مرد کا دل عورت تے واز ہو جاوے، پیار آتا ہے سو بی نہ آوے کھساٹیاں کا ناز، توبہ استغفراللہ ایسے نازاں تے جیو واز۔ عورت نے مرد کا جیو پکڑے تو آسودگی نا دیکھنا اپنے تن کی، خاطر رکھنا مرد کے من کی۔ عورت میں مہر و محبت پیار اچھنا، عورت چتر چونسار اچھنا، عورت میں بات گفتار اچھنا، سواد سمجھنہاری عورت کاں ہے، سب گن میں ساری عورت کاں ہے۔ جو یوں عورت دل تے کھلے تو مرد کیوں نہ بھلے۔ عورت بچہ دل سیں رکھے کپٹ بچھیں مرد کوں کیوں لگتا چٹ۔ ادا حرکت چالیاں تے عورت مرد کوں خوش لگتی، اپنے گلے لگنا اپنے گڑ دینا ایسی محبت کی الالیاں تے، عورت مرد کوں خوش لگتی۔ اپس کوں گھڑی گھڑی سنوار مرد کوں دکھلانا اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھلانا۔ سیج پہ سنگرام کے وقت کام کی عورت نے مرد کی بہت منت کرنا پاوں پر ہات سٹنا الا بلا لینا سینے سوں سینہ چپکنا ہنستا گڑ دینا خوشبوئی میں تمام مہک رہنا، اپنے دل کی بات کھول کہنا۔ یو تن سوں تن دل

---

[1] جھوریاں۔ جھاریاں۔

سوں ملنے کی جاگا ہے ، انپس کوں کلی کرنا اچھنا یو پھول ہو کر کھلنے کی جاگا ہے ۔ مرد بھنور ہے پھول کا رس لینے آیا ہے ، عورت پر عاشق ہوا ہے ، دل کی ہوس لینے آیا ہے ۔ مرد سوں ایک چت ایک دل اچھنا جوں مرد کا دل منگتا یتوں مرد سوں مل اچھنا ۔ نانہ آسے کتے ہیں چونسار اُسے کتے ہیں ، خوب عورت اُسے کتے ہیں ، محبوب عورت اُسے کتے ہیں ۔ ایسیاں عورتاں خاطر جیواں دیتے ہیں مرداں ، ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سو سیتے سر دردا ں ۔ جن عورت نے یو چھند نہیں پائی ، کیا کام آتی رد کھی قبول صورتائی ۔ قبول صورتی ہور اُس میں یو چھند بھوتیچہ خوب سنا ہور سگند ۔ عورت کی صفت کیا ہے نانہ ، غمزا ، شیوہ چالا ، ناری نرمی ، دل ہات پکڑنا ، سنیس بات بولنا ملنا ملا لینا ہور محبت کی گرمی ۔ عورت میں جتنی صفت ہے اتنی صفت مرد کوں دکھلانا ، مرد تے یو صفتاں نا چھپانا مرد کوں بھلانا ۔ عورت کوں یو صفت خدا نے مرد کوں بھلانے خاطر دیا ہے ، نہ کہ مرد تے چھپانے خاطر دیا ہے ۔ عورت یو صفت مرد تے چھپا کر کسے دکھلائے گی ، چھپائے گی تو یو صفت اسے کیا کام آئے گی ، کسے بھلائے گی ۔ ایسی عورت یا دیوانی ہے یا نادان ، جو عاقل اچھے گی سو اپنا کام اپنے لے گی پچھان ۔ اس کا دل اسے گواہی دیتا ہے موں پر نیں برے تو کیا ہوا ، درونا کھلتا ہے موں نہیں کھولے تو کیا ہوا ۔ جو کوئی ہے چتر عورت کی ذات ، اُسے بھاتیچ ہے گی یو سواد کی بات ۔ اگر موں پر چپ رہے گی دل میں تو شاباش کہے گی ، عورت اگر سگھڑ اچھی تو مرد کا دل ہات لینا کتیا کام ہے ، دلے یو چھند کس عورت کوں نام ہے ۔ مرد ادل تے بھلیا ،

سو آدمی بھلے کو بھلا ہے تو بیگ بھلتا، اپنا ہوتا دل تے کھلتا۔ اپنا رام ہوتا، کام ہوتا۔ مرد کی بہت جھل ناکھانا، مرد کوں بہت دانا نا لیانا۔ بہت پاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا، پاوں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھرداری دھندا کچھ فام ہے، تو مرد کا دل ہات لینا بہت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہیا ہے مرد کوں نیمے خدا، اس کی بات تے کیوں ہونا جدا، اس کی بات تے جدا ہوے تو کیوں راضی اچھے گا خدا۔ جو کوئی عورت چوفسار ہے ہور چتور، دو یوں چلتی ہے جو مرد اپنے اس کا ہوتا شرم حضور۔ گھردار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے بھی بچرکے نیں کرتا بات۔ ایسیچہ جانتا ہے گھر کی استری، لکھن دنتی گن بھری، اس کے ہات میں دیتا اختیار جو کچھ ہو کری سو کری۔ مرد اپنا ہوا تو اپنا چہ سب گھر، دل بھلا لینا ہی بہت بڑا ہے ہنر۔ مرد عجائب کچھ میوہ، عورت دو جیں میں عورت کا نیوہ۔ فرد:

عورتاں کوں یہیچہ پند دینا مرد کوں آپنے رجھالینا

عورت جیتی قبول صورت اچھے بی اپنی قبول صورتی پر اپنے ناز پہ ناجانا، مرد نیمے خدا اس کی خدمت سوں جیو لانا۔ اس کا مہرا چھے گا تو ناز سہاوے گا، سب کوں دو ناز بھاوے گا ناز کوں لکھن چڑھے گا روپ، آوے گا جیں عورت کوں منگیا گھر کا دھنی، اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوسی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کے دھنی کا پیار اچھے، قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان وار اچھے، اس کے دیدیاں ہ مطلب اس کا دیدار اچھے، اس کی نظراں میں دو چہ ٹھاریں ٹھار اچھے۔ تل نا دیکھے تو قرار نا

پکڑے، پانوں بھیں کو نا لگے ٹھار نا پکڑے۔ عورت کی صورت بغیر کس کی صورت نا بھاوے، عورت کی صورت مرد کے دل میں لکھی جاوے۔ غرض عورت ویہچہ ہور اس کا چہ قبول پڑیا جیا، جنے رجھالے کر مرد کوں کرے اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو وو صورت وو ناز خوب دستا، سب کسوت ساز خوب دستا۔ دین دنیا حاصل، جاں قرار ایماں قرار ایک جاگا دل۔

بارے القصہ حسن نے اس بپاک سوں ایتا کچھ کہی، لاعلاج غیر نے سب سہی۔ اپنے دل میں کیتک وقت لگ تلپک تلپک، الیسیاں کچھ باتاں کہکر، اپس میں اپے حیران رہ کر، بھی کہی آتال یہاں رہنا خوب نہیں، یو بات کہے پاس کہنا خوب نہیں۔ ساحر تھی جیتک بدیاں میں ماہر تھی۔ ٹوٹے ٹامن کا بہت زور، بھیں اپنا پھرائی، بھی صورت پکڑی ہور۔ حسن کی نظر تلین تے اپس کوں چھپائی، وصال کے چھجے پرتے اُتر تلین آئی۔ اپنے دل کوں جو کچھ بھایا سو کری، بھی شہر سگ سار کے اُدھر قدم دھری۔

حسن دھن من موھن جگ جیون کوں دل کا یو روش نیں بھایا، دل پر بہت غصہ آیا۔ یو چاند سورج کی جائی ہیں پر ختم ہوئی زیبائی، خیال ہور نظر ہور تبسم کوں فرمائی، کہ اس دل کوں، اس لایعقل کوں، اس جاہل کوں، اس کا پھل کوں، اس ناقابل کوں اس باغ میں تے باہر کاڈو، اس کی دوستی کا دلق پھاڈو۔ بیگ اس باغ میں تے اسے بہار لے جاؤ۔

چار عاشقاں مل ہمارا اس کا کریں گے نیاؤ۔ یو اپنی محبت میں خطا کھایا، ایکیس کوں چھوڑ دسریاں سوں جیو لایا۔ اس کی پیشانی کوں بدنامی کا ٹیکا لاؤ، سب عاشقاں میں پھراؤ، یو اپنی محبت میں ثابت نہیں اسی کیا خاطر ایتا چاو۔ یو گل یو گلزار، اس نالایق کوں اس باغ میں ٹھار۔ عالم اس باغ کے تماشے کا مشتاق میں سو اس باغ میں اسے دی وثاق۔ عشق میں محکم ہے کر جانتی تھی، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی۔ یو اپنی حد چھوڑ پر حد چکلیا نالایق ہو کر نکلیا۔ کئیں ہاٹ جاوے گا سنبھالو، اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو۔ اس باغ میں بھی نکو دیو آنے، اگر کئیں نکل جاوے گا تو تمیں جانے۔ تمیں تین جنیچہ نظراں چاروں کنھوں رکھو، ہوشیار اچھو اسی جتن دکھو۔ آتال کاں کا عشق کاں کی یاری، کاں کا دل کاں کی دلداری۔ کاں کا غمزہ کاں کا ناز، موں دیکھنے تے ہوئی بیزار واز۔ فرد:

راحت ہوئی تمام اب خواری ہی یاری تھی سو ہوئی ہے بے زاری

بات کہنا خوش نہیں آتا، موں دیکھنا نہیں بھاتا جھل آگ جھل بجناگ، کون سنبھال سکتا جھل کی آگ۔ وو تو عورت تھی، کم بد تھی کم ذات تھی، اپنا جیو دکھلائی، یو تو مرد تھا دل تھا دل سنبھالنا تھا اسے یہاں کیوں حرص آئی، کیوں اس کی محبت بھائی۔ محبت میں کفر ہے ایسا کام، محبت میں یو کام ہے حرام۔ ہور پر دل دھرنا درست نہیں ہے۔ ایک

کوں چھوڑ دسرے پر نظر دھرنا دست نیں ہے۔ دو کیسے عاشق کہ دسرے کوں خیال میں نیں گزرانتے، دسرا دنیا میں نہینچہ کرجانتے۔ ایکیس کوں چھوڑ دسرے پر دل دھر عاشق کی خامی ہے، عشق کے کام میں ناتمامی ہے۔ کس عاشق تے یو کام ہو آیا کون عاشق یوں جیو دکھلایا، کون عاشق یکس کوں چھوڑ دسرے سوں جیو لایا۔ زلیخا تھی فرہاد تھا مجنوں تھا کس میں یو وفا اجنوں نہ تھا ان دل نے عشق میں اپس کوں یوں پنوایا، ہور نین جاگا پر یوں دغا کھایا گنوایا۔ میں اس کی خاطر سارے عالم میں بدنام، یو بے وفا سو ایسا کیا کام۔ ڈرتی ہوں میں پروردگار تے نیں تو اسے مارتی یا اپس کوں مارتی، اس کام کوں ہرگز نا ہارتی۔ دل ہور حسن میں پڑی دوئی، ایسی بات ہوئی۔ ولے کہتے ہیں جس وقت غیر ایسی کری کاڑی، انو دونو میں جدائی پاڑی شہر دیدار تے جو شہر سگ سار کوں گئی، حسن ہور دل کا قصہ سب رقیب بے نصیب کوں کئی۔ فرد:-

بات کاں لاکہ کیا کرے ہے یو چار جیباں کی استری ہے یو

ادھر حسن ہور دل کوں دغا دی، اُدھر بات رقیب کوں لادی۔ رقیب گمراہ، روسیاہ، بدکار تا برخوردار کے دل میں بھڑ کا اٹھیا سینہ پھوٹیا، بیٹی تے باپ کوں زیاست اٹھی جھڑ اپس میں اپے جل جل، ہلاک ہوتا درخاک ہوتا، سینہ تے چاک ہوتا۔ شہر دیدار کوں آیا، گھر تے گھر ہنکوڑنا یاں بھایا

دھنڈتے دھنڈتے حسن کے غضب کے بندی خانے میں دل کوں پایا۔ سحر میں نادر تھا، ٹونے پر قادر تھا۔ خیال ہور تبسم ہور نظر پر کچھ منتر سٹیا دانے، یو تینو ہوے دیوانے۔ ادل تے مست یو تینو یار انو کوں دیوانے ہوتے کیتی بار۔ ان ناپاک نے فرصت پایا، حسن کے غضب کے بندی خانے میں تے دل بھار لیایا۔ بیت:

باپ جیسا ہے بیٹی بی ویسی دو قہر یو اے بلا جیسی

جھل تے بہت جلیا، دل کوں شہر سگ سار کوں لے چلیا۔ دور کا بیابان، اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا نانوں ہجران۔ اس کوٹ میں دل کوں بھایا، دل بہت جھا پایا، اپنے جیون تے بیزار ہو آیا، یو عاشقی کر بہت پچتایا، باپ بند نصیحت کرتا تھا سو وو پند و نصیحت دل تے دل پر لیایا۔ جن نے نہیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہونا نجات۔ برا کیا جو باپ کی بات پر عمل نہیں کیا، یو فکر اول نہیں کیا۔ برائی کوں خوبی کر پہچانتے، بڑیاں کی بات نھنواد کیا جانتے۔ نھنواد سو نھنواد بڑے سو بڑے ہیں، انو اپس کوں آزماے ہیں انو پر لئی قصے گھڑے ہیں۔ بڑیاں کے پند ہمیں نہیں مانے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں وو دل سخت منگتا تھا عذاب دے دے مارے، اس بد بخت کوں خدا فرصت نہیں دیا بیچارے۔ دل بے دل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ اُدھر معشوق تے وو مشقت پڑی، ادھر رقیب نے سر پر یو محنت کھڑی

دل کوں اُدھر کا بی عذاب ادھر کا بھی عذاب - دل بے چا
غم تے بے ہوش ہوا ہور بے تاب - ماملا عجب کھڑیا ،
دل کوں خدا سوں پڑیا - کرمیا الٰہی میں حسن خاطر ایتا
محنت سو سیا ، ایتا دکھہ دیکھیا ایتا مشقت سو سیا - بیت
کی غصہ یو رکھے چٹ ل پر کڑدی کی ہوئی ہے یو میٹھی شکر

حسن کیا سبب منج پر ایتا غصہ کری ، کیا میرا گناہ دیکھی
کی دیوانی ہوئی وہ پری ، کیا منج تے چوک آئی ، ناگہانی بلا منج
پر بھائی - منج تے تو کچھ خطا میں ہوا ، میں تو اُسیچہ کے
کہے میں تھا ، آپستا نہیں ہوا - ہر یک بات تفحص کرنا خاطر
لیانا ، گناہ ایکس کے آنگس لانا - خدا تے بی شیں ڈری ، دل
میں آیا سو کری - پوچھنا بچارنا ، ایکس کے کہے سنے پر کیا ناحق
یکس کوں جیووں مارنا - دشمن کوئی کچھ بولتا تو کیا اس کی بات
کوں سندھے ، دشمن عداوت کوں بولتا ہے اُس کی بات رد
ہے - جو کوئی منصفی پر آتا ہے داعی مدعی کی بات خاطر لیاتا ہے -
وہ صاحب انصاف ہے اس کے پاس بات کا سب حد ہے ، خاطر
نا لیا کر ہر ایک پر گناہ لازم کرنا بہت بد ہے - دنیا دو دن کی بہار
کس تے کیا لینا ہے ، آخر خدا کو جواب دینا ہے - دشمن اپنے مقصد
کوں یوں کرتا ہے تقریر ، جانو ذرہ تیں ہے اس کا تقصیر - ناپاکی میں
ڈوبیا بالیں بال ، ہور پاک دستا یوں جانواں کے پیٹ تے لگتا
تیال - برائی بغل میں خوبائی ہات میں ، کیا بھلی بار اچھی کی ایسے
کی بات میں - ایسی جاگا خبط نا کھانا ایسی جاگا کچھ دل میں نا لیانا -

ایسے ناپاک کی بات کوں نا پتیانا۔ نعوذ باللہ کس تے ناڈرے، گھڑی میں نکیں کوں خراب کرے۔ کافر خدا نا ترس، اس بے ایمانی سوں دنیا میں جیوے گا کتے برس۔ بیت:

تقصیر کیا ہے پکڑی منجے کس نشان سوں
غصہ ایتا کری سو بی ناحق گمان سوں

جاں گمان وہاں کہاں ایمان۔ حسن بی عجب تماشے کی دھن ہے، تماشے کا اُس کا من ہے۔ نیں جانتا ہوں کہ کیا کیا نامیٔ جو یکایک کری ایسی خامی۔ وو مہر وو پیار کیا ہوا، وو ناز وو غمزا وو بات وو گفتار کیا ہوا۔ وو دل داشتی وو دلداری کیا ہوئی، وو آشتی وو یاری کیا ہوئی۔ فرد:

ہوئی بیگانگی یو آشنائی گیا ملنا پڑی آکر جدائی

وو جینا کیا ہوا، وو ترسنا وو تپنا کیا ہوا۔ وو یاری ہور یو بے زاری۔ جوں وجہی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد، کتا ہے کہ:

ہر کہ دامن یار کہ دم او بمن اغیار گشت
کیست ہیچو دوست کو آخر بمن دشمن نشد

منجے بہت لگتا ہے اس ٹھار عجب، عجب عجب ہزار عجب۔ عورت عجب ہے شکر، دلے اس شکر میں تمام بھرے ہیں مکر۔ بولے ہیں کہ شر شیطان تے مکر زناں تے خدا اپنی پناہ میں رکھے، یو دونوں بلایاں ہیں اس بلایاں کوں کون جیت سکے۔ انو کوں سمجانے کس عاقل کوں نئیں بل، نادان ذات انو کوں تلوے میں عقل۔ سمجھ کر نیں کرتیاں کام، کھول بولے بی نیں ہوتا نام۔ یو قوم بہت جاہل، کم عقلی انو

کوں ہوئی ہے حایل۔ انو گھر میں اچھہ ایتی عقل دھرنا، آتاں بچارے مردماں چار مرداں میں پھرتے انو کیا کرنا۔ اپنی عقل میں کئیں ماتیاں نہیں مرداں کوں خاطر میں لیاتیاں نہیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ہو کر آئیاں ہیں، یو عورتاں نہیں خدا کیاں بلایاں ہیں۔ گھر میں اچھکرا ایتا غلبلا کرتیاں، اگر یو بھار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ ایسیچ تے خدا انو کوں چھپایا، گھر میں تے بھار نکو نکلنے دیو کر فرمایا۔ اگر گھر میں تے انو کا پانوں بھار پڑے خدا جانے بچارے مرداں پر کیا کیا واقعہ کڑے۔ گھر میں انو کوں یوں چھپاتے، جوں شیطاناں کوں شیشے میں بھاتے۔ انو کی عقل کا دیکھو پھیر، چار ہاتاں سوں لھوا مارتا اچھے گا جو مرد وو بی انو کا زیر۔۔ جانتیاں عقل ادھر تیچہ ہے اپے ہیں جدھر، اپنی عقل کے آنگے دسرے کی عقل کدھر۔ فرد:

کتا ناداں کوں کوئی بات سمجاے جسے نہیں فام کیوں دو گام تے پاے

دعوا بڑا عقل ننی، سر شیتیچہ انو کی یوں بنی۔ ایتاں کیا کوئی عقل پادے گی، ہے سو کیا طبیعت کاں جادے گی۔ قصہ یو نچہ ہے، انو کا رضا یو نچہ ہے۔ فرد:

انکھیاں کوں مینچہ لے دن رات کرتیاں عقل نہیں ہور عقل کی بات کرتیاں

ولے جو عورتاں عقل پر قادر ہیں، وو بہت نادر ہیں۔ خوبی دیکھہ ہزاراں میں ایک نیک زناں، انوچہ کوں کہتے ہیں گن ونت دھنیاں۔ انوچہ کوں کہتے ہیں بھی استریاں ہیں، جو دنیا میں تانوں کریاں ہیں، نہیں تو ولیساں عورتاں بھریاں ہیں۔ جوں فاطمہ سام، جنو پر اعتقاد دھرتے ولیاں تمام۔ جنو دایم خدا سے مل رہتے، جنو کوں معراج ہوئی

سکتے۔ جیوں خدیجہ کبریٰ ہور عیسیٰ کی ماں مریم، جنوں سوں خدا
ہمراز جنوں سوں خدا ہمدم۔ واحب ہے خوباں کی خوبی کہاں، دنیا میں
نیک مرداں سکے ہیں یا نیک زناں۔ جوں بی بی رابع بصری، کوئی ولی
نہیں ہوا انو کے برابر انو کا ہم عصری۔ جس ولی کوں خدا کی سمجھ میں
پڑتا خلل، توحید کا نکتہ انو پاس آکر تاحل۔ بایزید، شبلی، جنید ہم
ادہم، انو کے حضور کوئی نہیں اچاتے تھے دم۔ سب ولی ہوتے تھے
حیران، جو انو کرتے توحید کا بیان۔ جیتے خدا کے دوست خدا کوں
پچھانتے ہیں، سب بی بی رابع کوں بڑے ہیں کر مانتے ہیں۔ دنیا
میں ایسیاں بی بیاں ہی ہویاں ہیں، انو آجوں بی جیتیاں ہیں نہیں
مویاں ہیں۔ جوں فاطمہ نبی سوں ہمدم، خدا کے راز میں محرم، کون
مرد انو کے مراتب کوں آیا، کون مرد انو کا مراتب پایا۔ سب ہوے
بات، اتال کیا ہے یاں بات۔ حقیقت ہے دور دراز، بھی میانے میاں
آیا مجاز۔

بادے القصہ دو غیر من میں تے کاڑی بیر۔ دل کی بیو
خواری۔ یو زاری تلملنا، یو جلنا دیکھ کیا جانے کیا دل میں لیا
دل پر دیہت سہو آئی، اپنے کام تے اے پچتای، حیفی کھای۔ کہ
دل تے بچڑای دل کی محبوب، یو کام اے کچھ نہیں کری خوب۔
ادھر پو دل کلکلاتا اُدھر دو حسن کلکلاتی، کیا جانے بھی کدھر
کی بلا کدھر آتی۔ غیر کا اتریا روس، کیتک وقت لگن بولی افسوس
افسوس۔ خاطر قرار کر، اپس میں کچھ بچار کر، حسن دھن من
موھن جگ جیون کنے یک رقعہ لکھ بھیجی اس مضمون سوں،

اگر توں منج پر غصہ کری ہے تو میرا گناہ ہے، غصے کا ٹھار ہے
ولے دل بے گناہے پاک ہے دل تے توں کیوں یوں بیزار ہے۔ فرد:
غیب تے غیر کوں سہو آئی دل کوں دیکھ توس دل اوپر لیائی
میں تیری صورت ہو کر کھڑی، تو دل کوں بھر کی پڑی تی
دل اس بے ہوشی میں ہوا راضی، دل کیا جانتا میری دغا باز
دل بے ہوش تھا، اپس تے اپے فراموش تھا۔ مست پر گناہ
لازم کرنا درست نہیں ہے۔ مست پر ایتا کپٹ دھرنا درست
نہیں ہے۔ جاں دل صاف ہے، واں مست ہور سوتے کا
گناہ معاف ہے۔ دل عاشق صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا
ہوتا، دو اگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا۔ اپے
اپس کے پردے کوں کھولی، اپے اپنا گناہ سب آپ بولی۔
مست جانو سوتا، مست کیا جانے کیا ہوتا۔ دل کی غرض تجھ
سو پنج ہے، دل کے دل میں تو پنج ہے۔ انے پکڑیا تھا خاموش
پیا تھا دارو ئے بے ہوشی۔ دل تھا بیچارا بے خبر، یو سب تھا
میرا مکر۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں، دل کی بی گناہ گار ہوں
بڑا گناہ کری ہوں تم دونوں کی شرم سار ہوں۔ میں باپ
بہوت کی، دونو کوں بی دغا دی دونو کی محبت میں فضل
بھائی، ایکس تے ایکس کوں بچھڑائی۔ اتاں تیرا کرم کر
تیرا دل صاف رکھ، میں گناہ کری ہوں مجھے بخش معاف
رکھ۔ فرد:
گناہ کوں بخشنا کیا کچھ منا ہے گناہ بخشو کہے تو بخشنا ہے

توں چتر توں چونسار تجے سب فام ہے، گناہ گار کوں گناہ بخشنا بہت بڑا کام ہے۔ تین گناہ خدا بی بخشتا ہے توں تو آدم ہے، میرا گناہ میں تو سب تیرے حضور کئی آتاں تیرا کرم ہے۔ حسن دھن من موھن جگ جیون اس رقعے میں تے یو مضمون سن، امیی بات چن، ھات تے گئی، بات تے گئی بے ھوش ھو پڑی، سینہ کوٹ کوٹ لینے لگی گھڑی گھڑی۔ بہت چڑ پھری، کسے کچھ کہہ نا سکی بحیرت تے داتاں تلیں انگلی دکھی، اپنے فعل تے آپے لاچی، بھی پھر لگی محتاجی۔ تقصیر تو سگلا ھوا، وے عشق آتال اول تے بی اگلا ھوا۔ بیت :

دل کوں ناحق ایتی جفا میں بھای
نیں سمجھکر غصہ کری پچتای

میرے کاماں نیچہ دل منج تے پڑیا دور، دل کوں ایتال ہوں گیا دیکھلاوں میں دل کی جہت ھوں شرم حضور۔ میں دل کی خدمت گار ھوں، دل منجے بیچے گا تو میں بے اختیار ھوں۔ وو میرا صاحب منجے اس کی آس، میں باندی ھو کر اچھوں گی اس کے پاس۔ جیتا ھوا بی عورت چار کاندان میں کی رھن ھاری، اس پر دغے کوں کیا کرے گی بچاری۔ جھل تے جلی میں جھل بھری، اتنا چوکی جو بات تحقیق نہیں کری۔ غصے کوں مارنا تھا، کسی سوں بچارنا تھا۔ ھر ایک کام کوں چار جنے سوں مشورت کرنا، مشورت میں جہت فایدہ ہے

عاقل نے مشورت نا بسرنا۔ اگر اپس سے یو بات میں ناپاتی
اس چار جنیاں میں ایکس کوں تو بی عقل آتی۔ کوئی تو بی
کچھ کتا البتہ چپ نا رہتا۔ بات اس حد لگن نا انیڑتی، یو
شرمندگی سو پونا پڑتی۔ چار جنے چار بات بولتے، بات کا حق
کھوستے، اگر اپس کو نچہ خوب عقل آئی تو ہو نچہ خوب یو تو ہو نچہ اپنے
کسی کی عقل میں تی بی کچھ کاڑ کر دیکھنا کچھ برا نیں ہے، یو پردہ
بی پھاڑ کر دیکھنا برا نیں ہے۔ یہاں بی یک آدمے وقت کچھ دیں
آتا ہے، یہاں بی کچھ دھنڈے تو کچھ پایا جاتا ہے۔ جیتا عقل کی
قوت اچے بھی مشورت درکار ہے۔ مشورت امداد ہرکار ہے۔
اپنے تئیں مصلحت دیہ تا تو کہ ہے وہاں مشورت کام نیچے
آتی، مشورت وہاں خلل پہاتی، کہ جوں فارسی میں کتا ہے کہ تو ں تاں
ہے تو یو بات سن مشورت یک بلا لاتی۔ مصرع:-

تو نامحرم چہ غم داری ہزار اں یار محرم کن

بلکہ اس حد لگن۔ بیت:-

راز دل را با دل خویش کہ پنہاں کردم
فکہ آہستہ بخود گفتم و نقصاں کردم

جاں مشورت نا کرتا وہاں مشورت کرنے گئے تو کچھ کا کچھ ہوتا،
ریچ کا کام سب بے ریچ ہوتا۔ کیتیاں باتاں ہیں جو کسی پاس کہنے
کہاں نیں، اپنچہ دل میں رہتیاں دوسرے کے پاس رہنچہ کہاں نیں۔
میں اپنچہ ہور اپنا خدا چہ جانتا، دوسرے کے خیال کوں وہاں گذر
نیں دوسرا دو بات نیں پچھانتا۔

بارے القصہ حسن دھن من موھی کہی کہ جدھاں تے جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا، عجب ہے جو کوئی ایسا دغا کھایا اچھے گا۔ در اصل اپنے عورت کی ذات، مرداں دغا کھاتے ہیں عورت دغا کھائے تو کیا بری بات۔ فرد :-

چھند بھری یو عجب ہے من بھاتی دل دکھا کر بھی دل کوں پھسلاتی

حسن تارنے دل کے سنگار نے دیدیاں کے آدھار نے بھی دل کنے ہزار ہزار اشتیاق ہزار ہزار فراق سوں کتابت لکھی، اپنے احوال کی حکایت لکھی :-

دونو نے دونو کا دیکھے مایا بھی سوان کھانے کا وقت آیا

اس کتابت کا مضمون یو تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں، تیری خدائی کی سوں تیرے اشتیاق کی سوں، تیرے فراق کی سوں، تیری مروت کی سوں، تیری محبت کی سوں، تیرے جلنے کی سوں، تیرے تلملنے کی سوں، تیرے وصال کی امیدواری کی سوں، تیری یاری کی سوں، تیرے آفتاب جیسے موں کی سوں، تیرے کرناں جیسے زلفاں کی سوں، تیرے بادل جیسے بالاں کی سوں، تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں، تیرے تارے ویسے نیناں کی سوں، تیری شکر دنسی بتیاں کی سوں، تیرے ادھر کی سوں، تیری کمر کی سوں، تیرے دھن کی سوں، تیرے بدن کی سوں، تیرے نانوں کی سوں، تیری چھانوں کی سوں کہ توں تحقیق جان اسے یار میوا گناہ کچھ میں اس ٹھار کہ یو بلا غیر نے بھائی یو اگ غیر نے سلگائی۔ میں عاشق

تھی کیا کوون کہیا گیا منجہ تے نیں رھیا گیا مجے بی
جہل آئی یو بلا محبت میں اپں پر اپنے لیائی۔ توں بی عاشق،
ے جانتا ھے عشق کی اوکل جان محبت ھے واں کیا بلا کرتی
ے جھل۔ خدا نہ جھلکاوے جھل کا جھلکار، اپں
کوں مار لیتے نیں آتی عار، آتاں دوسرے کوں مارتے
کیتی بار۔ عشق کی بری اوکل جیتی محبت آتی جھل۔ جس محبت کو
جھل نیں اس محبت کوں بل نیں۔ جھل تے معشوق بہت آتی یاد،
جھل سوں باندے ہیں عشق کی بنیاد۔ محبت جھاڑ جھل پھول، پھول
بغیر جھاڑ کیا دیسے گا مقبول۔ جاں محبت ھے واں جھل آتی، جاں
محبت نیں وہاں جھل کا ہے کوں جاتی۔ فرد:

یاد آتیاں ہے سو دو راتاں دل کوں سمجھانے کیاں کری باتاں

ایسے نقش نگار سوں، بہت پیار سوں، کتابت اتے خیال
کے ھات بھیجی، راتیں رات بھیجی۔ خیال، جس کی بادی انگلی
چال، فی الحال، اس جھراں کے کوٹ میں جا کر، اس محبت
کے میداں کے کوٹ میں جا کر، دل کوں عاشق کامل کوں،
یو کتابت انپڑایا، زبان سوں بی بولیا، جو کچھ زبان میں آیا۔
آتاں دل دل تا سنبھال ھوں کی کتابت دیکھ آھاں سوں
سینہ ھالیا، انکھیاں میں تے دھو کے انجھو ڈھالیا۔ بیت:

پڑن رقعہ دیا دل جو کے ھات کتابت کوں کتے آدھا ملاقات

عربی میں یوں آئی ہے بات، کہ المکتوب نصف الملاقات۔
اپں میں اپی فکر کریا، جو اس میں کیا مکر ہے کو ڈیا۔ دل دے

چیتا، مود کا جیا چاہے پھونک پیتا۔ کہیا وہ غصہ کیا تھا یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار کیا ہے۔ ایسے پیار کوں کوں پیتا ہے، ایسے پیار سے یک ادھ وقت جیو جاوے۔ رقعہ کوں پڑیا، اپنا حالت الی لڑیا کہا غیر پر ہزار ہزار لعنت، یو دغاباز کوں کا کوں وقت۔ اسے تو ایک بلا ہو آئی تھی ناپاک نے جیو پر لیا تھی۔ بیت:

کدھی تو آ کہاں جا میں تجھ بن تھی نہ تھی یو غیر غیرت کیا بلا تھی

یہاں نہ غیر کا وقت تھا، بارے غیر کا وقت تھا۔ میرے دل میں ہور شک جس کے دل میں ہور گمان، یہاں قصہ کچھ کا کچھ ہوا میاں۔ بیت:

جیتی ہمت جتی فکر اب ہرے گا خدا کے گھر یاں کوئی کیا کرے گا

دل بی سمجھا کہ گناہ حسن کا ہیں، معشوق جو اتنا جھگڑتے سو بے سبب بیزار ہوتے ہیں کہیں۔ گناہ اس حرام زادی بدبخت کا ہے، گناہ اس پاپن بے رحم دل سخت کا ہے۔ دے پتا چھنال بہت نازک چلی چال، مکو بالیں بال، کام تمام نہیں ہونے دی، جیں سوں کام کرے اسے بی تمام نہیں ہونے دی۔ حسن کوں ٹالی رکھوالاں کوں بی اچھالی۔ جھگڑے کا جھگڑا لیائی جھگڑالا کو بی دونوں کوں ملائی۔ شعر:

یو بلا ہے بری قہر کی جا ہے مگر اپنا کمال کوں اتپڑائی

عجب حکایت کی وہات ہے، یو تواریخ میں لکھنے کی بات ہے یو اس کا کچھ کا کچھ ہے خیال، ایسے سوں کوئی کیوں رکھے پلے

سنبھال۔ چوری ایلاڑے یو کام چوری سے نہ پیلاڑے۔ خود:

ایہہ چلتاں میں کوئی لگاوے گو فرشتہ اسے دتا کہاوے۔

جیوں توڑے تیوں ساندے، جیوں کہیے تیوں بانڈے۔

دل صاف کرنا ہے، ایسی چھال کوں گناہ صاف کرنا ہے۔ دل نے عاقل نے کامل نے واصل نے، حسن دھن من دولت جگ جیو کوں لکھیا کہ تیری خوبی کی سوں، تیری محبوبی کی سوں، تیری مطلوبی کی سوں۔ تیرے مکھہ مقبول کی سوں، تیرے سیس پھول کی سوں، تیری نت کی سوں، تیرے مست کی سوں تیری ہوائی آنکھہ کی سوں، قبول صورت نال کی سوں۔ تیرے اس نازک نرم لعل ہونٹاں کی سوں، تیرے ہاتاں کی مہندی گلاں سوا اس رنگیلے بوٹاں کی سوں۔ تیرے ہاتاں دیہے داتاں کی سوں، تیری ایڑچ دیہی پاتاں کی سوں۔ تیرے چولاں دیہے ہاتاں کی سوں، تیری زلفاں کے تاراں کی سوں، تیرے گلے کے ہاراں کی سوں، تیرے چاند دیہے جوبن کی سوں، تیرے چندنی سارکے جھلکتے تن کی سوں، تیری شوز دیہی کھور کی سوں، تیری اڈھا دیہی لک کھور کی سوں۔ تیرے راناں کی سوں، تیری ساق کی سوں، تیرے اشوق صورانتیہ کی سوں۔ تیرے پانوں کی سوں، توں چلتی سلک سوا اس تیرے پانوں تلے کے ٹھانوں کی سوں، فرد:

عشق اس مرتبہ اوپر آیا کس بشر سوں دل نے کہا یا

تیرے کھٹہ کی سوں، تیرے کنڑہ مال کی سوں، تیری

ٹھنڈی کی سوں تیرے گال کی سوں، تیری نازاں بھری چال کی سوں، تیرے گھنگرو والے بال کی سوں، تیری قبول صورتی کی سوں تیری معاں صورتی کی سوں۔ تیری وفا کی سوں، تیری جفا کی سوں، کہ جو میں یو رقعہ پڑیا، تو سو حصہ اگلا منجے محبت کا اتر چڑیا۔ کہ دیہاں نہ گناہ تیرا ہے، نہ کچھ تقصیر میرا ہے۔ بیت۔

مجنیاں میں جو کوئی جدائی بھائے اس اوپر بھی جدائی کیوں نا آئے

اتنا کری سو یو غیر، آتال جاں دی یو بیر۔ جوں ہمیں اپنی محبت میں اڈی تھی تیوں دواڑو، ہماری جدائی کا یو کلکلاٹ اس پر پڑو۔ آتال خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب جیسا صاف، میرے دل میں تیرے باب نہیں کچھ خلاف۔ اگر سچ پوچھے کی تو اسے من موہن پری، اتنا سب تو نچھ کری۔ اگر توں خیال ہور نظر وفا ہور تبسم کوں کہکو منجے داروئے بے ہوشی نا پلاتی، تو منج پر ہور تج پر ایتی بلا کی آتی۔ توں کونے گئی چھند، غیر نے وہاں اپس کوں کری بند۔ اسیچہ تے کہتے ہیں کہ عورت ناقص عقل ہے یو قدیم نقل ہے۔ جیتا عقل مند ہوئی تو بی عورت کی ذات کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھردار کوں خوب ہے، عورت ساگ سبزی ہوار کوں خوب ہے۔ گھر کا دھندا اس کا کام ہے، بعض دھندے کا اسے کیا نام ہے۔ چار باتاں کرنے تے دور اندیشی ہوتی ہے، ادھر اُدھر کہانی حکایتاں کہنے تے تدبر اندیشی ہوتی ہے۔ پیش بینی عورتاں یوں کتیاں کہ جیتا بہت مشکل کہ جوں جیتے، جنوں کوں عاقل سکتے، ویسے عاقلاں اس دریا میں غوطے کھائے

ہیں، کوئی موتی پائے ہیں، کوئی خالی ہات آئے ہیں۔ عورت کی ذات ہزار اپس کوں پنوائے تو کیا ہوا، بھولے چوکے یک آدھی بات آئی تو کیا ہوا۔ گھر کی رہنی ہاری، گھر کا خبر اسے معلوم بھار کے کاماں کیا جانتی بچاری۔ محبوب کی بات، پھول کا پات، کلاقے بار نئیں، باس نکل جاتے بار نہیں۔ باؤ بارا اس باؤ بارے پر کیوں کرنا پتیارا۔ دا نشمط جو کچھ اپنے جانتا سو جانتا، یو بی محبوب ہے، محبوب کی بی ایک بات سنتا تو گذرانتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقوم، دو قوالنادہ کا لمعدوم۔ جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا کا دھیان، جس کوں خدا کی پچھان، جس کا روشن ایمان، جس کا بٹا گیان، چیر سگھڑ سجان۔ بارے دل کہیا، قصا عجب کھڑیا، چدر پر مود پڑیا۔ توں اگر اس وصال کے جھجے پڑا کے سوتی، تو اس غیر کوں فرصت کہاں تے ہوتی ہوشیاری سوں بلاتی، تو اس غیر کے ہات تے کی دغا کھاتی۔ فرد:۔

کہے کیا بولنا کہے کیا خام؟
اپنی بدسوں کہے سوتوں بوکا؟

اما جیتے اس معاملے میں رہتے ہیں، اس قصے میں یوں کہتے ہیں۔ کہ عقل بادشاہ جو شکست کھایا، پھر کو شہر بدن میں آیا، خدا جانے کہ ہر جا موں چھپایا۔ دل تیو کہا اڑیا، جھگڑے میں گھوڑے پرتی پڑیا۔ ہور صبر کہ عقل کا سر لشکر تھا، بہت دلاور تھا، جو عشق کے لشکر تے موڑ کھایا، شہر ہدایت کوں آیا۔ ہمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ہوکر پڑیا، حسن کے ہات چڑیا۔ عقل

شکست کھا کر تائب ہوا، خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ ہو کچھ
قضا تھی سو ہوئی، خدا کی رضا تھی سو ہوئی۔ ہمت نے پوشاک
سنے، سر دھن کو کہیا کہ عقل کا منہ پوچھ جہت ہے، مطلق
جہت ہے۔ شرط یاری یوں ہے، روش دوست داری یوں ہے
کہ اس وقت عقل، ہوس دل کی خبر لینا انوں کو تقویت دینا۔ بیت:

جب پہ جو کوئی پیار رکھتا ہے حق یاری و دیار رکھتا ہے

کیا جانے انو کا کیا حال ہے، اجھوں کون کون ان کے دنبال ہے۔ بادے اس وقت کچھ یاری کریں، مددگاری کریں۔ کچھ نیک و بد ہوا اچھے گا تو، کام نہ ہوا اچھے گا تو، معاملہ رد ہوا اچھے گا تو، عشق کے لشکر سوں بی چھ کر جھگڑا کریں دنگڑا کریں، یک نانوں کو بی مارین یا بچریں۔ ہمت یو بات کر ڈھوا ہمت کو، اپنا لشکر مستعد کیا حضور تے ایک ایک کی گنتی لیا، چاروں طرف سے آگھیاں فوجاں، جانو قہر کے دریا کی موجاں۔ شہر حیدرآباد کی طرف چلیا، جانب گلزار کی طرف چلیا، جا ڈونگر ہوا، ٹھاریں ٹھار خلق کو جا لیا، کیتک دنیاں کوں قامت کے بوستاں میں آیا، بھائی کو، عقل ہوس دل کا احوال پوچھیا گلے لایا۔ خود بیٹھے یاں تے جیو لے بے نار دست پڑا کھڑا دھیا سو یار

تلت بولیا کہ اے ہمت، تو خوب یو پوچھیا تجھ پر ہزار رحمت، تجھ کی ذات میں اتنے اچھنا اصالت نیں تو امیل ہور کم ذات میں کیا فرق اچھے ہور بوسے کی بات میں کیا فرق۔ بے وفا ہور وفادار کوں کیوں کر جانے، یار ہور اغیار کو کیونکر جانے۔

انیان کا آدمی ہور بے ایمان کا آدمی بیہانچہ دستا ہے نشان
کا آدمی ہور بے نشان کا آدمی بیہانچہ دستا ہے۔ عقل بادشاہ
نے اپیاں کوں لیا دیا، کھلایا پلایا، دلے اس وقت اُسے پوچھیا
تجہ بغیر یہاں کوں آیا۔ جوں اس کی خاطر تیرا دل تلملیا، تیوں
دسرے کا دل میں جلیا۔ جوں اس کی خاطر توں جلیا، تیوں
دسرا میں تلملیا۔ اپیاں کیا پوچھنا اس کا حال آج یک مالک
کہ دل گجراں کے کوٹ میں بہت بے حال ہے ہور عقل بی شہر
بہ کوں گیا ہے، اپنے قدیم وطن کوں گیا ہے۔ عشق کا بہت
لشکر ہے، عشق بہت زور آور ہے۔ عشق سوں جیتا کوئی لڑنے
پولنا پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے تو جیہ نفا ہے، میں تو
بہت جفا ہے۔ عشق تے لڑ کیا کیا، جھگڑ کر کیا کیا۔ اپس کوں
خراب کیا، اپنا لشکر خراب کیا، اپنا گھر خراب کیا۔ لڑ کر کیا پایا،
اپنا جرم گنوایا۔ شرم کوں بول لایا، خدا کی خلق کوں دکھایا،
بہت آخر پچتایا۔ ضرور کوں لڑنا کہیں کتے ہیں، ضرور کوں جھگڑنا
کہیں کتے ہیں۔ بیت :-

عقل سوں لڑاوں عقل سوں بچاؤں عقل جاں نا چلے وہاں کوئی

حاتلاں نے بی یوں کتے، کہ آخر الدوا الکے۔ یعنی جو دوا
تے خوب نہیں ہوتا آتے داغ دینا، یو بات احمق کتے کہ اس
بات تے کوئی کچھ پند لینا۔ ایک بات تے میری نام کر، جتنا سکے تو
انتا عشق سوں کم کر۔ عشق بہت بڑا بادشاہ زور آور، سچ خود
ٹر عقل تے نکو پٹک، ملاحظہ کو۔ فارسی میں کہا ہے۔ فرد :-

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد چناں اُفتد کہ ہرگز بر نخیزد

ضرور کوں جیو پر آئے تو کوئی لہوے پرہات بھانا، جیچہ لہوے پرہات بھاتا، نیں سو بلا جیو پر لیاتا۔ یو کیا فام ہے، یو کیا کام ہے۔ توں لڑنے کا ہمت ہے، ولے اس کام میں بہت زحمت ہے۔ اس فام میں نکو پڑ، نکو لڑ، نکو جھگڑ۔ صلح سوں کام نا ہوے تو لڑنا، تد بیر نا چلے تو جھگڑنا۔ خدا نے عقل دیا ہے فام، جو کچھ عقل میں دست آتا وو خوب ہے کام۔ یو عقل تما اُسے کیوں بھایا، غیر مستعدی سوں عشق پر چل کو آیا۔ ایتا عاقل تما، ولے خوب لوگاں ملانے تے غافل تما۔ اگر خوب لوگاں مُلاتا تو کچھ تو بھی آسودگی ہوتی ایتا جفا نا پاتا۔ توں بھی لڑنے منگتا ہے ہمت ہے لڑنے کا دلا دے نوے، ولے اس لڑنے تے نا لڑے تو بہتر ہے۔ یکایک جھگڑنے کی نکو کر فام، شاید جھگڑنے تے صلح سوں بہتر ہوے کام۔ لڑائی کوں نکو کر بہت اضطراب، بہوتاں کا ہوے گا گھر خراب توں ایک جیو تیرا تو سہل ہے، ایتا عالم پر بلا بھانا جہل ہے۔ عشق کا لشکر بہت بے نہایت، جدھر دیکھیں گے اُدھر اس کی ولایت۔ فرد :-

عقل کوئی ہے سب اتا یو پیار لڑکے مرنے کوں کیا ہے کیتی بار

اتنے اتنے کوں لڑنے کی چٹ خوب نیں، بہو تیچہ آپ خودی بہو تیچہ ہٹ خوب نیں۔ بڑے ڈونگر پر تنھا ڈونگر پڑے چھوٹے چھتر جدا ہوے تنھا ڈونگر بالو ہو کر سب جھڑے۔ میر بات توں فام کو، توں تو ہمت ہے ولے عقلوں کچھ کام کو کہ

ملا جی پوچھا کیا ہوا، واں خدا سب جاگا حاضر کھڑا۔ وقت پر خدا گھوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے اِدھر ہوتا ہے۔ وہ بات جدا ہے، بچھیں خدا ہے۔ ست میں پیٹ دگڑ کر سول اٹھاتا، عاقل ہووے تو کام کیا ماتا۔ عقل ہور ہمت دونوں مل کو کچھ کام کیا ہے، جاں پکیلے ہیں پچہ ہے عقل نہیں واں مرتا ہے۔ حافظ کہتا ہے۔ فرد:۔

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت آرے باتفاق جہاں می تواں گرفت

ایتاں تی بیراس کی ہوے کہ عشقیچہ سوں عشق لانا عشقیچہ کو سجھانا، عشقیچہ کوں اپنا کرنا، عشقیچہ کوں منانا۔ عشق کوں اپس سوں راضی کولینا، اپنی پیش پاڑی کولینا۔ اگر عشق کے یوں انجا لیاسے گا، عشق بہت بڑا بادشاہ تیری مراد کوں تجھے انپڑاسے گا، توں اپنی مراد پاسے گا۔ عشق کوں بہت بھاسے گا بہت خوش آسے گا۔ دوستی سوں پیش آنا کچھ عیب نہیں ہے، یوں خویشاں سوں خویش آنا کچھ عیب نہیں ہے۔ دنیا میں آشنائی ہور مروت ہی اچھی ہے، صبر اور محبت ہی اچھی ہے۔ اگر کوئی بڈھے کی ادب رکھیا تو نہنا نہیں ہوتا، نہیں رکھیا تو کوئی کسی کے کام میں منا نہیں ہوتا۔ بڈھیاں کی ادب رکھنا اپنی بڑائی ہے، یو بڈھیاں نے آئی ہے، یو بڑا ہوا ہوا کوں بڈھیاں کوں سب کوں بھائی ہے۔ بیت:۔

عشق سوں کچھ علاج چلتا نہیں عشق ہور صلح بات چلتا نہیں

عشق جاگتا، ہرگز نہیں سوتا، عشق صاحب قدمت عشق

ہے سب کچھ ہوتا۔ حسن کہیا جو کوئی مردے دو ٹوٹھا راچہ
ہے، دشمن پڑھا کر ٹوٹھا راچہ ہے۔ ٹونپہ پر آیا تو کیا پیچھے
جاتا ہے، حسن قامت کا اندیشہ بہت جاتا ہے۔ قامت
بہت عقل مند ہے، قامت سکے بہت عقل کا بند ہے، جو کچھ قامت
کہیا سب دیکھتا ہے۔ قامت حسن کا بھائی، قامت کی نصیحت حسن
کی خاطر آئی۔ حسن دیکھ کر سب اپنا قامت سکے چھوڑ یا قامت کہے
پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ حسن عاشق میں آکر، دنیا کا عالم
خاطر لیا کر عشق سوں مچا جا کر۔ دل کا کپٹ دور کیا عشق
کیا۔ عشق پر اعتماد لیایا عشق کوں بہت بھایا عشق نے حسن
کو گلے لایا۔ عشق کوں حسن پر بہت بھروسا آئی، کچھ بات سب
کہیے چھپائی۔ رہنے کو خیمہ تاں ایک جاگا دیا بہت تواضع
بہت تعظیم کیا۔ بات کی مانگ گی چوڑی تھی سو اس کا انکار ہوا،
حسن کا دل جیا خاطر قرار ہوا۔ ف ہ

عشق و حسن یو دونے بیٹھا ۔۔۔ کام کرتا تمام واں کرتار

پیچھے عشق نے اسے یک رات خلوت میں بلایا، حسن نے
واں ادھر ادھر کیاں چوری چوری کیاں سنایا۔ اس
بات میں عشق حسن کی بات لیایا، حسن اس دنیا سوں خاطر
نشان لیا حسن بڑا بھایا، کہ عشق بہت خوش ہوگیا راضی ہوا
عشق کوں بہت خوش آیا۔ آخر قرار یوں ہوا مدار یوں ہوا کہ
عشق بادشاہ حسن پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے گھر کی عقل
کہ وزیری دیا حسن پر اعتبار دیا۔ عشق جیسے بادشاہ کوں

عقل جیسا وزیر ہونا، اس آفتاب کوں ایسا بدر منیر ہونا، ایسا
صاحب ضمیر ہونا، ایسا صاحب تدبیر ہونا۔ دلاور لوگاں کی
صحبت نیں جائے بادشاہی جا کو وزیری آئے۔ دھم نے حاکا
مار مار دکھلایا داہ، عقل۔ نیں چلیا دھم کا کیا گناہ۔ جاں
بادشاہی سے واں دلاور لوگاں بہت دھکار ہیں، دلاور لوگ
ایک وقت سکے یار ہیں۔ یاری سوں آخر جوں تیوں دست نے کام
کیا، عقل کی قوت عقل کو عقل تام کیا، خیر سوں گلدانیا
اپنا تام کیا اگوا سے دعوا تاجا تو کیا جانے عقل پرکھ آنا۔
جیو نے پایا یا نہ پایا۔ قولہ ؎

کام کو نیں سکیا عقل کو پہنچ عشق آخر کیا عقل کوں زیر

عشق پادشاہ عالم پناہ قلی اللہ صاحب سپاہ سے اپنے سہر
خورشید چہر سو لشکر کوں، دلاور لوگوں فرمایا کہ شہوت
کوں بیگ جا ہور عقل کوں بہت دلاسا دے کر، بہت دل
عات سے کر ہزت سوں حمت سوں سہر سوں حیت سوں
مروت سوں سہا کر منج لگ لے کر آ ہور کہہ کہ دل آلدو
نکو کر دقتہ ہو نظر دھر۔ اسے دنیا کہ میں زیر کی میں زبردست
سکے کہ میں اوپر۔ کہ میں چیش کہ میں نیں کہ میں دس کہ میں
بکس۔ ایتالی ہمنا چیانا کہو بات کا دخہ عاقل پر تا لیانا۔ توں
ہمیں بھائی ہے، ہمنا تمنا میں کیا جدائی ہے۔ ہماری وزیری
تیری پادشاہی سے کچھ کم نیں، دل خوش رکھ کچھ غم نیں
اس وزیری میں بی عالم عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا

ایک حکم سے میانے، باقی دولت توں جانے۔ عقد ہرگز نا
کرنا، بیگ ادھر دغ دھرنا، توجہ دھرنا۔ سہو یہات سو عشق
کوں سجود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہت بیگ
بیگ چلیا بہت بیگیچہ جاتا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا جو عشق
کہیا تھا سو بات کیا۔ عقل نے دل کا پوچھیا احوال، سہو نے کہیا
دل بی ہے خوش حال، تیرا بی بلند ہوا اقبال۔ کچھ غم نکو کر،
الم نکو کر۔ کر اب آنند بڈھائی، تیری مقصود حاصل ہوئی مراد
بر آئی۔ عقل اندیش دیکھیا کہ لشکر ٹوٹیا، بادشاہی کا بند چھوٹیا
کچھ ٹھہرنے کا سکت نہیں۔ تدبیر کوں بی گت نہیں خلق پریشان
ہے دل یکسو سوں ایک نہیں دھی من، کام سبھو تیچہ ہوا ہے
مشکل۔ ملک سب چھوٹیا لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پاگنہ
صاحب ہو کو بیٹھیا ہر یک بندہ۔ کہیں کہیں امیر کہیں کہیں راجوت
کہیں کہیں تدبیر۔ ہر کوئی سر خود کوئی نہیں سنتا کسی کی بد بچے
دیکھتا ہوں دل میں یہ فکر دھرتا، زناں سوں پکڑ دینے
کی فکر کرتا، عشق بادشاہ سوں بہت ڈرتا۔ لوگاں نے ایمان
بدلیا، دل پر ایمانی گیا، حرام خوری پر آئے نمک آبرو کی
حرام کہاں۔ کس مسلماں میں مسلمانی پتا نہیں دھیا بے
ایمان ہوئے ایمانی پتا نہیں دھیا۔ جیو دیکھے کتے جو کام پڑے
وو دوست سب وشمن ہو کو کھڑے۔ ستارے نے امداد چھوڑ
فلک نے یاری توڑیا۔ اقبال چھپ پڑے بہت، اقبال کان کی بادشاہی

نہ بسر نجود

کاں کا تمنے۔ عشق سوں ملنیچہ میں نفاے، نیں تو ایک
اپنے کیا کہ سارے عالم پر جفاے۔ عشق کوں چھوڑے تو کئیں
ٹھار نیں عشق کوں چھوڑے تو آخر جلی بار میں۔ کہیا بہت
خوب اے واللہ، بسم اللہ۔ ہمیں دونو مل جاویں، کیا کریں ضرور
ے عشق کیا فرماتا سو خاطر لیاویں۔ عشق سوں ملاقات کریں
اپنے جیو کے بارے بات کریں۔ پیلا ڑجوں اچھے گی قضا، تیوں خدا
کی رضا۔ سہر سر لشکر کے سنگات عقل بی بے اختیار ہوکر راتیں
رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دعا دیا دست
بوسی کیا۔ عشق کوں بی بہت بجایا، عشق نے بی عقل کوں گلے
لایا۔ ملا ملا دیا بہت بہت سمجھایا۔ کہا اتال میں پادشاہ توں
وزیر، تیوے ہات میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر۔ تجے بھائے
سو کر، تیری عقل میں آئے سو کر۔ میں مست ہوں لاابالی
ہوں میری نگہبانی میں اچھ، میں بی بے پرواخیالی ہوں
میری فکر زندگانی میں اچھ۔ میں ہور شراب راگ ہور محبوب
میں عشق ہوں مجے بوچھ خوب۔ باقی کا درد سر توں جانے،
یو درد سر مجے لگ نکودے آنے۔ مگتا ہوں اس دنیا میں، دو
دلیں بے غم ہو اچھوں، جوں پادشاہ عالم ہوں توں پادشاہ
عالم ہو اچھوں۔ کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہو اچھنا اپنے
دل کی خوشی تے بے زار ہو اچھنا۔ صبا اٹھہ کر یو لوگاں کا کچاٹ
دل واز آیا ہے بہت پکڑیا ہے اُچاٹ۔ کس کس سوں جنگ کس
کس سوں آشتی کروں، کیتاں کوں سمجھاؤں کیتاں کی دل داشتی

کروں۔ جم یو نچہ کیا بربادنا دل کی خوشی ناخدا کا یاد۔ یتی آدر
سوہ دنیا میں آنا ہور تخت پو بیٹھنا ادھر اُدھر کا غم کھانا۔
جو خوشی جاوے ہور غم آوے یاد، تو تخت پو بیٹھی کا کیا
سواد۔ ایدھر کی خانک ادھر کا پکار، ملک میں غوغا ٹھاریں
ٹھار۔ یو مفرغالی کرنا ہے، یو لوگاں کی حمالی کرنا ہے۔ تخت
پو بیٹھے تو کیا بادشاہی آئی عیش و عشرت کی نانوں ہے بادشاہی
جنس جنس کی خیراں لیاتے ہیں تخت پہ بیٹھے ہیں ہور عالم عالم غم
کھاتے ہیں۔ غم کھاکر پیٹ بھرے ایتاں خوشی کون کرے۔ دو دن
کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دایم دھنگانا اچھنا، دایم ہنسنا کھیلنا
لینا دینا پینا کھانا اچھنا، گانا بجانا اچھنا۔ گھر ایک جاتڑا ایک ہاٹ
ہو رہنا، رات دیس تماٹ ہو رہنا۔ ایک بات ہے فام، اول
خوشی بعد از ہر ایک کام۔ بادشاہ کا گھر بادشاہ کے جیسا دسنا،
شمس کا پرتو قمر جیسا دسنا۔ بادشاہ کے گھر میں کوئی آوے تو یوں
اچھنا جاتو میزبانی کوں آیا ہے، غم کوں بسر جاوے جاتو شادمانی
کوں آیا ہے، دنیا کی بہشت ہے بادشاہ کا گھر، نہ کہ بادشاہ کے
گھر میں آوے ہی درد صرول مکدر۔ نیم ہور دھرم کی نانوں بادشاہی
ہے، بخشش ہور کرم کی نانوں بادشاہی ہے۔ بادشاہی آتی دلے
بادشاہی کر جانتا بہت مشکل ہے، بادشاہ ہو کر اپس پچھانتا بہت
مشکل ہے۔ یو جوں لشکری لشکری پنے کی جھڑتی دیتا توں بادشاہ
بی بادشاہی کی جھڑتی دیتا ہے، یعنی عدل ہور انصاف کرتا ہے،
خلق کوں آسودہ رکھتا ہے، خلق کوں مراد کوں انپڑاتا ہے، خلق

کہ دھالینا ہے۔ خلق تے خدا نہیں ہے جدا کہیے ہیں کہ خدا یا خلق خلق ہا خدا۔
بادشاہ اپنا دھنڈا دھونڈا کر اپنا حق خلق پاس تے لے کر مال جوڑے گا
اگر کہیں چوکیا تو خلق بی بنا بولے گا خلق کیا چھوڑے گا۔ اُس تے
کہیں ہیں کہ عدل انصاف کچھ خوب ہے ہر ایک کام صاف کچھ
خوب ہے۔ حق پر جو کچھ کیے وہ سواد ہے، وہ ظلم نہیں عین داد
ہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھیں بار، ہر ایک بات کوں حق
کوں کرنا پوچ بچار۔ جان تے تخت ہور بڑے کا ملاحظہ میانے
میان آیا، پچھیں مُنھ سے کیوں کہتا خدا کا سایا۔ جانتے بادشاہ
نے خدا کوں چھوڑ دسرے کوں ڈریا، بادشاہی کا سواد بی گنوایا
اپنا کام بی ضایع کریا۔ بادشاہ ہور دُسرے کا ڈر، نزدیک کے
لوگاں کوں جبو کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پر قایم اچھے،
نزدیک کے لوگاں کوں بی عزت قایم اچھے۔ اگر کوئی کس پر
تہمت رچے کوئی کس پر سٹی بھانا، اس وقت خدا کوں میانے
میان لانا۔ البتہ دل مہربان ہوے گا، خلق پر کام آسان
ہوے گا یو خدا کا خلیفہ سا دس آئے گا، اس کا چلنت بی خدا
کوں بھائے گا، بادشاہاں جو ایک عہدہ کس کوں دیتے ہیں، تو
ہزار ہزار جنس سوں اس کی خبر لیتے ہیں۔ خدا جو بادشاہاں کوں
بادشاہی دیتا ہے خلق کوں کیوں پاتے کر خبر نہیں لیتا ہے۔ جو
بادشاہاں کوں یہاں اپنے عہدے داراں پاس تے حساب لینا
ہے، تیوں وہاں بی اُنو پر پوچ بچار ہے یک یک جواب دینا ہے۔
یہاں حق چلنا حق پر دل دھرنا ہے، بادشاہی کرنا خدائی کرنا ہے۔

پادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں میں اول ہے۔ پاک نیت پادشاہاں کا سجدہ، عدل و انصاف پادشاہاں کا روزہ نماز، سخاوت پادشاہاں کی حج ہے، دعاے خلق پادشاہاں کا عمر دراز۔ پاک نیت عدل انصاف ہور سخاوت، یو پادشاہاں کی عبادت۔ دھو کر چار سجدے کرنے ہر کوئی سکتا ہے، پر عدل ہور انصاف ہور سخاوت کی قدرت کون رکھتا ہے۔ پادشاہاں اپنی عبادت ناکر دیریاں کی عبادت کرتے، اپنی عبادت جو عرش پر سجدہ قبول پڑتا ہے سو بسرتے پادشاہاں کوں اگر عدل ہور انصاف ہور سخاوت پر نا اچھے دل، تو ہاتھ موں دھو کر چار سجدے کرنے کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں غریباں فقیراں کرتا، عاجزاں نامراداں بےکساں حقیراں کرتا۔ نہ کہ پادشاہاں اتنیچ پر اپنی عبادت نباڑتا، باقی کاماں تے ہاتھ جھاڑتا۔ اپنی خوشی کدں سجدے کریں گے تو کرو، پر عبادت کرتے ہیں کہ دل پر خیال تھا رکھو۔ جو اول مذکور ہوا کہ پادشاہاں کی عبادت یہہ عدل انصاف ہور سخاوت۔ پادشاہاں مظہر اعظم ہیں، دنیا میں بہت مکرم ہیں۔ انو کی عبادت انو کی ایسی اچھنا، نہ کہ بیچے خلق جیسی اچھنا۔ یہاں بول کسی پر کیا دھرتا ہے، اپنا انصاف اپنیچ کرتا ہے۔ یو عبادت چار سجدے کر خلق کوں دکھاتا ہے، خدا ہور رسول کو پھسلاتا ہے۔ پر انو پھسلائے کیوں جاتے ہیں ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی پتا دیوے گا، سو حساب لکھنا لیوے گا۔ یہ پادشاہی نی خدا کا ایک جدا عمل ہے، یو جدا عمل کیا آسان ہے بڑا عمل

ہے ۔ جنوں کوں کچھ نہیں دیے ہیں ، اپنی مشقت کر یک ٹکڑا کھاتے ہیں ، اُن بچاریاں پر بی ہزار ہزار تقصیراں ہزار ہزار جفایاں ، ہزار ہزار تغاضے لیاتے ہیں ۔ یو خدا کا کارخانہ ہے ، بچھیں کسے نوازتے پر آوے تو وہاں یک بہانہ ہے ۔ اپنا جیو خوش تو زمین آسمان خوش ، اپنا جیو خوش تو سب جہاں خوش ۔ دنیا میں اپنے ہور اپنا نام ہے ، اپنا جیو خوش رکھنا بڑا کام ہے ۔ جے بادشاہی کتے سو وو پادشاہی جدا ہے ، ایتال منجے تجے جیسا وزیر ملیا ہے خدا ہے ۔ مدد رب ہوا ہے ، بارے ایتال کچھ سبب ہوا ہے ۔ خدا سبب ساز خدا بندے کوں خوش کوتا نواز ۔

القصہ بارے آخر جیں وقت کہ عشق بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کی عقل پر وزیری مقرر ہوئی ، امیری مقرر ہوئی عشق بادشاہ عالم پناہ ہمت کوں فرمایا کہ دل کوں جہاں کے کوٹ میں رقیب نے دند سوں بند کیا ہے ، بہت خوار کر آزار دیا ہے ۔ توں جاکر ، خاطر لیا کر ، دل کوں عاشق کامل کوں اس واصل کامل کوں وہاں سے میوے حضور لیا ، ہور اس کے پانوں میں کا بند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بٹھا ۔ ہور غیر کو اس کی دختر ہے ، بد اختر ہے ، ساحر ہے ، ٹونے میں بہت ماہر ہے ، اسے بی خوبد قلب جانے میں قید کو کر آ ۔ جو وہاں تے کئیں نکل ناجاوے ، وہ کئیں جھانکنے کی فرصت ناپاوے

وہ بہت بڑی ہے، شکر کی چھری ہے۔ جہاں جائے گی، وہاں
بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب
سپاہ کوں سلام کیا، دعا سب تمام کیا۔ جہاں کے کوٹ
کوں چلیا، جوں بادل توفان میں ڈھلیا۔ وہاں جاکر توڑ کر
جھکڑ کوٹ لیا، جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس کوٹ میں
قید بھار لیایا، دل کے پانوں میں کابنہ کاڑ کر اس رقیب بے
نصیب کے پانوں میں بھایا۔ ہور غیر کوں بی پرانے گھر
میں شیطاناں کے گن میں چھوڑیا، چاروں طرف تے کانٹیاں
چینیا، دروازاں کے پھاٹاں جوڑیا، کہ دسوں بار امیں شیطاں
نکرے، وہ دیں ادب پادے تک ڈسے۔ غیر خاطر بی جیو
تلملیا، وے کیا کرتا دنیا کا کام ہے ادب کے ہاتھ نہیں چلیا۔
کیا فہمی عقل آئی، غیر نے جیسا کوی دیسا پائی۔

پچھیں ہمت نے دل کوں عاشق کامل کوں واصل کوں
بہت یاری سوں بہت دوست داری سوں عشق پادشاہ
عالم پناہ صاحب سپاہ کے حضور لیایا، دل کوں ہور عقل
کوں ہور عشق کوں ایک جاگا ملایا۔ یہ سب جوں سگے،
ایکس کے ایک سگے۔ کیا عداوت ہور ہٹ دور ہوا سب
کوڑ کپٹ دور ہوا۔ فتوا ٹوٹیا حوکت بھاگی، دشمنی ستی حوش
جاگی۔ آخر عقل ہور عشق ہور ہمت مل اندیشہ کہ دل
کا ہوس سوں عقد کرنا، اس کام پر جد دھرنا۔ کہ دل نے
حسن خاطر بہت جفا دیکھیا ہے، بہت سو سیا ہے۔ سب

سب سوے خوش حال کے ایتال دل کون نا بسونا ،
یو کام اند بیٹھے ہیا سو کرنا - اس کام کوں سب تیار دیکھے
بہار کا کام ماٹھے ڈیرے ٹھاٹ ٹھار دیے - گل سنار نے
جاگا جاگا نقش نگارے ، صدر بچھائے - پان دنبوا اوبی
میکا پاتراں رکھ تاپے - ٹھادیں ٹھار آرائش کیے ، دل سورج کا
جس چاند سوں جلوہ دیے - ناز غمزا عشوا لطافت سہرہ بند
یو چند نیاں ساریاں ، اس سورج پر اس چاند پرتائے ملایا -
عالم سب ہوا شہد مات ، دیس تے روشن ہوئی رات -
مشتری تماشا دیکھنے آئی ، زہرہ نے جلوہ گائی - جس دم
دل کا عقد کیے ، سب ل مبارک بادی دیے - اتال غم بسرنے
خاطر ، عشرت کی خلوت کرنے خاطر ، پھولاں سوں سیج
سنوارے چھپر پلنگ کا پردہ اتارے - دونو دل کھول کے
گن دیا قصہ بول بچے - ایکس کوں ایک گے تے ایکس پر ایک
قربان جاتے - ایکس کی خاطر ایک ترپھرتے ایکس کے پانوں
پڑتے - ایکس کوں ایک شرماں کرتے ، آہ مارتے اُساس
بھرتے - ایکس کوں ایک دیکھے نیند اُڑگئی نیں سوتے
اتال کی خوشی یاد آئی تو ہنستے اول کا دکھ یاد آیا تو روتے
اپس میں اچے جیوں جانے یوں مبہت سواد سوں سب
رات گنوائے - پانوں میں پانوں سینے سوں سینہ ادھر پر
ادھر ہات میں ہات ، دونوں مل یوں سوتے جانو ایک
وجود ایک ذات نازاں تے گمو نگھٹ کھولے ، غمزیاں سے

بایاں بولے - خوباں کا ہجوم چڑیا مشواں تے سر اڈیا - چھنڈ
تے جھڑلاے چالیاں تے تماشا کھلاے - دلات ذوق میں
آئی، دیدیاں کوں بہت رجھائی خوش نمائی - مروت چلبلنے لگی،
محبت آنکھیاں میں گھولنے لگی - بنگڑیاں شور کیاں گھنگرو
غل اچائے، کمر تے زر کمر کھلیاں ہاراں سینے پر دندلائے
پھولاں خوشے میں جگے توکا تو بیچہ کھلاے - مرشبوئی کی
ڈوری چھٹی چندھر باس کی مہکار اٹھی - دو چار پیالے
شراب کے پیے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو کیے - غمزے کرے
بلا کرے، بہت غلبلا کرے - غنچہ کھلیا پھول ہوا سب
تن، سیچ ہوئی گلاں کاچھی - الماس سوں کھودے یاقوت
کا کھی، بھار نکل آسے لعل دتی - یاقوت کے ریزیاں کی ڈبی
پھٹی، دھن ہانک ماری چلچلا کر اٹھی - دل بادشاہ چتر
جوہری بہت شاباش، بیندھیا ان بیندھا موتی کا داتا حسن
تاڑ کری رونے کے بہانے، دل لگیا گلے لالا سمجھانے -
دونی تھی سو یکایک ہنس پڑی، بی اپس میں دونچہ گلے لگے
لگی گھڑی گھڑی، بی دی محبت دھی پیار، ایکس پر ایک
صدقے ایکس پر ایک بلہار -

الحمد للہ دونو کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب
عالم خوش حال - دل کوں ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک
یو خوشی ارزانی - ایتی جنا دل پڑی، تو سیسر ہوئی یو وصل
کی گھڑی - مرداں نے دشت سوں آپنے کے دروازے کہوے

ھیں من طلب شیأ جدّا فوجد کر بولے ھیں۔ یعنی جو کوئی جس کام جد دھریا، ان نے وو کام کریا۔ بندہ یک دل سوں جو امید کیا، خدا اسے البتہ وو امید دیا۔ بارے آخر دل کی سب فراغت ھوئی، مشقت راحت ھوئی۔ جفا وفا ھو آیا، غم نشاط کا بار لیایا۔ رونا ھنسی کا پہنیا لباس، دل گیری خوش حالی ھو رھی پاس۔ دشمن دوست ھو آئی، کھٹائی میں میٹھائی سمائی۔ پریشانی میں جمعیت کا کی کام، تامرادی مراد ھوئی تمام۔ جس ھور دل انو دونو کا بہیاؤ[1] ھوا، انو دونو کے عشق کا نباؤ ھوا۔

پچھیں یک دیس دل ھور ھمت ھور نقل، پیو شراب پیے پیو مست بے خبر، تماشا دیکھتے دیکھتے رخسار کے گلزار میں آئے، دھن آب حیات کا چشمہ پائے۔ وھاں دیکھتے ھیں یک پیر سبز پوش، کلاہ زرتابناگوش، صاحب ھوش۔ اس چشمے پر کھڑا ڈلتا ھے، جو کوئی اسے دیکھیا وو بہلتا ھے۔ وہ پیر سو مکڑی کا پاچ، بہت خوب واچ واچ۔ بہت آلاچا دوں طرف ھرے نور کا اُجالا۔ دیکھتیہ جو جاتا بھلا آتا، یو دیکھنا عاشق کوں بہت بھاتا۔ اگر یو آبحیات یوں جیوتا کرے گا تو ایک بار کیا کہ عاشق ھر روز ھزار ھزار بار مرے گا۔ آب حیات کا مدد ھر دم، اتال عاشق کوں مرنے کا کیا غم۔ ھر ساں سوں مرنے آتا، ھزار ھزار

---

[1] بیاہ۔

کچھ فکراں کرنے آتا۔ حسن بولیا دل کوں کہ اے دل یہاں
کچھ چت دھر، اس پیو سوں دوش ضمیر سوں قدم بوسی
کر۔ کہ یو پیر خضر پیغمبر ہے، آب حیات کے چشمے پر ہے۔
دل نے جوں حسن سے بولیا تھا تیوں پنچہ دوڑ کر اس پیر کی
قدم بوسی کیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا اس پیو کی دعا لیا،
جو دل کے دل میں راز کا خیال آیا۔ خضر نے بی انکھیاں
سوں دو پنچہ اشارت دیکھلایا۔ دل ہور انکھیاں سوں
بات چوٹی کے دو بات دونوں کے سات ہوئی۔ خضر نے
فیض دل کوں انپڑیا اپنی مرہ کی منزل کوں انپڑیا۔ دل نے
خلوت قرار کیا، گھر مار کیا دو رنگاز کیا۔ دل کوں فرزنداں
ہوسے فرزنداں خود منداں ہوسے اس فرزنداں میں کا
بڑا فرزند سو یہ کتاب، لایق قابل مستید ہر باب اپنے
وقت کا نقشبان افلاطون، اپنے وقت کا خسرو فرہاد مجنوں۔
اپنے وقت کا خاقانی انوری سعدی۔ اپنے وقت کا ظہیر کمال
سلیماں اپنے وقت کا ہر ایک بات کا ہادی۔ کلام کا صاحب،
نام کا صاحب، الہام کا صاحب، ہر یک کام کا صاحب۔ دو
ضمیر صاحب تدبیر۔ ہر فن میں ماہر، چھپیا سب
اس کے آگے ظاہر۔ خدا کا واصل صاحب دل عاشقاں
کا رہنما صاحب حال صاحب حاصل۔ ہاتف غیب کا آواز،
محرم اسرار محرم راز دادار کا آدھار عاشقان مکے
جیواں کا یار۔ مجلس کا سنگار۔ دل کے باغ کا بہار، سوتے

پانوں لگے گلزار۔ پاہ شاہاں کی مجلس میں بچھے موتیاں
کے دریا میں قہقہے۔ عاشقاں کا دل بہلاتا معشوقاں کا
پیارا، سب کے دل کوں بھاتا۔ بہت خوش شکل بہت خوش ادا
پاد شاہاں کو اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصے ہزار شعر
ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک بیٹھے اس کا دل موہے شاہ
سب کے دلاں کا آرام سب کوں اس سوں کام۔ بہت آ
میں عقل بہت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں بو
اچھے واں دلگیری نا آوے، صحبت اس کی سب کوں بھاوے
پاک اس کی جوں شکر جوں نابات جو لگی دیا تو لگی اسے
حیات۔ بارے جس وقت تھا ایک ہزار و چہل و پنج اس وقت
ظہور پکڑیا بو گنج۔ جو کوئی صاحب سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب
فن اچھے گا، اسے یو سخن اثر کرے گا مست بے خبر
کہے گا اپنا کرے گا اپنی ادھا کرے گا۔ دو پچھانے گا
دو اس بات کی قدر جانے گا۔ ہمنا یاد کرے گا اپنا دل شاد
کرے گا۔ دل پوتے جاشے گا[1] فکر اسے ہمادی کہنے کی ذکر
ہمادی بات کی لطافت کے پیالے کا اتو چڑھے گا، ہزار اعتبار
سوں بدل وجان ہمادی سلامتی کی فاتحہ پڑھے گا۔ عجب
مرد تھا کہے گا، عجب صاحب سخن تھا کہے گا، عجب کامل فن
کہے گا عجب واصل تھا کہے گا۔ ہادی سے کہے گا، ہمادی سے
کہے گا۔ ہزار شکر کہ بارے الحمد للہ کتاب تمام ہوا، مفسر

---

[1] جاسیگی

حاصل ہوئی سب کام ہوا۔ زود سوں نیں آتا فام، سگے
سوں آ لگتا کام۔ اتال جوں حسن ہور دل اپنی مراد کوں پہنچے
اپنے کمال اعتقاد کوں انپڑے، تیوں بادشاہ ہور بادشاہ
کے دوستاں بادشاہ کے عزیزاں بادشاہ کے خویشاں قرابتاں
بادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگنہارے، بادشاہ کے
خدمت گاراں دولت خواہاں، دعا گویاں امید واراں، سب
اپنی مراد کوں انپڑو، انکوں غیب کی نعمت سنپڑو۔ دل کی
فراخ اچھو، ہمیشہ بہبود عشرت اچھو، عمر دراز اچھو
دائم بہ دولت اچھو، عاقبت بخیر اچھو، ایمان سلامت
اچھو آمین یا رب العالمین۔

— ۰:۴:۰ —

فرہنگ الفاظ سب رس

الف

آبوچا : مصری

آتا آٹ : سخت مشکل۔ آفت

آجنوں : اب تک

آپستا : خودسر، خودوار

آرنوماد : آرزومند

آلا، آلی : اعلا

آنکھی : آنکھ

آنگے : آگے

آہرتا : آہرتا، باقی رہنا

ابجالی : بادل، بارش

ابجالے : چھا گئے

آپکار : احسان

اپدیپ : نامد، اعلا درجہ کا

اپنی دادی پر آنا : اپنی چال پکڑنا

اپنی بات پر اڑنا۔

آتا ہوا سے انگا : اب

آتارو : آتارنے والا

آتاریگیا : اتارگیا

آٹھا : اٹھنا

اجنوں : ابھی

اچاتا : اٹھانا، جگانا

اچاٹ : اداس، بیزاری

اچھر : اکھر۔ حرف

اچھیگا : ہوگا

ادنتری : ملتی

ادھر : لب، ہونٹ

اڑچا : مشکل میں پھنسا ہوا، حیرانی

مصیبت

آساس : آہ

اگلا : بڑھکر، افضل

اگلے : بڑھکر، افضل

الا بلا لینا : بھوت لینا، دیوانہ ہونا

اتصل : ملا ہوا، وصل
اتاچت : اچانک، بے خبر میں
انڈے : پیچھے
الت : الٹا
انتر : فرق،
انجانا : انجان، نہ پہچانا ہوا
انجور : آنکھ
انڈیشا : سوچ
انڈیشوان : نگرانی
انڈھیرا : اندھا
انگڑی : انگارہ
انوسوا : ایسے غیر سے
اوتار : اوتار، جنم کا
اوتاولا : جلدی کرنے والا
اوسر : موقع، بھاؤ، بیاہ
اوکل : بے کل، بے قراری
اولاسا : اولاسا
اوگھان : بدچلن
اولاہٹ : چاہ، کھیل، جوش
اولاہیاں : چاہ، جوش

ایچ : اچھے (مذکر)
ایتیاں : اچھا، (جمع مونث)
ایسیچ : ایسے ہی
ایکس : ایک
ایکتی : ایک ذرا
ایلاڑ ادھر

ب

باٹا دینا (باٹ کا جمع) رستے
باج : بغیر
بابا : بھلا
باد : دے
بارہ باٹ : ٹکڑے ٹکڑے، منتشر
منقود
باچنا : بچنا
باول : پاگل، دیوانہ
باندھے : بندھے ہوئے
بھاگ : بھوگ، جدائی
بھیتر : اندر
بول : منہ، دہانہ
بڈھاپے : بڑھاپے

بولی : نادر، انوکھی
بُست : چیز
بسراٹ : بھول، فراموش
بسلایا : بٹھایا
بسلایا : بٹھایا
بسوار : سالہ
بِکھیڑو : خرمن
بندلے : ہندیں
بنگڑیاں : چوڑیاں
بنیچہ : بو یعنی باغ ہی میں بوٹی
بونٹ : آنکھی کا پردا
بول دھرنا : نام رکھنا، ابوا ہونا
بی : بھی
بے خبراگی : بے خبری
بیسنا : بیٹھنا
بیگ : جلدی
بیگیچ : جلدی سے
بیلاڑ : دیکھ بیلاڑ

بھ

بھاسی : ڈاسنا

بھاتے : خواہش، خوشی
بھانا : ڈالنا
بھات : بن
بھتو : بہتر، اندر
بھشت : ٹھا، ناپاک
بھگ : بگ، جلدی
بھگنا : سیر ہونا
بھگانا : بھگونا
بھلدا : فریفتہ
بھنود : بھونرا
بھوگنا : عیش کرنا
بھیئیں : زمین
بھی : پھر
بھیاؤ : بیاہ
بھیٹ : خوف

پ

پاچ : ایک قسم کا جواہر، زمرد
پاچ : (مٹی کا) = مٹی کا جالہ
پاڑنا، ڈالنا
پالیت : جاسوس، مخبر

پال : منڈ، کنگرہ، بند
پالشت : پلید، پشت
پایک : قاصد
پتیارا : اعتبار، بھروسا
پتیانا : اعتماد کرنا
پران : جان
پرتے : لحاظ، مقدرت
پرس : پارس، پارس پتھر
پرسنہ : خوش، راضی
پرگٹ : ظاہر
پرگنہ : متفرق
پڑیا : بچہ
پٹخنا : مارنا
پٹخی : ماری
پتہ پتہ : پوچھ
پھوٹا کر : پھوٹ کر
پیر : پیر، غلطی
پیکاں : پیمانے
پیکا : پیدا
پیکھنا : تماشا
پیلاڈ : پرے، اُدھر جدھر، انجام کار

پھ

پھانڈے : پھندے
پھانکیا : بھاگ گیا
پھانکے : بھاگے
پھوٹا کر : پھوٹ کر
پھکٹ : مفت

ت

تانتا : چرچا
تیرالو : تیراک
ترپھرنا : بے تاب ہونا
ترپھرنے : بے تاب چھوڑے
تقاوا : تقاضا
تقاضے : تقاضے
تلاس : تلاش، تلاش
تکڑا : ہمت، ڈھارس
تکبگ : بے قراری
تکبگ تکبگ : پریشانی، بے چینی
تکملنا : تلملانا
تماشا : ہنگامہ، چہل پہل
توٹیا : ٹوٹنا
توتگ : تب تک

ٹی : سے
ٹیزی : تازی، گھوڑا
ٹھٹھی : دھوکا دیا
ٹھی : سے

ڈ

ڈومنی : ایڑی، ٹھوکر
ڈونیاں : ڈونے یا سحر

ڈھ

ڈھاوں ڈھاوں : بجدبجد
ڈھیل : ٹالم ٹول
ڈھیلنا : ٹھکرانا، رد کرنا

ج

جالیا : جلایا
جالہ : جالے والا
جپنا : یاد کرنا، ذکر کرنا
جتوب : شیدا، شکار
جد : جب
جد : ضد، استقلال
جدوتی سے : اکڑتی ہے
جدونا : کھینچنا
جڑتے : مقابلہ کرتے
جنگم سہ : پیرشد
جنے : جس نے
جوبن : پستان
جوگ : جوگ
جیتی : جیتی
جیتے : جیتے
جیودان : جان کی قربانی

جھ

جھاڑ : درخت
جھالاں : چھگڑیاں
جھڑتی دینا : حساب لینا، سزا دینا
جھوٹے : چھپکے بال

چ

چاڑ : نشان، داغ، چوٹ، سہارا
چاڑی : چنگل
چالے : (چال کا جمع) چال، مکر
چپ : بوں بھ، بلا دیہ، خواہ مخواہ
چترنا : تصویر کھینچنا
چٹ : چاٹ
چٹ : ہوس، لالچ

چٹ : فوراً
چٹک لگانا : چسکا لگانا
چٹکیاں : بے تابی سے بے قرار ہونا

چٹکے گا : چٹکے گا
چکلا : دبانا ، بھینچنا
چکلیا : بھینچا ، نہ سکھایا
چکل کر : بھینچ کر
چکور : مخمور
چلت : چال ، چلن
چمٹی : چیونٹی
چوڑ : نقصان ، خسارہ
چوسار : ہوشیار ، سمجھدار
چوسادی : خبرداری ، چوکس
چوندھر : چاروں طرف
چینت : فکر
چینیا : چننا ، جیسے دیوار چننا

چھ

چھلنا : چھلکنا
چھلے : دانہ چھلا ، چھالے

چھنداں : ترکیبیں

ح

حیف : افسوس

خ

خواست : خواہش

د

داٹ : مضبوط ، گہرا
داڑی : ڈاڑھی
دانا داں : جاننے والے ، تجربہ کار
دانے : سمجھ دانا ، عقل
ڈوبا : تنگ ، آتا ہوا ، بڑا
درس : درشن
درسی : درشنی
ڈھی مارنا : مگن ہو جانا ، چپ چاپ چھپ کے بیٹھ رہنا
دسنا : دکھائی دینا
دک : حد ، سمت
دکھایا : ڈھکایا
دند : دشمنی
دند سادتے : دشمنی کرتے

دند سارنا : دشمنی پھیلانا

دندی : دشمن

دورائی : آقائی

دوکال : (دکال) برا زمانہ، گرانی قحط

دیس : دن

دیس انتر : دیس نکالا

دھ

دھات : قسم، طرح

دھاڑ : آفت، مصیبت

دھانا : دوڑنا، لپک کر چلنا

دھتیارے : دھوکے باز، دغاباز

دھرکت : خیر، بھلائی

دھنگانا : ہنگامہ، چہل پہل

ڈ

ڈاٹ : مضبوط

ڈونگر : چٹان، پہاڑی

ڈونگی : گہری

ڈھ

ڈھتارے : ڈھٹ بند، دغاباز

ڈھیگ : ڈھیر، انبار

ر

راجوٹ : حکومت

راسک راس : ٹھیک ٹھیک

رانے : رانده

راواں : توتا

رتی : ریت، ٹول

رج : جوش، جذبہ، عیش پرستی

رچہ : غیرت، چمک دمک، روشنی، نور

رسوی : رسی

رقوم : نام، شہرت

رن کھام : میدان جنگ کا کھم یعنی بہت بہادر

روں : رواں

روھیش : روش

ریج : شوق، دولہ، محبت، رجحان

ریل چھیل : ریل پیل

ز

زد : خراب

زیاست : زیادہ

زیاستی : زیادتی

س

سمانڈنا: جوڑنا، تیار کرنا

سانڈی: دیوانہ

ساؤچت: محتاط، خبرداری، چوکسی

ستمی: ظالم

سٹی بجانا: بہتان لگانا

سٹے (سٹنا): ڈالنا، گرانا، پھینکنا ترک کرنا

سراکر: سراہ کر، تعریف کرکے

سرتیجہ: ابتدا سے، ازل سے

سرجنہار: پیدا کرنے والا

سرن: جائے پناہ

سرنا: تکمیل ہونا، ختم ہونا، تکملہ، انجام

سری: مانند

سکال: ارزانی، اچھی فصل اچھا زمانہ

سکتا: قادر

سگھڑولی: سگھڑ، باسلیقہ

سلک دینا: نہ لگانا، بے تکلفی

سلگے: سلے ہوئے

سم: مانند

سنپڑتا: ہاتھ میں آنا، گرفت میں آنا

سنپڑے: ہاتھ لگے

سنّا: سونا

سنبھرنا: نمودار ہونا، حرکت میں آنا

سنگاتی: ساتھی

سنمکھ: روبرو، سامنے، مقابل

سوان: قسمیں، حلف

سورات: خودغرضی، غرض، مطلب

سوسنا: برداشت کرنا

سیا: سہا

سیک: سیکھ

ش

شاباں: (شبّ) چمکتے ہوئے

شانا: سیانا

شرزہ: تیندوا، بگھیلا

شرم حضور: (سمشہ ناحضوری) منہ دیکھے کی لاج، خفیف ہونا

ص

صدر: قالین، فرش وغیرہ

غ

غلبلا: بے تابی، جوش خروش

غلغال: غلغلہ، شور، ہنگامہ

ف

فام : فہم، سمجھ

فتوا : تہمت، بہتان، فساد

ک

کاچ : کانچ

کاڑنا : نکالنا

کاڑی : تنکا، ذرہ

کاڑے : نکالے

کاکلوت : حرص، لالچ

کالویاں : تالے (پانی کے)

کاں : کہاں

کانی : دیوار

کبل : مشکل

کتے : کہتے

کتیک : کئی ایک، متعدد

کچاٹ : فساد، جھگڑا، ٹنٹا

کچوانا : کچیانا

کدھاں : کب

کدھیں : کہیں

کس : طاقت

کس : کسی

کلانا : جھگڑا کرنا، لڑنا

کلاکتیاں : مکاریاں

کلف : قفل

کلکلانا : شور و غل کرنا، چلانا

کلکلاٹ : بے قراری

کلیمے : کلمے

کماچ : ایک ساز کا نام

کنکے : کنکر

کنگورا : کنگرا

کنے : پاس، نزدیک

کو : کون

کوتی : کوتاہ

کوتیاں : کتیاں

کوڑ : بے وقوف، بدنفس

کول : قول

کولا : گیدڑ

کولک : کب تک

کولگن : کب تک

کولیاں : گیدڑ (جمع)

کیلی : کنجی

کی : کیوں

کھ

کھان : کھانا

کھڑیا : واقع ہوا

کُھسانیاں : کھوسٹ، بڈھی عورتیں

کھنگا : بھینسا

گ

گاڑوڑی : مداری، بازی گر

گانڈا : گنا، نیشکر

گُڑ دینا : بوسہ دینا

گڑ : کوٹ، قلعہ

گُڑگا : پاجامہ

گُلانا : گھولنا، گھلانا

گلتا : پگھلتا

گمٹ : گنبد

گمنا : بسر کرنا، وقت گزارتا

گنبھیری : گہرائی، بھاری بھرکم پنا

گوہی : شیر کے رہنے کی جگہ

گھ

گھابرا : گھبرایا ہوا، پریشان

گھالنا : ڈالنا

گھالیا : ڈالا

گھانگرا گھول : پریشان

گھٹ : سخت، مضبوط

گھٹ : گھونٹ

گھر گھالو : گھر برباد کرنے والا

گھیوے : دہ دسر، وحشت، بدحواسی
بے ہوشی

ل

لاٹنا : ڈیل کرنا

لانڈکا : بھیڑیا

لانا : لگانا

لائی : لگائی

لڑلینا : کاٹ لینا

لڑنا : ڈسنا

لکھن : رونق، چال چلن

لکھنہ : قلا بازی

لگن : تک

لوڑنا : طلب کرنا، چاہنا

لوکاں : لوگ

لھوا : لوہا، تلوار

لہنا : جچنا، مناسب ہونا، سزاوار
ہونا

لئی : بہت

لیایا : لے آیا

م

ماتا : مست، مدہوش

مالے : ماڑی، بالاخانہ

ماملا : معاملہ

مانا : معنی

مان : عزت، حرمت

مانڈنا : انجام دینا

مانک : موتی

متا : مجال

متا مقے : مشورہ کیا

مروتا : اکڑ اکڑ کر چلنا، ناز سے چلنا

مروتی سے : اکڑ اکڑ کر چلتی ہے

مستید : مستعد

مکری : مکار

منا : منع

منائی : ممانعت

منگنا : چاہنا

منے : میں، درمیان

موپ : سامان، نقشہ

موٹھی : مٹھی

موچھاں : مونچھیں

موں : منہ

مہروان : مہربان

میانے : درمیان

میرا : میل

ن

ناٹنا : بھاگنا

ناری : عورت

ناندنا : زندگی بسر کرنا، سلیقے یا گھر داری سے

ناھوسی : نہ ہوگا

نباڑنا : نبیڑنا

نبتو : بدتر

نپٹ : بالکل

نڈان : نادان

نوجیون : بے جان، مردہ

نروالے : الگ، نرالے

نڑی : نرخرہ

نزیک : نزدیک

نس دن : رات دن، شب و روز

نقشاں چینا : عیب چینی کرنا
نکامی : نکمی
نکوسے : بدنامی
نگہ داشتی : خبرگیری، دیکھ بھال
ننگانا : لوٹنا
نواں : نشیب
نواں نوتی : نیا، تازہ
نواں نیچہ : نشیب ہی
نھاٹنا : بھاگنا
نہن پن : بچپن
نہنا : ننھا، چھوٹا
نہنواد : بچہ
نیٹ : استقلال، درستی

و

واچ واچ : واہ واہ، خوب خوب
وادی : داؤں
واز : بیزار، تنگ، پریشان
واقا : مصیبت، واقعہ
وزا : وضع
وصولی : اصول

ھ

ھانک مارنا : زور زور سے چلانا
ھب : اب
ھت : ہاتھ
ھت چھڑنا کف افسوس ملنا
ھتی : ہاتھی
ھچ : احمق
ھٹ پکڑنا : مضبوطی سے پکڑنا
ھڑسے :
ھٹک ھٹک : تاندواندازکرنا
ھم : ہمت، حوصلہ، مقابلہ
ھنکارنا : ہانکنا
ھوڈ : شرط، بازی، احمق

قابل قدر علمی ادبی کتابیں

مشکلات غالب	نیاز فتحپوری	شرح	50/
محمد قاسم سے حملۂ بابر تک	〃 〃	تاریخ	زیر طبع
عرض نغمہ یا گیت انجلی	〃 〃	ادب	〃
نیرنگ خیال	محمد حسین آزاد	〃	1/50
انشائے ماجد	عبدالماجد دریابادی	〃	5/50
ادبی اشارے	ڈاکٹر سلام سندیلوی	〃	4/50
ادب کا تنقیدی مطالعہ	〃 〃	〃	3/50
ناول کیا ہے	ڈاکٹر نورالحسن و ڈاکٹر احسن فاروقی	〃	3/50
ہندوؤں میں اردو	رفیق مارہروی	تذکرہ	6/50
مشاعرہ عالم ارواح	مرتضیٰ احسین موسوی	〃	4/-
دربار اکبری	محمد حسین آزاد	تاریخ	زیر طبع
اردو انشائیہ	سید صفی مرتضیٰ	انشائیہ	3/-
گذشتہ لکھنؤ	عبدالحلیم شرر	تاریخ	5/-
مضامین شرر	〃	مضامین	4/50
بزم داغ	رفیق مارہروی	ڈائری	زیر طبع
زبان داغ	〃 〃	خطوط	3/50
مقالات تلہری	سید اختر علی تلہری۔	مقالات	2/50
باقیات غالب	وجاہت علی سندیلوی۔	کلام	3/-
ہندستانی لسانیات	ڈاکٹر زور	لسانیات	3/-
پنجاب میں اردو	محمود شیرانی	〃	5/-
آثار غالب یا غالب نامہ	محمد اکرم	ادب	6/-
مقامات اقبال	ڈاکٹر سید عبداللہ	〃	زیر طبع
اقبال امام ادب	رئیس احمد جعفری	〃	1/50
مضامین فرحت دوم۔	فرحت اللہ بیگ۔	مضامین	3/-

اُردو غزل

کے

پچاس سال

سنہ ۱۸۷۰ء یا سنہ ۱۹۲۰ء

حالی تا اکبر

یہ ڈاکٹر عبد الاحد خاں خلیل کی وہ مایۂ ناز تالیف ہے جس پر موصوف کو لکھنؤ یونیورسٹی نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری دی ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر خلیل صاحب نے سنہ ۱۸۷۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۰ء تک یعنی حالی سے اکبر الہ آبادی تک کے غزل گو شعراء پر ہر نقطۂ نظر سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ غزل پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ قیمت سات روپے پچاس پیسے